علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

www.KitaboSunnat.com

جاوید جمال ڈسکوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

جاوید جمال ڈسکوی

www.kitabosunnat.com

جنگ پبلشرز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

اشاعت اول	جولائی 1990ء
اشاعت دوم	ستمبر 1990
تعداد	دو ہزار
قیمت	[redacted]
بیرون ملک قیمت	5 امریکن ڈالر
مطبع	جنگ پبلشرز پریس

جنگ پبلشرز

13۔ سر آغا خان روڈ ..... لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں
نہ تو اس کا ہم مسلک ہوں
نہ اس کی جماعت کا کارندہ ہوں
نہ میں نے کبھی اسے زندہ باد کہا اور نہ ہی مردہ باد
پھر میں نے اس پر قلم کیوں اٹھایا
سچی بات تو یہ ہے کہ
مجھے خود معلوم نہیں
ہاں، ایک ڈر سا ضرور تھا
وہ ڈر تو روزانہ رہتا تھا
صبح جب میں دفتر آ کر بیٹھتا تھا
نجانے کیوں کر
اسے معلوم ہو جاتا تھا کہ
میں دفتر آ گیا ہوں..... اور پھر
ٹرن ٹرن..... ٹرن..... ٹرن
ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھتی
یہ جانتے ہوئے بھی کہ دوسری طرف کون ہو گا
اور کیا کہے گا
ریسیور..... اٹھانا معمول بن چکا تھا
اور پھر.....
کبھی سرزنش..... کبھی نصیحت..... کبھی ڈانٹ..... کبھی درخواست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شام ڈھلے

.....اس کا آنا معمول تھا

اس قدر باقاعدہ کہ اب بھی

ہر شام منتظر رہتی ہے

.....کہ وہ آنے والا ہے

وہ کہیں نہیں گیا

وہ یہیں کہیں ہے

ویسے بھی فرمان تو یہی ہے

"وہ زندہ ہے تمہیں شعور نہیں"

اس کے آجانے.....اور بے بھاؤ کی سننے

کے خوف سے یہ نامکمل کام اپنے تئیں مکمل کر دیا ہے

کہ آخر وہ میرا جگری یار ہے

اتنا تو لحاظ کرے گا

کہ

چلو.....دوست نے اگرچہ

کام..... کام تو نہیں کیا

مگر کیا تو ہے.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

حدیث رسولؐ ہے۔

سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کرو کہ ان میں بیشتر جھوٹی ہوتی ہیں ویسے بھی اخلاقی طور پر کسی کے بارے میں اس وقت رائے دینے سے باز رہنا چاہئے جب تک کہ خود ذاتی طور پر اسے پرکھ نہ لیا جائے علماء کی صفوں میں علامہ احسان الٰہی ظہیر ایک دیومالائی شخصیت تھے۔ کئی افسانے اور کہانیاں اب بھی ان کے بارے میں سننے میں آجاتی ہیں۔ میں نے پہلے پہل علامہ صاحب کو بادشاہی مسجد میں دیکھا تب میں انٹرمیڈیٹ کا طالبعلم تھا۔ ان دنوں تحریک تحفظ ختم نبوت کے نتیجہ میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پا چکے تھے اور یوم تشکر کے سلسلے میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا بادشاہی مسجد لاہور میں جلسہ عام تھا۔ مسجد اس کا صحن اور اس کے اردگرد کے باغات شمع رسالت کے پروانوں سے بھرے پڑے تھے۔ مرحوم حضرت مولانا یوسف بنوریؒ کی صدارت تھی۔ مرحوم سید ابوالاعلیٰ مودودی تقریر پڑھ رہے تھے۔ دوران تقریر مرحوم مولانا مفتی محمود مسجد کے صدر گیٹ کی طرف سے مسجد میں داخل ہو کر سٹیج کی طرف بڑھے۔ چونکہ ان دنوں بھٹو مرحوم کی حکومت کے خلاف دینی اور دوسری سیاسی جماعتیں ایک مشترکہ محاذ بنانے پر غور کر رہے تھے ویسے بھی بھٹو جیسی قد آور شخصیت کو مفتی صاحب عام انتخابات میں شکست دے چکے تھے۔ اس وقت کی ننھی منی اپوزیشن کے قائم مقام قائد حزب اختلاف بھی تھے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں بالخصوص پارلیمنٹ میں مرزا ناصر احمد کی تقریر کا بڑا موثر جواب دینے کی وجہ سے عوام میں خاصے مقبول تھے لہٰذا لوگ مودودی مرحوم کی تقریر سننے کی بجائے مفتی صاحب کو دیکھنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جس سے جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ سٹیج سیکرٹری اور دیگر حضرات نے لاکھ کوشش کی کہ سامعین آرام سے بیٹھ جائیں تاکہ مودودی صاحب کی تقریر کو سنا جائے مگر جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیت طلبہ اس صورتحال پر خاصے برہم تھے اور اس طرح جلسہ بدنظمی کا شکار ہو گیا۔

پھر اچانک علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب مائیک پر آئے اور انہوں نے شیروں کی طرح گرج برس کر دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منٹ میں جلسہ کنٹرول کیا' میرے لئے یہ ناقابل یقین واقعہ تھا۔ وہ پہلا دن تھا کہ میں ان کا عقیدت مند ہوا۔ اس کے بعد میں نے ان کی کئی تقاریر سنیں اور اہتمام سے ان کے جلسوں میں جاتا رہا۔ تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ان کی تقاریر عوام میں بے پناہ جوش و خروش پیدا کر رہی تھیں اور چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں کہ قومی اتحاد کی حکومت آنے والی ہے اور علامہ صاحب کے وہ محکمے ہوں گے جو مولانا کوثر نیازی کے پاس رہے ہیں۔ ان دنوں علامہ صاحب تحریک استقلال سے وابستہ تھے اور عوام اصغر خان کو بھٹو مرحوم کا نعم البدل سمجھتے تھے۔ اصغر خان جب کراچی گئے تو دس لاکھ افراد نے ایئرپورٹ پر ان کا استقبال کیا۔ قومی اتحاد کی تحریک میں جو جذبہ اور جوش و ولولہ پیدا ہوا اس سے بھٹو حکومت ختم ہوئی' مارشل لاء آیا اس کے بعد جلد ہی قومی اتحاد ختم ہو گیا اور قومی اتحاد کے مرکزی لیڈروں کی وہ پذیرائی نہیں ہوئی تھی جو متحد ہونے میں تھی۔

جب "جنگ" کا لاہور سے اجراء ہوا تو میں بھی لاہور منتقل ہو گیا۔ ابھی "جنگ" کے دفاتر علامہ اقبال روڈ پر کرائے کی ایک بلڈنگ میں ہی تھے کہ ایک روز علامہ صاحب مجھے ملنے آئے اور دینی جماعتوں کو خاص طور پر موضوع بنانے پر میری حوصلہ افزائی کی۔ اس روز کے بعد شاید ہی کوئی دن ایسا ہو گا کہ علامہ صاحب روزانہ ملاقات کیلئے تشریف لاتے اگر ایسا ممکن نہ ہوتا تو فون پر ہی خیریت پوچھ لیتے اور یوں تعلقات ذاتی نوعیت کی صورت اختیار کر گئے۔

ایم آر ڈی کی تحریک کے دوران اپنی تمام تر خواہش کے باوجود انہوں نے اپنے ساتھیوں کی خواہش کے احترام میں ایم آر ڈی میں شمولیت اختیار نہ کی' البتہ وہ ایم آر ڈی کے جلسوں میں جا کر قافلہ ء جمہوریت کے مسافروں کا حوصلہ بڑھاتے رہے۔ پورا ملک گھٹن کا شکار تھا اور فرد واحد کی حکمرانی تھی' جمہوریت کا نام لینا جہاد سے کم نہ تھا۔ ایسے ماحول میں علامہ اتنی جرأت اور بے خوفی کا مظاہرہ کرتے تھے کہ جلسے کے شرکاء اس خوف سے چلے جاتے تھے کہ تقریر ختم ہونے سے قبل ہی علامہ" اور تمام سامعین دھر لئے جائیں گے۔ سندھ میں جب ایم آر ڈی کی تحریک اپنے عروج پر تھی اور غلام مصطفیٰ جتوئی قافلہ ء جمہوریت کے سالار تھے۔

مجھے یاد ہے میں نے ان دنوں سندھ کے حالات اور پنجاب کی خاموشی پر ایک کالم لکھا' جس کا عنوان تھا

"کیا پنجاب سو رہا ہے یا سوچ رہا ہے؟"

صبح جب دفتر آیا تو ایک طوفان آیا ہوا تھا۔ انتظامیہ خاصی پریشان تھی کہ حکومت کے ایوان اس معمولی سے کالم کے متحمل نہ ہو سکے تھے بعد میں اس وقت کے وزیر اطلاعات راجہ ظفر الحق کے مطابق مجھے اس کالم کے لکھنے پر "شیطان" قرار دے دیا گیا جو صوبوں کو آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔"

لاہور میں ایم آر ڈی کی تحریک کا کوئی پرسان حال نہ تھا' پیپلز پارٹی کی حکومت میں آج کئی چہرے اپنے آپ کو ایم آر ڈی کی تحریک کا چیمپئن قرار دیتے ہیں' حالانکہ ان میں سے کئی تو اس وقت مارشل لاء کے دم چھلے تھے باقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرات کونوں کھدروں میں چھپے بیٹھے تھے تاہم پیپلز پارٹی کی طرف سے معراج خالد' اعتزاز احسن' پرویز صالح' ڈاکٹر اسرار شاہ' رانا شوکت وغیرہ متحرک تھے۔ بالخصوص اعتزاز احسن کی خدمات ناقابل فراموش ہیں ان دنوں وہ تحریک استقلال سے وابستہ تھے۔ ایسے آڑے وقت میں لاہور میں علامہ احسان ہی ایم آر ڈی والوں کا واحد سہارا تھے۔ پنجاب میں وہ جنرل ضیاء الحق کے سب سے بڑے دشمن تھے۔

بعد میں انہوں نے ایک سہ جماعتی اتحاد بنایا جو غیر فطری ثابت ہوا اور چل نہ سکا اور پھر انہوں نے اپنی جماعت کو سیاسی قوت بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے کوشش کی کہ کسی طرح اہل حدیثوں کے دھڑے ختم ہو جائیں۔ میں نے خود انہیں میاں فضل حق' مولانا عبدالقادر روپڑی اور مولانا محمد حسین شیخوپوری کی منتیں اور خوشامد کرتے دیکھا ہے کہ کسی طور یہ بزرگ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ختم کر دیں اور جماعت ایک ہو جائے۔ جب وہ کامیاب نہ ہو سکے تو پھر انہوں نے ایک فیصلہ کیا کہ علماء کی ہٹ دھرمی سے نجات حاصل کرنے کیلئے اہل حدیث نوجوانوں کو یوتھ فورس نامی ایک تنظیم میں لانا شروع کر دیا اور براہ راست نوجوانوں کی تربیت شروع کر دی۔ دوسری طرف ان کی یہ کوشش رہی کہ تمام اہل حدیث جو تنظیم سے علیحدہ ہو چکے ہیں ان کو بالخصوص جو حضرات جماعت اسلامی سے منسلک ہو چکے ہیں ان کو واپس لایا جائے۔ علامہ صاحب کی کوششوں سے بہت جلد جمعیت اہلحدیث ملک کی صف اوّل کی سیاسی جماعتوں کے شانہ بشانہ آ کھڑی ہوئی۔ موچی دروازہ' لیاقت باغ' نشتر پارک اور قلعہ کہنہ قاسم باغ کے میدان اس بات کے گواہ ہیں۔ اہلحدیث مارشل لائی علماء اور علامہ صاحب کے متوازی گروپ بنانے والے یک و تنہا رہ گئے۔ ابھی وہ اہل حدیثوں کو کنویں سے نکال کر سیاست کے سمندر میں لائے ہی تھے کہ شریعت بل کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ مارشل لاء حکومت اور اس کے حواریوں بالخصوص علماء کو پہلے علامہ صاحب کھار کی مانند کھٹکتے تھے شریعت بل کے علامہ صاحب نے پر نچے اڑا دیئے اور یوں علماء کا مفاد پرست ٹولہ! نگاروں پر لوٹنے لگا اور بالآخر اس ٹولے اور مارشل لاء کے عفریت نے اس اجل عظیم کو نگل لیا اور ساتھ قلعہ لچھمن سنگھ میں وہ درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

علامہ کا مشن ابھی ادھورا تھا ان کی شہادت کے بعد ان کے جانشینوں نے بڑی ہمت سے کام لیا جو بعد میں مصلحت کے شکار ہو گئے۔ ان کی اسی ہمت کو دیکھتے ہوئے میں نے اپنے عزیز ترین دوست پر ایک کتاب مرتب کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس سے پہلے علامہ صاحب کی مختصراً جدوجہد پر تذکرہ ہوا اس جدوجہد میں میرا پوری طرح ہر موقع پر علامہ صاحب سے رابطہ رہا ہم باہم مشورے کرتے تھے اور دیر تک بحث مباحثہ بھی۔ میری خواہش تھی کہ اس کتاب میں مارشل لاء حکومت کے آغاز سے ان کی شہادت تک سارے واقعات قلمبند کروں مگر افسوس کہ بعد میں جانشین علامہ آپس میں الجھ پڑے۔ شہدائے اہلحدیث کا خون بیچ دیا گیا۔

کس نے بیچا؟۔ کیوں بیچا؟ اور خریدار کون ہے۔؟ یہ میں سب جانتا ہوں۔ میں اس کتاب کو متنازعہ بنانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں چاہتا اس لئے یہاں موقع نہیں کہ اس کہانی سے پردہ اٹھاؤں۔ انشاء اللہ وقت آنے پر تمام راز طشت از بام ضرور کروں گا۔

میں محترم پروفیسر ساجد میر کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے کتاب مرتّب کرنے کے سلسلے میں نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ بیشتر معلومات بھی بہم پہنچائیں۔ علاّمہ شہید کے قریبی عزیز محترم افضل کپور صاحب کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے ان گلیوں اور کوچوں میں گھمایا جہاں علاّمہ پیدا ہوئے' پلے' بڑھے' احسان سے علاّمہ احسان بن گئے۔

ہم نے اپنے سفر کا آغاز اس گھر سے کیا جہاں علاّمہ شہید پیدا ہوئے تھے۔ پیلے رنگ کی قلعی والے اس گھر کے باہر ایک بھٹیارن دانے بھون رہی تھی۔ کپور صاحب مسجد چلے گئے تو میں نے اس سے پوچھا۔

کیا تم علاّمہ احسان الٰہی کو جانتی ہو؟

اس نے حیرانگی سے مجھے دیکھا اور بھٹی میں ایندھن جھونکتے ہوئے استفساریہ انداز میں کہا

"توں کتے حاجی ظہور دے پتر احسان دی گل تے نئیں کر ریا" (تم کہیں حاجی ظہور کے بیٹے احسان کی بات تو نہیں کر رہے)

ہاں ہاں اوہی.....میں نے کہا

تب وہ رونے لگی.....اور بین ڈالنے کے انداز میں کہنے لگی

اوہ تے ایتھاں گلیاں دا چانن سی

جدھروں لنگ جاندا سی چانن ہو جاندا سی

(وہ تو ان گلیوں کی روشنی تھا' جہاں جہاں سے گزر تا تھا روشنی سی ہو جاتی تھی)

اور پھر اس نے بے شمار واقعات سنائے۔

کپور صاحب اور میں علاّمہ شہید کے قدموں کی چاپ سنتے گھومتے رہے اور گھومتے گھامتے جامع شہابیہ پہنچ گئے۔ مولانا محمد علی کاندھلوی سے بھی علاّمہ صاحب نے کچھ عرصہ کسب فیض کیا تھا' وہ تو سو رہے تھے..... البتہ ایک نابینا حافظ بہت خوش الحانی سے قرآن پڑھ رہے تھے۔

کپور صاحب مجھے ان کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ علامہ صاحب کے استاد ہیں' حافظ نابینا فرمانے لگے۔

جب بھی علاّمہ سیالکوٹ آتے مجھے ملنا کبھی نہ بھولتے اور آتے ہی کہتے

حافظ جی! کچھ سناؤ۔

پارہ آدھا پارہ سنتے اور چلے جاتے' شہادت سے کچھ روز قبل آئے تو بڑے بجھے بجھے سے تھے۔ خلاف معمول چائے یا کافی سے انکار کر دیا۔ حسب معمول قرآن سنانے کو کہا اور جب میں یہاں پہنچا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

موت کا مزہ ہر جاندار نے چکھنا ہے

تو اس آیت کو بار بار سنا اور ٹھنڈا سانس لیتے رہے۔

پھر ہم ایک پیر فقیر کے در پر پہنچے۔ یہ بھی علامہ صاحب کے بچپن کے استاد ہیں۔ کپور صاحب نے بتایا تو میں ہنس پڑا کہ شاید اس پیر کو شاگرد کو قابو کرنے کا تعویذ نہیں آتا وہ لائن میں بیٹھی عورتوں کو تعویذ دیتے پھونک مارتے اور نذرانے وصول کرتے جاتے تھے اور علامہ کی ذہانت کے واقعات تواتر سے سناتے جا رہے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ میں نے پوری زندگی میں اتنا ذہین بچہ نہیں دیکھا۔

اور یہ ہیں وہ بزرگ جو علامہ صاحب کے "آیا" تھے۔ لمبا قد، لمبی ڈاڑھی سفید براق جیسی، لہجہ بالکل دیہاتیوں جیسا سادہ اتنے جیسے معصوم بچہ ہو۔ یہ علامہ صاحب کے گھریلو خادم ہیں۔"

اتنے واقعات سناتے ہیں کہ بذات خود علامہ کی ذات پر ایک انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ جب تک علامہ صاحب گوجرانوالہ میں زیر تعلیم رہے یہ روزانہ سیالکوٹ سے کھانا لے کر گوجرانوالہ جاتے رہے کیونکہ علامہ کے والد کو یہ گوارہ نہ تھا کہ ان کا بیٹا صدقات، خیرات اور زکوٰۃ کی مد سے کھانا کھائے۔

ابھی ہم تاخیر کی وجہ سے تحقیق کے ابتدائی مراحل میں ہی تھے کہ بعد کے حالات اور میری مصروفیات و مایوسی آڑے آئیں اور یہ کام ادھورا ہی رہ گیا۔ جتنی کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے دو سال پہلے بھی اتنی ہی تھی۔ یوں تو اس کتاب کا اعلان سانحہ قلعہ لچھمن سنگھ کے فوراً بعد ہی کر دیا گیا تھا اور تب سے محبان علامہ اور احباب کا تقاضا شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اب میں کتاب نہیں لکھوں گا کیونکہ علامہ کا مشن ان کے اپنے ہی جانشینوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گیا تھا۔

میں محترم قاضی عبدالقدیر خاموش کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو مجھ سے مسلسل اصرار کر کے کتاب مکمل کرنے کو کہتے رہے۔ تصاویر فراہم کرنے پر میں صاحبزادہ ابتسام الٰہی ظہیر اور جنگ پبلشرز کے عبدالستار چودھری کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کو مکمل کرنے میں بھرپور تعاون کیا۔ اللہ انہیں اس کارِ خیر کا اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)

جاوید جمال ڈسکوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

علامہ احسان اسلام کا فرزندِ جلیل پاکستان کی متاع عزیز جماعت اہلحدیث کی ممتاز شخصیت تھے۔ علامہ احسان نے عنفوانِ شباب سے تاوفات پوری زندگی اسلام کی ترویج اور فروغ کیلئے صرف کر رکھی تھی' زندگی کے ساڑھے سنتالیس سال کے حسین ترین لمحات کتاب و سنّت' توحید و رسالت کے لئے وقف تھے۔ اسلام کے ماحول میں آنکھیں کھولیں اور اسلام ہی کی تبلیغ میں مصروف اور محو تھے کہ بم کے دھماکہ سے 23 مارچ 1987ء بروز سوموار زخمی ہوئے۔ 30 مارچ 1987ء بروز سوموار وفات پائی۔ علامہ مرحوم کی زندگی پاکستان سے تا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ابنائے اسلام کیلئے قابل رشک ہے۔

نام احسان الٰہی لقب ظہیر ولدیت شیخ ظہور الٰہی' مولود مسکن سیالکوٹ' تاریخ ولادت 1940ء' تعلیم حفظ قرآن' فاضل درس نظامی' ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات' ایم اے اردو' ایم اے سیاست' ایم اے فارسی' ایم اے فلسفہ' قانون ایم او ایل۔

پاکستان سے تا مدینہ منورہ / شیخ ظہور الٰہی خاندانی طور پر شیخ برادری سے تعلق رکھتے ہیں' ممتاز کاروباری ہیں' سیالکوٹ میں محدّث العصر شیخ الاسلام مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ جماعت اہلحدیث کے ممتاز مفسّر قرآن اور عظیم سیرت نگار' مناظرِ اسلام تھے۔ شیخ موصوف سے ان کے علمی اور عملی مراسم تھے۔ شیخ صاحب اہلحدیث کی مجالس اور محافل میں شرکت کو سعادت دارین کا درجہ دیتے رہے!

حفظ قرآن: شیخ موصوف نے اپنے فرزند احسان کو سب سے پہلے شعبۂ حفظ قرآن میں داخل کیا۔ خداداد خطابت اور ذہانت کے باعث دو سال کے عرصہ میں احسان نے قرآن مجید حفظ کر لیا!

جذبہ دینی: ایک روایت کے مطابق حافظ صاحب نے پرائمری میں وظیفہ حاصل کیا' احسان مرحوم نے تمام تر تعلیم دینی مدارس میں حاصل کی۔

نقل مکانی: کاروباری اور دینی نقطۂ نظر سے شیخ صاحب نے گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کر لی اور کاروبار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا سلسلہ اسی جگہ اختیار کر لیا۔

دینی مرکز: پاکستان کی تاریخ میں گوجرانوالہ اہلحدیث کا دینی مرکز رہا ہے۔ سید نذیر حسین دہلوی اور مولانا حافظ عبدالسنان وزیر آبادی اور غزنوی خاندان کے تلامذہ محدث العصر حضرت مولانا حافظ محمد گوندلویؒ اور حضرت مولانا محمد اسماعیل متدینؒ نے گوجرانوالہ میں مدارس اور مساجد کی اساس تبلیغ اسلام کے مقاصد کیلئے رکھی۔ گوجرانوالہ کے احباب ترین اور مخیر ہونے میں اپنی مثال آپ رہے ہیں ہر دور میں اہلحدیث کا یہ شہر مرکز رہا ہے۔ اس شہر سے اعاظم رجال علم و حکمت کے پیدا ہوئے ہیں جو اپنے دور کے عظیم مبلغ، نامور خطیب، بے مثال مصنف، عظیم مفکر، بہترین مدرس ثابت ہوئے ہیں۔ ان اکابر علماء سے شیخ صاحب کو انتہائی والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔ اس عقیدت اور محبت مسلک اہلحدیث کے تحت اپنے فرزند کو جامعہ اسلامیہ میں دین اسلام کی تعلیم کیلئے وقف کر دیا۔ اس درس کے مہتمم حاجی محمد ابراہیم انصاری تھے جو 16 مئی کو انتقال کر گئے اناللہ!

امور شوق: علم ایک ایسا خزانہ ہے جو اپنے اندر مقناطیسی کشش رکھتا ہے علامہ احسان نے جامعہ اسلامیہ سے فائنل پورہ (فیصل آباد) جامعہ سلفیہ کا رخ کیا!

جامعہ سلفیہ: پاکستان کی عظیم الشان جماعت اہلحدیث کی مرکزی "معہد علمی جامعہ سلفیہ" کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ فاضل اساتذہ کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ حضرت مولانا شریف اللہ منطقی حضرت مولانا محمد گوندلوی جیسے ارباب علم و عمل کا تقرر کیا گیا! اساتذہ کرام نے اس ہونہار عزیز کی تربیت میں خوب دلچسپی لی، اسی مرکز سے احسان کا علمی رجحان بڑھا جامعہ کے منتظمین نے اس نوجوان کی علمی جستجو کے پیش نظر بیرون ممالک میں تعلیم کا انتظام کیا۔

مدینہ یونیورسٹی: والدکی دعائیں اور احباب کی محبتیں اور احسان کی ذہانت نے منازل علیہ کی راہیں ہموار کر دیں۔ مدینہ یونیورسٹی میں دوسرا پاکستانی طالبعلم احسان تھا جبکہ مولانا محمد شریف اشرف پہلے طالبعلم اور پہلے استاد تھے۔

احسان کی عظمت: اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت اور کرم کے بل بوتے کی بناء پر، احسان کی ذہانت اور فطانت نے یونیورسٹی کی تمام مراعات اور اعزازات کو حاصل کر لیا۔ سالانہ امتحان میں احسان امتیازی پوزیشن حاصل کر کے 1960ء میں مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ ہر سال اپنی کلاس میں ٹاپ کرتے تھے، فائنل کے امتحان میں 92 ممالک کے طالبعلموں میں احسان کی پہلی پوزیشن تھی اس میں 93.5 فیصد نمبر حاصل کئے۔ 1970ء میں یونیورسٹی سے فارغ ہوئے۔

عرب اساتذہ: مدینہ یونیورسٹی میں ایک پیریڈ "ادیان اور فرق" بطور نصاب شامل تھا ان فرق کا تعلق برصغیر پاک و ہند سے تھا ان فرق کی پوری تاریخ عرب میں نہ تھی، جس کی بناء پر عربی زبان میں مضامین لکھے اور عربی

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجلات میں شائع کرائے گئے چنانچہ علامہ صاحب کی پہلی کتاب "القادیانیۃ دراسات وتحلیل" کے نام پر شائع کی گئی۔ 1965ء فرق کے موضوع پر کویت کے ایک مجلہ نے مضمون شائع کیا چنانچہ اس مضمون کو 1965ء کا "ادب پارہ" قرار دیا گیا۔

اعزاز: ایک عجمی کی عربی دانی کا یہ عالم ہے کہ قادیانیت کے موضوع پر عرب اخبارات میں مضامین شائع کیے گئے پورے عرب میں ایک انقلابی کیفیت پیدا ہوئی دوران طالبعلمی ایک عربی پبلشر نے کتاب طبع کرنے کی درخواست کی اور ساتھ فرمائش کی کہ چونکہ آپ طالب علم ہیں اگر اس پر فاضل مدینہ یونیورسٹی لکھ دیا جائے تو اس کتاب کی اہمیت آشکارا ہو جائے گی چنانچہ اس سلسلہ کے لئے علامہ عبدالعزیز بن باز مفتی اعظم عرب اور وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی نے قبل امتحان فاضل مدینہ یونیورسٹی کی سند اجازت عطا کر دی یہ ایک عجمی پاکستانی کا اعزاز اہل عرب کی طرف سے تھا۔

لیکچرز: عرب اساتذہ کی جگہ علامہ صاحب قادیانیت کے موضوع پر طلبہ کو لیکچر دیا کرتے تھے۔ احسان مدینہ یونیورسٹی کا متعلم اور معلم بھی ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء۔

فراغت: 1970ء علامہ صاحب فائنل امتحان میں 92 ممالک سے 93.50 فیصد نمبر لے کر امتیازی طور پر پاس ہوئے۔

پیشکش: مدینہ یونیورسٹی میں تعیناتی کی پیشکش کی گئی لیکن علامہ صاحب نے ربانی حکم لولا نفر الخ کی بطابق قرآن و سنت کی تبلیغ اور احیاء کیلئے اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم کا ارشاد جہاں موجود ہے وہاں یبلغوا امتی ولو آیۃ بھی موجود ہے۔ اس دینی نقطہ کے تحت اور اپنے ملک سے بے پناہ "حب وطنی" کے تحت پاکستان ہی کو مرکز تعلیم و تبلیغ قرار دیا۔

پاکستان میں: 1970ء تا 1987ء جس جذبہ کے تحت دین حاصل کیا اسی کے تحت پورے سترہ برس میں تقریر، تحریر میں منفرد مقام حاصل کیا۔ اس سے جماعت اہل حدیث کو حیاۃ ثانیہ ملی چنانچہ علامہ صاحب نے ایک موقع پر فرمایا تھا سید مولانا محمد داؤد غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کو قائم رکھا جائے گا چنانچہ علامہ صاحب نے سید داؤد غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی جگہ عید کا خطبہ دیا۔ بقول علامہ صاحب اس نماز میں شورش کاشمیری بھی موجود تھے، دوران ملاقات شورش نے فرمایا "میں خود بھی فن خطابت میں بہت زیادہ دسترس رکھتا ہوں مگر میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ احسان الٰہی! اگر تم آئندہ سے خطابت چھوڑ دو تو تمہاری صرف اس تقریر سے تمہیں برصغیر پاک و ہند کے چند بڑے خطیبوں میں شمار کیا جا سکے گا" حقیقت ہے کہ یہ علامہ مرحوم کی زندگی کی پہلی سیاسی تقریر تھی جس طرح ایک سیاسی اور ادیب نے فن خطابت کی حقیقت کا اعتراف کیا اگر آج شورش زندہ ہوتے تو ضرور کہتے خطابت کو کس پر ناز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دادی کا خواب

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی ولادت سے قبل ان کی دادی محترمہ نے خواب دیکھا کہ جس کمرے میں علامہ صاحب کی ولادت ہونا تھی اس کمرے میں بہت بڑا بلب روشن ہے۔ جو بہت تیز روشنی پھینک رہا ہے چنانچہ انہوں نے صبح یہ خواب ایک عالم دین کو سنایا اور تعبیر دریافت کی۔ اس عالم دین نے تعبیر بتاتے ہوئے کہا کہ آپ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہو گا جو عالم اسلام میں نام پیدا کرے گا۔

ستارہ روشن ہے

سیالکوٹ میں علامہ صاحبؒ کے والد محترم کا ایک اور مکان تھا جو کرایہ پر اٹھا رکھا تھا اس مکان کی کرایہ دار بہت سمجھ دار عورت تھی ایک دفعہ بچپن میں علامہ صاحبؒ اس مکان میں گئے اور انہوں نے ننھے احسان الٰہی کو دیکھ کر کہا کہ

اس بچے کا ستارہ بہت روشن ہے

بچپن کا شوق

علامہ احسان الٰہی بچپن ہی سے گفتگو کرنے کے عادی تھے تحکم اور دلائل ان کی فطرت تھی۔ گھر میں چونکہ بے حد دین داری تھی اس لئے سیالکوٹ میں بچپن کے دوست بھی دیندار ہی ملے۔ جن میں پروفیسر ساجد میر اور پروفیسر حافظ مشتاق شامل ہیں۔ اپنی بات منوانے کیلئے لڑنے مرنے پر تیار رہتے تھے۔ ان تینوں دوستوں کی اکثر مجلس ہوتی جونہی تینوں اکٹھے ہوتے معاشرتی اور دینی معاملات پر بحث شروع ہو جاتی۔ ان علمی مباحث کی وجہ سے شعر و ادب اور دینی مطالعہ خوب کرتے تھے۔ یہی ان کا بچپن کا بہترین مشغلہ ہوتا تھا جو لحد میں اترنے تک جاری رہا۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ بہائی مذہب کے ایک مبلغ مسٹر آفندی سیالکوٹ آئے جو ان دنوں بہاؤ اللہ کے واحد صحابی باقی تھے۔ ان کی بہائی سنٹر میں تقریر تھی۔ علامہ صاحبؒ نے پروفیسر ساجد میر سے کہا کہ وہ چلیں گے اور تقریر سنیں گے چنانچہ یہ دونوں حضرات بہائی سنٹر گئے۔ تقریر کے بعد علامہ صاحبؒ نے سوالات کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ سلسلہ سوال و جواب سے بحث اور بحث سے تکرار میں بدل گیا۔ بغیر کسی تیاری کے بہت کم عمر علامہ نے بہاؤ اللہ کے صحابی کو زچ کر کے رکھ دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربیت کا اشتہار

اولاد کا کردار ماں باپ کی تربیت کا اشتہار ہوتا ہے۔ علامہ صاحبؒ کے والد حاجی ظہور الٰہی مشہور عالم دین و مفسر کبیر مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی کے عقیدت مند تھے۔ چنانچہ ان کی صحبت کا یہ اثر تھا کہ انہوں نے علامہ صاحبؒ کو ایک عالم دین بنانے کا فیصلہ کیا۔ ابتدائی تعلیم جامعہ شہابیہ (سیالکوٹ کی مشہور درس گاہ) سے حاصل کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ چلے گئے۔ دینی مدارس میں طلبہ کو خوراک اور رہائش مدرسہ کی انتظامیہ فراہم کرتی ہے لیکن حاجی ظہور الٰہی کو کسی طور یہ گوارا نہ ہوا کہ ان کا بیٹا مدرسہ سے کھانا کھائے چنانچہ انہوں نے اپنے ہی ہم نام ایک شخص کو اس مقصد کیلئے رکھ لیا جو روزانہ سیالکوٹ سے کھانا لے کر علامہ صاحبؒ کو جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ پہنچاتا۔ اسی سخت تربیت کا اثر تھا کہ تمام علمائے اہلحدیث علامہ احسان الٰہی ظہیر کے علم تحقیق اور خطابت کے معتقد تھے۔

رعب اور دبدبہ

علامہ صاحبؒ کے کسی عزیز کا مکان کرایہ دار خالی نہیں کر رہا تھا وہ جب بھی مکان خالی کرنے کو کہتے وہ شخص دھمکیوں پر اتر آتا۔ اس کا رویہ بہت ناروا ہوتا چنانچہ وہ عزیز علامہ صاحبؒ کے پاس آئے اور کہا کہ ہماری مدد کریں۔ علامہ صاحبؒ ان کے ساتھ اس کرایہ دار کے پاس آئے اور اپنے عزیز سے کہا کہ وہ کرایہ دار سے اپنا مطالبہ دھرائے چنانچہ کچھ دیر وہ اپنے عزیز اور کرایہ دار کے درمیان مکالمہ سنتے رہے اور پھر اپنے مخصوص انداز میں اسے کہا کہ

"میں نے کافی دیر خاموشی سے آپ دونوں کی باتیں سنی ہیں لہٰذا اب میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ آپ پندرہ دن کے اندر مکان خالی کر دیں ورنہ ہم مقدمہ کر دیں گے"

جانے علامہ صاحبؒ کے ان الفاظ میں کیا جادو تھا کہ وہ شخص جو مہینوں راہ راست پر نہ آ رہا تھا وہ اگلے روز ہی مکان خالی کر گیا اور علامہ صاحبؒ کے عزیزوں سے معذرت بھی کر کے گیا اور اس نے بتایا کہ مجھے علامہ صاحبؒ کے جانے کے فوراً بعد پیش لگ گئے تھے۔

وہ تو مسیحا تھا

علامہ صاحبؒ جس طرح اپنے دوست اور دشمن دونوں میں عزیز تھے اسی طرح گھر میں بھی ان کا انتظار شدت سے رہتا تھا چنانچہ جب بھی وہ گھر جاتے، گھر کے تمام افراد انہیں گھیر لیتے، کاروبار معطل کر دیا جاتا، سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کچھ بھول بھلا کر علامہ کی باتیں سنی جاتیں۔ حتیٰ کہ بارہا ایسا ہوا کہ گھر میں کوئی بیمار ہے تو علامہ صاحبؒ کی آمد کے ساتھ ہی اس کی بیماری بھی رخصت ہو جاتی تھی۔ گھر میں اچھا بھلا بیمار علامہ صاحبؒ کو دیکھ کر ہشاش بشاش ہو جاتا تھا ایک دفعہ علامہ صاحب کے بھائی فضل الٰہی صاحب گردے کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ درد کی شدت اس قدر تھی کہ بستر سے اٹھنا محال تھا' اسی تکلیف کے عالم میں اچانک علامہ صاحب آ گئے' فضل الٰہی صاحب فوراً چارپائی سے اٹھے اور لپک کر علامہ صاحب کو بازوؤں میں لے لیا۔ سب گھر والے حیران کہ ابھی تک کروٹ لینا بھی دشوار تھا اور ابھی یہ عالم کہ بچوں کی طرح چوکڑیاں بھر رہے ہیں۔

ستاروں کی چمک

علامہ صاحبؒ اور ان کے بچپن کے دوست پروفیسر مشتاق گکھڑ منڈی سے سیالکوٹ واپس آ رہے تھے' ان دنوں باؤنڈری چلتی تھی۔ عشاء کے بعد کا وقت تھا علامہ صاحبؒ نے اپنا سر کھڑکی سے باہر نکال کر کھلے آسمان پر جگمگاتے ستاروں کی طرف دیکھا اور کہا

اے اللہ۔ تو مجھے بھی اندھیرے میں چمکتے ان ستاروں کی مانند بنا دے۔ (آمین)

گھڑ سوار - شہسوار

کھیلوں میں علامہ صاحبؒ کو گھڑ سواری پسند تھی' گھوڑوں کی نسل بھی خوب پہچانتے تھے' جب کبھی پیٹ بڑھ جاتا تو لمبی گھڑ سواری کرتے تھے۔ اکثر اوقات تانگے میں سفر کرتے بالخصوص سیالکوٹ میں جب تک رہے شام کو تانگے میں بیٹھ کر کھلی جگہوں پر ضرور جایا کرتے تھے۔ جہاں قدرے خاموشی تھی لوگ ہوتے مگر ذرا فاصلے پر' اپنی جگہ پسند کرتے تھے۔

ہارن کی جگہ چھینک

ایک دفعہ علامہ صاحبؒ پشاور شہر میں کہیں جا رہے تھے ایک موڑ پر راستہ لینے کیلئے ڈرائیور نے ہارن دینا چاہا' اسی اثناء میں علامہ صاحبؒ کو زور سے چھینک آ گئی' چھینک کی آواز اتنی بلند تھی کہ ڈرائیور کے ہارن کا کام کر گئی اور راستہ صاف ہو گیا اور اس نے کہا

شکریہ۔ علامہ صاحبؒ۔ ورنہ مجھے ہارن دینا پڑتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ سیاہ لباس میں

علامہ صاحبؒ اگرچہ علماء کی جماعت کے سربراہ تھے لیکن وہ موجودہ بعض دینی و سیاسی جماعتوں کی طرح قدامت پسند یا تنگ نظر نہ تھے۔ اپنے مسلک اور اسلام کی سربلندی کیلئے سیاست کرتے تھے مگر سیاست مولویانہ انداز کی نہیں بلکہ سیاستدانوں کے انداز میں کرتے تھے۔

ایئر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان سے اختلاف کیا تو تحریک استقلال سے استعفیٰ دے دیا۔ استعفے کے اعلان کے سلسلے میں جو پریس کانفرنس طلب کی گئی اس میں علامہ صاحبؒ نے سیاہ لباس پہن کر پریس کانفرنس کی۔

مسلک کا پرچار

موچی دروازے میں ایم آر ڈی کا جلسہ ہو رہا تھا ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو علامہ صاحبؒ کی امامت میں سب نے نماز با جماعت ادا کی۔ بعد میں علامہ صاحبؒ نے کہا کہ جلسہ دیر تک چلنے کا امکان ہے لہٰذا عصر کی بھی اکٹھی پڑھ لیتے ہیں۔ اے این پی کے مشہور رہنما حاجی غلام احمد بلور نے کہا کہ

علامہ صاحب!

نماز کا قضا کی صورت میں ادا کرنے کا تو سنا تھا یہ ایڈوانس نماز ادا کرنے کا پہلے دن سن رہا ہوں۔

علامہ صاحب نے کہا کہ

بلور صاحب۔ یہ حدیث سے ثابت ہے۔ چاہیں تو وضاحت کروں۔

بلور صاحب نے کہا کہ آپ کہہ رہے ہیں تو یقیناً ٹھیک کہہ رہے ہوں گے، آپ عصر کی نماز بھی پڑھائیں۔

حق گوئی و بیباکی

چیتیاں والی مسجد لاہور آج بھی علامہ مرحوم کا راستہ دیکھ رہی ہے۔ جہاں شہنشاہ خطابت اپنی جولانیاں دکھاتا تھا ایک خطبہ جمعہ کے دوران کہا کہ

مجھے آج آٹھ لاکھ روپے کی پیشکش ہوئی ہے کہ یہ مدرسہ کیلئے لے لو اور ضیاء الحق (صدر جنرل محمد ضیاء الحق) کا پیچھا چھوڑ دو۔ میں نے ان سے کہا کہ ضیاء الحق مجھ سے اسی لاکھ روپیہ لے لے اور ملک کی جان چھوڑ دے۔

عقیدے میں غیر لچکدار رویّہ

ایک مرض کے سلسلے میں ایک مشہور حکیم کے پاس گئے، حکیم موصوف نے مرض کی علامتیں خود بتائیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوا بھی تجویز کی۔ علامہ بہت خوش ہوئے' چلتے وقت حکیم صاحب نے اپنا تحریر کردہ ایک پمفلٹ ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس وقت اس کا سرسری سا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا حکیم موصوف اپنے آپ کو مہدی سمجھتا ہے۔ عربی کے ایک لفظ پر ان سے خوب بحث بھی ہوئی چنانچہ واپسی پر چلتی گاڑی سے حکیم کی دی ہوئی دوا اٹھا کر باہر پھینک دی اور کہا کہ "میں بدعقیدہ حکیم کی دوا کھانے کا قائل نہیں ہوں۔"

اللہ۔ اللہ۔ عقیدے کی پختگی اور ایمان کی بلندی کا کوئی اندازہ ہے۔

دو بیویاں ضروری ہیں

ایک مجلس میں کہنے لگے کہ ایک مسلمان فرد کیلئے دو بیویوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ وہ زنا کی طرف کم سے کم راغب ہو' ایک شریک مجلس نے کہا کہ پہلے آپ خود اس پر عمل کریں تو اس پر اسے جواب دیا کہ

آپ نے بہت عجیب بات کر دی۔ میرا یہ خیال ہے کہ کائنات میں اتنی محبت کسی جوڑے میں نہ ہوگی جتنی ہم دونوں میاں بیوی کو آپس میں ہے حالانکہ میری بیوی مجھے متعدد بار مشورہ دے چکی ہے کہ میں دوسری شادی کر لوں لیکن میں صرف اس کی خاطر ایسا نہیں کر رہا۔

یہ ہیں خیالات ایک دن رات مصروف رہنے والے پر وسائل شخصیت کے جو گھریلو ذمہ داریوں کو انتہائی حد تک محسوس کر رہا ہے۔

گھوڑ سواری کا شوق

گھوڑ سواری کے بہت شوقین تھے' بالخصوص جب توند نکل آتی تو گھنٹوں گھوڑ سواری کرتے' ان کے اس شوق کو دیکھتے ہوئے پاکستان میں گھوڑوں کے مشہور فارم کی مالکہ بیگم سیدہ عابدہ حسین نے ایک گھوڑا تحفے میں بھجوایا۔ انہوں نے گھوڑے کو پسند کیا اور گھوڑے کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کے نام پر ثعقب رکھا۔ گھوڑ سواری کے علاوہ پیراکی کا بھی شوق تھا۔

وفادار دوست

ہمیشہ اپنے احباب کو کہا کرتے تھے کہ اپنے اردگرد خوشامدیوں کو جمع نہ ہونے دیں' ناقدانہ رائے رکھنے والے ذہین لوگوں کو دوست بناؤ' دوستوں کے بارے میں بہت حساس تھے' کہا کرتے تھے کہ

آدمی کی عزت اس میں نہیں کہ اس کا "کلہ" بلند ہو بلکہ اس کی عزت اس میں ہے کہ اس کے ساتھ کے دس ساتھیوں کا "کلہ" بھی بلند ہو۔

استاد کی گواہی

علامہ صاحبؒ خاندانی طور پر متمول تھے لیکن جب عملی زندگی کا آغاز کیا تو گھر سے مدد لینا چھوڑ دیا۔ وفا شعار بیوی کا زیور بیچا اور چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر دیا۔ خدا نے کاروبار میں برکت دی۔ جلد ہی دولت کی ریل پیل ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئی۔ خود کہا کرتے تھے کہ مجھے اپنا عسرت کا زمانہ اچھی طرح یاد رہتا ہے۔ جب میں کسی کو چائے یا ٹھنڈا بھی نہ پوچھ سکتا تھا کہ میری اتنی استطاعت ہی نہ تھی اور کہا کرتے تھے کہ میں عموماً کسی کی چائے یا بوتل کی دعوت قبول نہیں کرتا کہ ممکن ہے اس شخص کی جیب اتنی گنجائش نہ رکھتی ہو اور وہ مجھے عقیدت یا مروت سے دعوت دے رہا ہو۔

علامہؒ صاحبؒ کے قریبی عزیز جناب افضل کپور صاحب مجھے "جامعہ شہابیہ" (مولانا محمد علی کاندھلوی کا مشہور مدرسہ ہے) وہاں انہوں نے مجھے علامہ کے ایک استاد نابینا حافظ سے ملوایا۔ میرے پوچھنے پر حافظ صاحب نے بتایا کہ جب بھی سیالکوٹ آتے تھے مجھے ضرور ملتے تھے۔ میں ہمیشہ ان سے پوچھتا کہ "چائے یا ٹھنڈا" وہ ہمیشہ جواب دیتے دونوں میں سے کچھ نہیں البتہ قرآن سنائیں رکوع دو رکوع سنتے اور رخصت ہو جاتے۔ جب آخری دفعہ ملنے آئے تو خلاف عادت آتے ہی کہا کہ حافظ صاحب چائے پلائیں۔ میں حیران ہوا اور کہا خیر تو ہے آج خود ہی چائے مانگ لی۔ ہمیشہ پوچھنے پر انکار کرتے رہے ہو تو بہت افسردگی سے جواب میں کہا۔ مجھے آج قرآن سنائیں۔ اس روز انہوں نے مجھ سے نصف پارہ سنا۔ مجھ سے مختصر گفتگو کی اور پھر "خدا حافظ" کہہ کر چلے گئے۔

سونے کا نوالہ اور شیر کی نظر

علامہؒ احسان الٰہی ظہیرؒ بظاہر بہت سخت گیر اور گھن گرج والی شخصیت نظر آتے تھے لیکن اندر سے بے حد نرم انسان تھے۔ اولاد کے معاملے میں تو بہت ہی شفیق باپ ثابت ہوئے۔ بچے بلا جھجھک اپنی فرمائش سے انہیں آگاہ کر دیتے بالخصوص سب سے چھوٹی بیٹی سے بے حد پیار تھا۔ دوران مجلس وہ مجلس میں آ جاتی تو اسے گود میں بٹھا لیتے۔ وہ عموماً دوسرے بچوں کی ترجمانی بھی کرتی۔

"ابو چھوٹے بھائی کی فلاں فرمائش ہے۔"

علامہ پوچھتے کہ وہ خود کیوں نہیں کہتا تو وہ انہیں آگاہ کرتی کہ وہ خود کیوں نہیں کہہ رہا۔

علامہ ہنس پڑتے۔

ایک طرف تو شفقت پدری کا یہ عالم تھا دوسری طرف شریعت پر سختی سے بچوں کو عملدر آمد کی تاکید تھی۔ حادثے میں زخمی ہونے کے باوجود آخری رات جب وہ علاج کیلئے سعودی عرب روانہ ہونے لگے تو بڑے بیٹے ابتسام الٰہی ظہیر کو دیکھتے ہی پوچھا۔ کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ دیکھو! کہیں میں تمہاری نمازوں کا غم لے کر دنیا سے نہ جاؤں اور پھر ہدایت کی کہ سب گھر والے واپس لوٹ جاؤ، بعد ازاں بچوالو اور میرے لئے دعا کرو۔ پاکستان سے باہر دوروں پر جاتے تو بھی اکثر و بیشتر بچوں کو ساتھ لے کر جاتے۔ برطانیہ گئے تو اہلیہ محترمہ بھی ساتھ تھیں۔ برطانیہ جیسے ملک میں بھی بیوی سے سختی سے پردے کی پابندی کرائی۔ علامہ صاحبؒ کے دست راست قاضی عبدالقدیر جنہیں علامہ صاحبؒ خصوصی طور پر تیار کر رہے تھے کہتے ہیں کہ ہم لوگ رات کو دیر سے گئے، کسی پروگرام سے واپس لوٹتے اور میں رخصت چاہتا جب گیٹ کے قریب پہنچتا تو با آواز بلند یہ کہنا کبھی نہ بھولتے۔

"نماز ضرور پڑھ لینا۔ دیکھنا کہیں سستی نہ ہو جائے، میرے لئے دعا کرنا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ صاحبؒ کے بڑے بیٹے ابتہام الٰہی ظہیر کہتے ہیں۔

میرے میٹرک کے امتحان تھے علامہ صاحب شریعت بل کے موضوع پر کسی جگہ بحث کیلئے جارہے تھے۔ مجھے کہنے لگے میں نے تمہارے لئے دعا کی ہے تم میرے لئے دعا کرنا۔ وہ ہمارے لئے استاد کا درجہ رکھتے تھے اور بے تکلف بھی۔ اس حد تک دوستی کہ ہم اپنی تمام ذاتی مشکلات انہیں بتا دیتے' کبھی کبھار پٹائی بھی ہو جاتی تھی لیکن پٹائی کے بعد بہت خاطر تواضع کرتے تھے۔ تمام بچوں میں معتصم سے بہت پیار کرتے تھے چنانچہ ہم اپنے مطالبات اور فرمائشیں معتصم ہی کے ذریعے ابو تک پہنچاتے تھے۔ یوں معتصم ہمارا ترجمان ہوتا تھا۔ (اس طرح بچوں کو اعتماد سکھاتے تھے) معتصم بھی ان سے بہت محبت کرتا تھا جب بھی باہر سے آتے تو گاڑی کا ہارن دیتے اور معتصم ہی ہوتا تھا تو جو سب سے پہلے گیٹ کی طرف سرعت سے لپکتا اور گیٹ کھولتا' اندر داخل ہوتے ہی معتصم کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے اور کہتے مجھے معتصم اسی لئے پسند ہے کہ فوراً گیٹ کھولتا ہے۔ انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ جب کوئی کتاب مکمل کرتے تو پھر گھر بھر میں جشن کا سماں ہوتا۔ ہمارے ساتھ گھل مل جاتے ہم سے فرمائشیں پوچھتے ایک دوسرے کی تعریف کرتے۔ ناشتہ بہت اہتمام سے کرتے تھے۔ قیمے کی نکیاں دہی کے ساتھ بہت پسند تھیں اس کے علاوہ مغز اور تین چار ڈشیں ناشتے پر ہوتی تھیں' کم کھاتے تھے مگر صاف ستھرا کھاتے تھے۔ مشروبات کی بھی عادت تھی۔

انگریز سے نفرت

علامہ صاحب ایک مرتبہ کراچی آئے تو انجینئرنگ کے ایک طالبعلم نے اپنی آٹوگراف علامہ صاحب کی طرف بڑھائی اور آٹوگراف دینے کو کہا۔ علامہ صاحب نے ناگواری سے آٹوگراف بک اپنے سامنے سے ہٹادی اور کہا کہ یہ

"انگریز کی رسم ہے جس نے سینکڑوں سال ہمیں غلام بنائے رکھا۔"

طالبعلم نے کہا کہ آٹوگراف نہ سہی نصیحت ہی لکھ دیں تو پھر میری نوٹ بک پر لکھا۔

"اللہ اور اپنی حقیقت کو مت بھولو"

اور ساتھ ہی کہا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اسے سمجھنے کی کوشش کرنا۔

ریشم کی طرح نرم

علامہ صاحب کا لب ولہجہ بہت سخت ہوتا تھا۔ آواز جیسے شیر گرج رہا ہو۔ پہلے پہل ملنے والا انداز گفتگو سے ڈر جاتا تھا لیکن دل کے بے حد نرم تھے۔ میں نے اکثر دیکھا کہ ان کے دوست احباب یا کارکن کوئی بات کر رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ کبھی توجہ سے سن لیتے ہیں، کبھی نہیں، لیکن جب وہی دوست یا کارکن اپنا ذاتی مسئلہ بیان کرنے لگتا تو ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ صحیح مشورہ دیتے اور مدد بھی کرتے۔ شہادت سے کچھ عرصہ پہلے میں نے انہیں کہا کہ علامہ صاحب! میری شادی ہونے والی ہے، مجھے مکان چاہئے تو خود مکان ڈھونڈنے لگے اور اپنے دوست واحباب اور کارکنوں کو بھی مکان کی تلاش میں دوڑا دیا۔ خوش مزاج تھے، مذاق کی عادت تھی، صاف ستھرا اور شستہ مذاق کرتے تھے۔ ایک ہی بات کو بار بار کرتے مگر اس انداز سے کہ لگتا تھا کہ کوئی نئی بات کر رہے ہیں۔ مذاق کے بعد پھر زندگی سے بھرپور قہقہہ لگاتے۔

جان دے دوں گا

ایک ہوٹل میں میر اکرم صاحب کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے، چھری کانٹا ہاتھ میں پکڑ کر کہا ہم نے تو کبھی مکھی نہ ماری..... پھر خاموش ہو گئے اور اچانک کہا، ہم ایسے نہیں مریں گے جب بھی مریں گے گولی کھا کر مریں گے اور جب حادثے میں زخمی ہو کر ہسپتال پہنچے تو ڈاکٹروں نے ٹانگ کاٹنے کا فیصلہ کیا تو میر اکرم صاحب کو اس موقع پر کہا۔

"میر صاحب! ٹانگ کٹوا دیں۔ ٹانگ کیا چیز ہے وقت پڑے گا تو دین کیلئے جان بھی دے دوں گا۔"

میرا کیا قصور ہے؟

بزرگ سیاست دان نواب زادہ نصراللہ خان اکابرین کی نشانی ہیں، ساری عمر جدوجہد میں گزار دی۔ نکلسن روڈ پر واقع درختوں کی اوٹ میں نواب صاحب کی رہائش گاہ مدت مدید سے سیاست کا گڑھ رہا ہے۔ علامہ صاحب کوئی اور کام تو بھول سکتے تھے مگر اس بزرگ سیاست دان کے پاس ملاقات کیلئے جانا نہ بھولتے تھے۔ ایک ہی منزل کے یہ دو مسافر ایک دوسرے کو بے حد چاہتے تھے۔ حادثے میں شدید زخمی ہونے کے بعد ہسپتال میں تھے اور بستر پر چور چور جسم کے ساتھ صبر کا مجسمہ بنے پڑے تھے۔ نواب زادہ نصراللہ خان دیکھنے کیلئے آئے تو صبر کے بندھن ٹوٹ گئے اور دھاڑیں مار کر رونے لگے اور پوچھا نواب صاحب! میرا کیا قصور ہے؟۔ نواب صاحب نے حسب عادت سر ہلایا "جیسے کہہ رہے ہوں کہ آپ کا قصور اسلام، ملک اور جمہوریت سے محبت کرنا ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میری برادری دین دار لوگ

ایک مجلس میں برادریوں کے بارے میں بات چیت چلی تو کہا کہ میری برادری دین دار لوگ ہیں ملک اور دین سے تعلق رکھنے والے ہی میری برادری اور میرے بھائی بند ہیں اگر میرے خون کے رشتہ دار اور عزیز' دوست' احباب دین دار نہیں' ملک سے تعلق نہیں رکھتے تو میرا ان سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہو سکتا۔

ایک یادگار سفر

علامہ صاحب موچی گیٹ میں جمعیت اہل حدیث کے تاریخی جلسے کے بعد ملک گیر سطح پر اپنی جماعت کی رابطہ عوام مہم کا آغاز کیا تو راقم کے پاس ان کا آنا جانا بڑھ گیا۔ تعلقات تو پہلے بھی بہت تھے اکثر گھر بلا لیتے تھے مگر ملک کے بڑے شہروں میں اہلحدیث پلیٹ فارم پر جو تاریخ ساز جلسے ہوئے وہ سیاسی حلقوں کیلئے تو یقیناً چونکا دینے والی بات تھی خود علامہ صاحب بھی شاید اتنی زیادہ قوت کا اندازہ نہیں رکھتے تھے۔ توقع سے کہیں بڑھ کر اہلحدیث حضرات نے انہیں پذیرائی دی۔ جلسوں کی حاضری سے علامہ صاحب نے بخوبی اندازہ کر لیا کہ جمعیت اہلحدیث کسی دیگر سیاسی جماعتوں سے کم نہیں ہے اس اندازے کے بعد وہ اہلحدیث حضرات کے الگ تشخص اور ان کے وجود کو منوانے کیلئے بہت کوشاں رہے۔ موچی گیٹ لاہور' نشتر پارک کراچی' لیاقت باغ راولپنڈی اور دھوبی گھاٹ فیصل آباد جیسے کھلے میدانوں میں انہوں نے اہلحدیثوں کی سیاسی طاقت کا مطالعہ بھی کیا۔ انہوں نے ایسا اس وقت کر دکھایا جب سیاسی سرگرمیوں پر پابندی تھی۔ آزادئ تحریر و تقریر پر پابندیاں تھیں' ملک مارشل لاء کی لپیٹ میں تھا۔ ہزاروں سیاسی کارکن پس دیوار زنداں تھے۔ ہزاروں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے' کوڑوں کی سنسناہٹ سنائی دینا روز کا معمول تھا۔ ملک کی چوٹی کی سیاسی قیادت یا تو پابند سلاسل تھی یا پھر ہر سُو خاموشی تھی۔ ایسے ماحول میں غیر سیاسی جماعت کو پوری توانائی کے ساتھ سیاسی رنگ دینا بڑے دل گُردے کی بات تھی۔ ان کے جلسوں میں رنگ ڈھنگ ہی اور ہوتا تھا وہ شیر کی طرح فوجی حکمرانوں کو للکارتے تھے ان کی تقاریر میں ایسا جوش اور جذبہ ہوتا تھا کہ ایم آر ڈی کے کارکن کشاں کشاں رونق کو دوبالا کرتے تھے۔

علامہ صاحبؒ نے اپنی زندگی میں ہزاروں جلسوں سے خطاب کیا۔ ان کی زندگی کے آخری دنوں میں ان کی فکر کا کوئی خطیب نہ تھا۔ بغداد میں امن کانفرنس سے خطاب کیا تو عراق کے صدر صدام حسین اور ان کے رفقاء کی آنکھوں سے کئی بار آنسو جاری ہوئے اور تو اور مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خان نیازی بھی پچھلی صفوں سے اٹھ کر آئے اور علامہ کو پُراثر خطابت پر مبارک باد دی۔ ایسا پائے کا خطیب مگر مجال ہے کبھی کسی جلسے میں تقریر کرنے کا معاوضہ لیا ہو حالانکہ آج کے دور میں بیشتر علماء اور واعظین نے تبلیغی جلسوں سے خطاب کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے دام مقرر کر رکھے ہیں۔ علامہؒ تقریر کرنے یا سفر خرچ لینا تو درکنار الٹا ہاتھ سے مسجد یا مدرسہ کی مدد کرتے تھے۔ علامہؒ صاحب کے دیرینہ بزرگ ساتھی حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی (جو مولانا ظفر علی خان مرحوم کے رفقاء میں سے ہیں) نے بتایا کہ علامہ نے اس وقت بھی جلسوں میں تقریر کرنے کا کبھی معاوضہ قبول نہ کیا تھا۔ جب ابھی وہ صرف حافظ احسان الٰہی ظہیر تھے۔ فرماتے ہیں کہ

"ایک دفعہ میں نے اپنے گاؤں کی مسجد میں تبلیغی جلسہ کیا۔ حافظ احسان الٰہی ظہیر نے خوب گھن گرج سے تقریر کی۔ رات کو میرے گھر میں مہمان تھے چنانچہ اس مجبوری کے پیش نظر علامہؒ احسان الٰہی ظہیر' پروفیسر قاضی مقبول احمد اور میں مسجد کی چٹائیوں پر ہی سو گئے۔ صبح روانگی کے وقت جب دستور کے مطابق علامہؒ صاحب کو معاوضہ پیش کیا گیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔

تحریکات ملی پاکستان میں جب بھی کوئی تحریک چلی تحریک نظام مصطفیٰ' تحریک ختم نبوت غرض ہر تحریک میں علامہؒ نے رضاالٰہی کی خاطر بھرپور حصہ لیا جبکہ دیگر سیاسی اور مذہبی راہنما اپنے مخصوص مقاصد کے لئے کام کر رہے تھے۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں اگر کسی دیگر مذہبی جماعت کو نمائندگی نہ ملتی تو وہ کبھی بھی وہ کام نہ کرتے جو احسان نے کر کے دکھایا۔

قلم و قرطاس علامہؒ سفر اور حضر میں اخبارات کا بڑی دلچسپی اور گہری نظر سے مطالعہ کرتے۔ سنجیدگی اور متانت سے سفر کرتے' ایسا معلوم ہوتا تھا ان کی زندگی کا مشغلہ تعلیم و تعلم کتب بینی ہے۔ ان کی زندگی کے حسین ترین لمحات میں اعلیٰ چیز مطالعہ اور ذوق تصنیف و تالیف تھا۔ اکابر کی تصانیف کی اشاعت کیلئے ایک ادارہ ترجمان السنہ کے نام سے قائم کیا' پہلے کشمیری بازار میں رہا' اس سے پہلے کتاب نقوش ابولونا ۱۹۶۹ء جنوری میں شائع کی۔

دوسری کتاب تفسیر ثنائی اور اس کا مقدمہ بھی تحریر کیا' اس کی اشاعت ۱۹۷۱ء میں کی۔

تیسری کتاب مرزائیت اور اسلام تصنیف علامہؒ اس کی اشاعت ۱۹۷۲ء فروری

چوتھی کتاب کتاب الوسیلہ ابن یکمیہ اعداد و تقدیم از علامہ اس کی اشاعت ۱۹۸۴ء جنوری

پانچویں کتاب کتاب التوحید ترجمہ از علامہؒ اس کی اشاعت

اہل اکابر کی تصانیف اور تالیف پر خود تبصرہ لکھتے' تبصرہ نگاری کتاب کی روح ثانی بن جاتی' مکتبہ سعیدیہ خانیوال کا فتاویٰ اہل علماء اہلحدیث سرفہرست پر آپ کا تبصرہ رقم ہے۔

عربی دانی ۔ احسان مرحوم الہامی کتب کو نوعمری میں حفظ کر چکے تھے۔ قرآنی برکات کے پیش نظر قوت حافظہ بے مثل ہو چکی تھی۔ عربی اشعار اتنے انہیں یاد تھے' عجمی تو کیا کسی عربی فاضل کو بھی اتنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

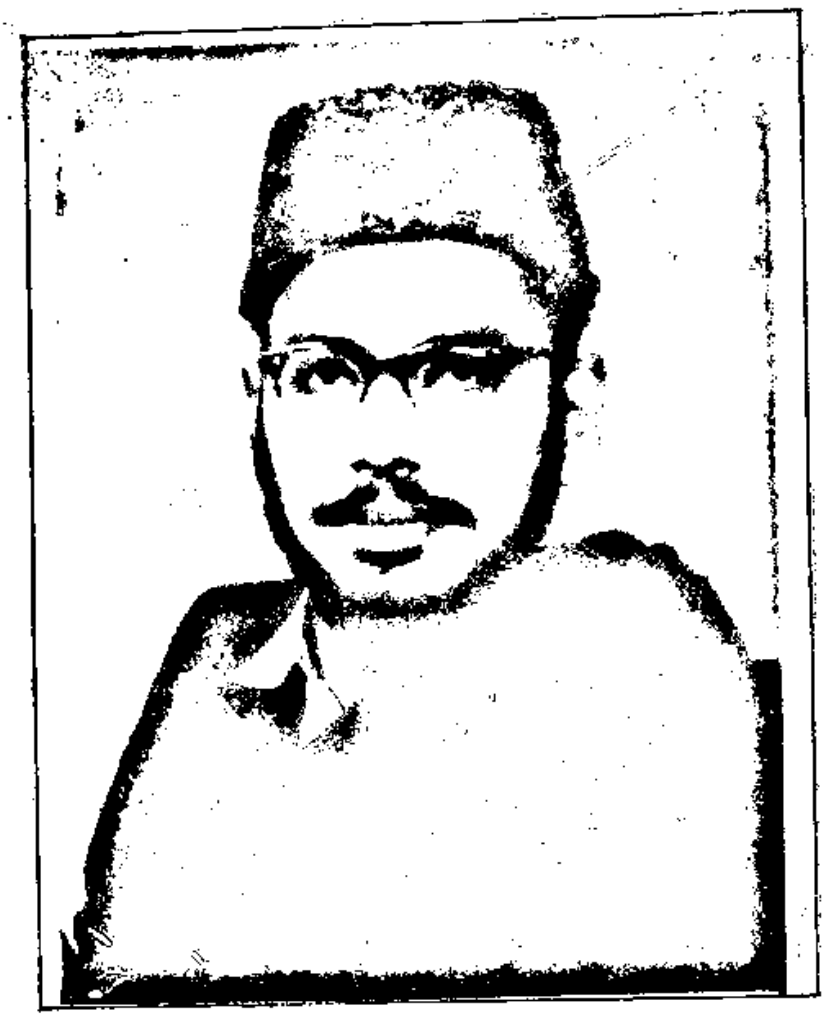

علامہ ۔ جب محض حافظ احسان الٰہی سیٹھی تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اشعار یاد نہ تھے اور یہی عالم اردو اشعار کا بھی تھا۔ عربی روانی سے بولتے تھے جیسا کہ انہیں اپنی مادری زبان سے زیادہ مہارت عربی میں ہے۔

جب عربی میں گفتگو کرتے تو عرب حیرت زدہ ہو جاتے اور جب عربی میں دوران حج خطاب کرتے یا کسی علمی مذاکرہ میں تو اہل عرب علامہ کو خطیب عرب کی بجائے اخطب عرب کی سند داد دیتے۔

طوفان انگیز خطابت اور شعلہ بیانی

سابق سینیٹر ممتاز احمد خان نے ——————— ایک مضمون علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مدینے کی گلیاں تحریر کیا 'اس میں ایک عنوان ہے طوفان انگیز خطابت' علامہ احسان الٰہی ظہیر نے اپنی تمام تر توجہ اور توانائیاں دین اسلام کے فروغ پر مرکوز کر دیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنی طوفان خیز خطابت اور شعلہ بیانی سے اپنے لئے ایک امتیازی اور انتہائی قابل احترام مقام پیدا کر لیا۔ اپنے عقائد اور نظریات کے اظہار میں وہ انتہائی بے باک تھے اور خدا تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی دنیاوی طاقت کا کوئی خوف ان کے پاس نہ پھٹکتا تھا۔ ایسے حالات میں ان کا ایک متنازعہ شخصیت بن جانا لازمی امر تھا' جہاں انہوں نے بے شمار دوست اور مداح پیدا کئے' بہت سے مخالفین بھی پیدا ہوئے۔ لیکن وہ آخر دم تک ایک شمیر برینہ کی طرح میدان جہاد میں ڈٹے رہے اور بالآخر جوانی کے عالم میں جام شہادت نوش فرمایا اور ہمارا معاشرہ ایک عظیم ہستی سے محروم ہو گیا جس کا بدل کئی نسلوں تک پیدا نہیں ہو گا۔

کردار کی عظمت۔ علامہ مرحوم کوئی خشک مزاج زاہد نہ تھے وہ زندگی کی پاکیزہ اقدار' لطافتوں اور رعنائیوں سے بھی خوب بہرہ ور تھے' طبیعت میں بے حد طنز و مزاح تھا اور نجی محفلوں کو اپنی پیاری گفتگو سے گل گلزار بنا دیتے تھے۔ خوشامد' تصنع' منافقت اور ریاکاری جو بدقسمتی سے آج ہمارے معاشرے میں اکثر لوگوں کی زندگی کا زیور ہیں وہ ان سے کوسوں دور تھے۔

میدان صحافت۔ 1970ء پاکستان کے مرکزی شہر لاہور کی اہل حدیث کی تاریخی مسجد میں بحیثیت خطیب اور امام مقرر ہوئے۔ یہ تاریخی مسجد خاندان غزنویہ کا روحانی مرکز تھی۔ اس مسجد کی تاریخی حیثیت کو علامہ نے چار چاند لگائے۔ علمی قابلیت اور قوت کے بل بوتے کی بناء پر جماعت نے ہفت روزہ "الاعتصام" کا ایڈیٹر مقرر کر دیا۔ میدان صحافت میں یہ مجلہ چند دنوں میں عظمت علیما اور قارئین کی آماجگاہ بنتا چلا گیا۔ قادیانیت کی تردید کا محور ایڈیٹر کی ذات گرامی تھی۔ "اسلام اور مرزائیت" نامی کتاب چٹان'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اقدام/اور الاعتصام میں مضامین کا مجموعہ ہے۔ قادیانیت کے موضوع پر اردو میں لاثانی کتاب جبکہ عربی میں القادیانیہ بے مثل کتاب ہے۔

شورش کاشمیری نے ان ماہناموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ان سب کی ادارت بڑے بڑے فضلاء کے ہاتھ میں رہی۔ ان کے مضامین علمی اعتبار سے اس پائے کے تھے کہ مرزائیت کے پاس کوئی جواب نہ تھا' علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ہفت روزہ اخبار کی ایڈیٹری کے فرائض انجام دینا شروع کر دیئے

ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی نوجوان کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا جس کی تصانیف اہل عرب کی تعلیم گاہوں میں بطور نصاب اس کی تصانیف درسا پڑھائی جاتی ہوں یہ اعزاز اور فخر علامہ احسان کے لئے مخصوص تھا۔ اہل قلم کے ہاں دو چیزیں انتہائی مشکل ہیں۔ نعت گوئی اور تصنیف کرنا۔ علامہ صاحب نے عربی دانی میں مہارت نامہ کے تحت ادیان اور فرق کا موضوع منتخب کیا اور اس موضوع پر ذیل کتب تصنیف کیں۔

1	القادیانیہ صفحات	320 مصادر	150	پہلا ایڈیشن	27 رمضان 1386ھ
				20واں ایڈیشن	1404ھ 1983ء
2	الشیعہ والسنہ صفحات	216 مصادر	88	پہلا ایڈیشن	1973ء
				22واں ایڈیشن	1984ء 1404ھ
3	الشیعہ والتشیع	416 مصادر	259	پہلا ایڈیشن (30 ہزار)	1404ھ/ نومبر 1983ء
4	الشیعہ والقرآن	352 مصادر	78	تیسرا ایڈیشن	1983ء 1403ھ
5	الشیعہ واہل البیت	316 مصادر	230	پانچواں ایڈیشن	1983ء 1403ھ
6	البھائیہ نقد وتحلیل	371 مصادر	217	ساتواں ایڈیشن	1984 1404ھ
7	البابیہ عرض ونقد	296 مصادر	174	ساتواں ایڈیشن	1984ء 1404ھ
8	البرلویہ عقائد وتاریخ	254 مصادر	185	ساتواں تیسرا	1983ء 1403ھ
9	اور اسماعیلیہ		10		

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہفت روزہ اہل حدیث لاہور کی ایڈیٹری کے فرائض انجام دیئے۔ حق گوئی اور بے باکی کے پیشِ نظر اس پرچہ کو بھی خیرباد کہا۔

ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور سے جاری کیا' قادیانیت کا موضوع ہر پرچہ میں سرفہرست رہا۔

ترجمان میں تصریحات کا عنوان تاحال جاری و ساری ہے۔ علمی اور تبلیغی مصروفیات کے پیشِ نظر ترجمان الحدیث پرچہ جماعت اہل حدیث کے نام وقف کر دیا۔

علامہ صاحب ایک نامور صحافی کے نام سے میدان صحافت میں اترے 'اخیر دم تک کامیاب صحافی رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطابت کا ایک نادر نمونہ

علامہ صاحب ایک ملک و قوم کا درد رکھنے والے محب وطن رہنما تھے۔ سقوط ڈھاکہ ہوا تو خبر سنتے ہی بچوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ اس موقع پر جامع مسجد چینیانوالی میں انہوں نے ایک دردناک تقریر کی۔ یہ تقریر جہاں ان کی حبّ الوطنی کا سب سے بڑا سرٹیفکیٹ ہے وہاں یہ ادب کے ذخیرے میں ایک شہ پارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے چینیانوالی مسجد میں علامہ احسان الٰہی ظہیر نے نہیں امام الہند ابوالکلام آزاد نے تقریر کی ہو۔ مکمل تقریر کا متن قارئین کی نذر ہے۔

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم لقد نصر کم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین و انزل جنود الم تروھا وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکفرین صدق اللہ العظیم

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک خالق کائنات مالک ارض و سما کے لئے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں اس ہستی اقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسۂ مبارکہ مطہرہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنہیں اس کائنات میں پوری انسانیت کا امام اور سردار بنا کر مبعوث کیا وہ سرور گرامی منزلت کہ جن کی قیادت و سیادت کو جس قوم نے تسلیم کر لیا اور دل سے مان لیا اور جن کی تعلیمات پر جو قوم بھی عمل پیرا ہو گئی دنیا کی کوئی قوم اس کی بلندی و برتری کا مقابلہ نہ کر سکی وہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس قوم نے ان کی نافرمانی کی اور ان کے بتلائے ہوئے راستوں سے منحرف ہو گئی اسے پھر دنیا کی کوئی قوت و طاقت تباہی و بربادی سے نہ بچا سکی۔

مسلمان کو اس بات پہ اعتماد و اعتقاد اور یقین اور بھروسہ ہے کہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبارک وتعالیٰ خالق ہے' مالک ہے' رازق ہے اور تمام تدبیرات صرف اور صرف اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں' دنیا میں کوئی قوت وطاقت اس کی شریک نہیں' وہ اکیلا مالک ومختار ہے اکیلا خالق ورازق ہے' اکیلا مدبّر الامور ہے' اس کے حکم کے بغیر پتّہ بھی حرکت نہیں کر سکتا اور اس کا حکم آجائے تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جاتے ہیں۔

اس بات پر یقین رکھنے کے بعد مومن اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چونکہ پوری کائنات کا مالک ومختار ہے اور کوئی اس سے پوچھنے والا اور باز پرس کرنے والا نہیں ہے۔ ان ربک فعال لما یرید اس لئے اگر کسی کو اپنی قسمت بنانا مقصود ہو اور اپنے کاموں کو سدھارنا مطلوب ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے مولیٰ کو راضی کرے اپنے مالک کو راضی کرے تاکہ اس کا خالق اس پر راضی ہو کر اس کے کاموں کو سنوار دے' کیونکہ جب تک مالک راضی نہیں ہوتا تب تک بگڑی سنور نہیں سکتی اور جب وہ راضی ہو جائے تو پھر سنوری کو کوئی بگاڑ نہیں سکتا۔ یہ قانون اس دن سے چلا آرہا ہے جبکہ اس کائنات کو پیدا کیا گیا تھا اور تب تلک یہ قانون باقی رہے گا جب تلک یہ کائنات باقی رہے گی «لن تجد لسنّة الله تبدیلا۔

اللہ خود ارشاد فرماتے ہیں "میرے طریقے بدلا نہیں کرتے' میری سنّت کبھی نہیں بدلتی' میرا حکم کبھی تبدیل نہیں ہوتا' میری تقدیر کبھی نہیں ٹلتی۔

لوگ نہیں جانتے کہ زمین وآسمان بدل سکتے ہیں' تقدیر الٰہی کبھی نہیں بدل سکتی' کائنات کی ہستیوں میں کون ہے ربّ کائنات کے سوا لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون کا مصداق ہو؟ اس کا حکم آجائے تو کیوں؟ اور کیسے؟ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جب کیسے؟ اور کس لئے؟ نہیں کہا جا سکتا تو اسے ٹالا کیسے جا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے جب بھی تاریخ کے آئینے میں دیکھا اس کے حکم کو ہمیشہ قطعی اور یقینی پایا اور ایک دفعہ نہیں ہزاروں مرتبہ تدبیروں کو تقدیروں کے سامنے پٹتے ہوئے دیکھا لیکن ہم نے کبھی بھی جب سے زمانے کی تاریخ موجود ہے تقدیر کو تدبیر سے مات کھاتے ہوئے نہیں دیکھا' ہم نے دیکھا ہے کہ اللہ کے حکم کے سامنے منصوبے دھرے رہ جاتے ہیں لیکن کبھی یہ نہیں دیکھا کہ منصوبوں نے اللہ کے حکم کو ٹال دیا ہو۔ ایک ہی بات ہے جو مومنوں کو سکھلائی اور پڑھائی گئی ہے کہ مومنو! تقدیر اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

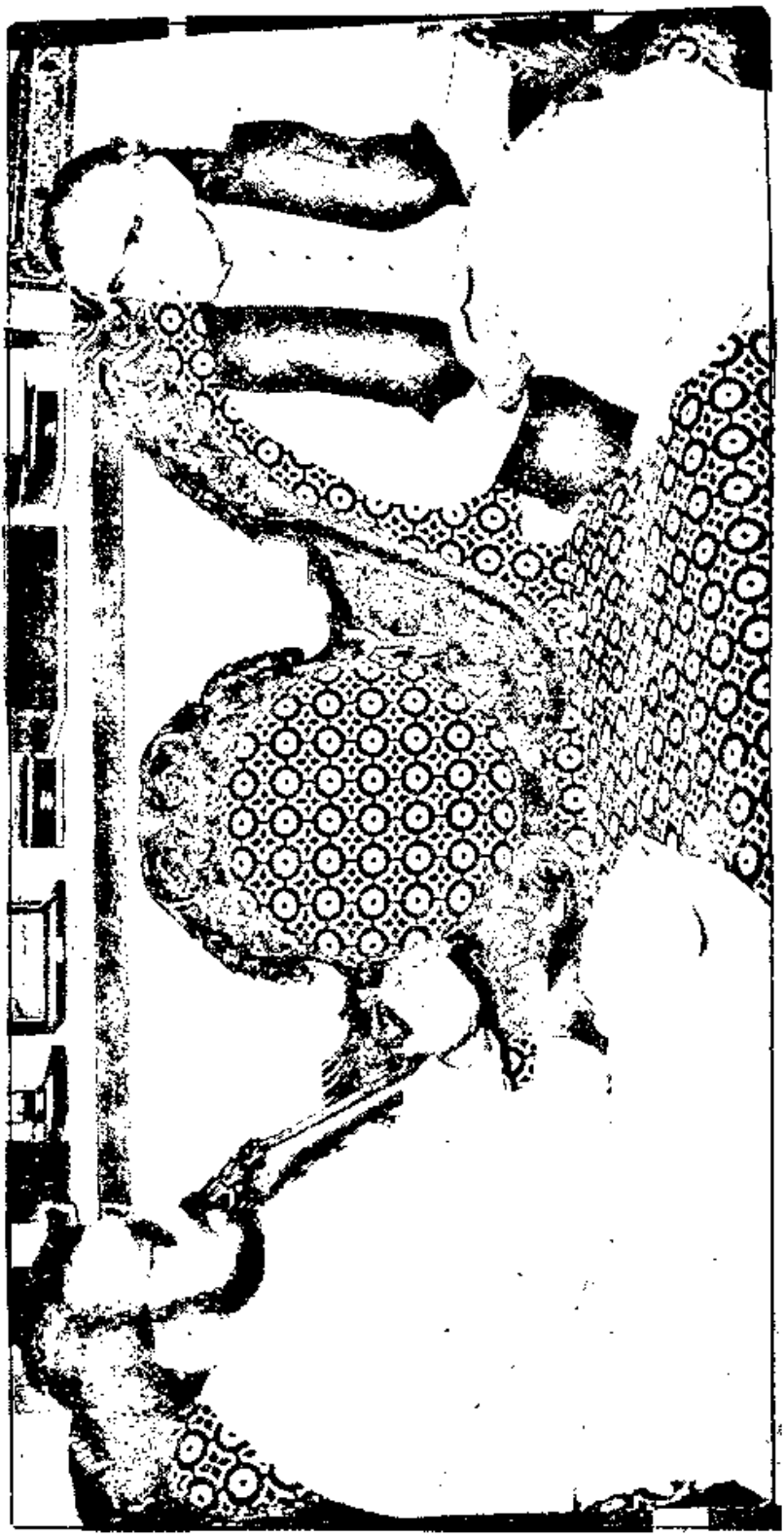

علامہ احسان الٰہی ظہیر اور سردار شہباز مزاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے لیکن اسے مومن خود اپنے عملوں سے بناتے ہیں اور مسلمان اسے خود اپنے عملوں سے ترتیب دیتے ہیں۔ قادر ظالم نہیں ہوتا یہ غیر اسلامی نظریہ ہے کہ ہم نے تو یوں چاہا اور ہم نے تو قادر کو راضی کرنے کی کوشش کی لیکن تقدیر الٹی ہو گئی تقدیر تب الٹتی ہے جب قادر ناراض ہوتا ہے جب قادر راضی ہو تو تقدیر بگڑ نہیں سکتی' یہ اللہ کا قانون ہے' یہ اللہ کا طریقہ ہے' یہ اللہ کی سنّت ہے' ہم نے اسے بارہا دفعہ سنا اور آج ہم اس قانون کو اپنی آنکھوں سے..... دیکھ رہے ہیں۔

وہ چیز جس کو ہم کتابوں میں پڑھا کرتے تھے۔ آج ہماری آنکھوں کے سامنے حقیقت بن کر آ گئی ہے۔ آج پاکستان کا وجود تار تار ہے۔ آج صرف پاکستان کا جسم چھلنی چھلنی نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا کا جسم چھلنی چھلنی ہے۔

آج صرف پاکستان میں ماتم نہیں ہو رہا بلکہ انڈونیشیا سے لیکر مصر تک اور مصر سے لیکر مراکش تک ہر ہر ملک میں ماتم ہو رہا ہے۔

آج اسلامیانِ عالم کا کوئی گھرانہ نہیں جن سے سسکیوں' آہوں اور کراہوں کی آواز نہ آ رہی ہو۔ ان سسکیوں کو سننے کے لئے کانوں کی ضرورت ہے۔

ان آہوں کو محسوس کرنے کے لئے دل کی ضرورت ہے اور اس چیخ وپکار کے سمجھنے کے لئے دماغ کی ضرورت ہے' وگرنہ دنیا کا کوئی خطّہ ایسا نہیں ہے جہاں سے رونے اور پیٹنے کی صدا نہیں آ رہی۔ اس لئے کہ آج پاکستان زخمی نہیں ہوا' اسلام زخمی ہو کر رہ گیا ہے۔

ہم کل تک اس بات کا تصوّر تک کرنے کے لئے تیار نہ تھے' ہم چیختے رہے' چلاّتے رہے' منبرؤ محراب تمہیں آوازیں دیتے رہے' مسجدیں تمہیں بلاتی رہیں' اللہ کے گھر تمہیں پکارتے رہے' قرآن تمہیں صدا دیتا رہا' رسول اللہؐ کا فرمان تمہیں ٹوکتا رہا لیکن تم نے ہر چیز کو پامال کر دیا اور آج تم خود پامال ہو کر رہ گئے۔ تم نہیں جانتے کہ آج کیا ہو گیا اور کیا بیت گیا ہے۔

ہمارے لبوں پر کل سے ایک ہی سوال ہے اللہ! یہ کیا بن گیا ہے؟ لیکن آسمان سے یہ جواب بھی سن رہے ہیں۔ ہم نے نہیں بنایا تم نے میری تقدیر کو خود بگاڑا ہے۔ ما ظلمنھم ولکن کانو انفسھم یظلمون [ہم نے کبھی کسی پر زیادتی نہیں کی لوگ خود ہمارے غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ ہم نے کبھی ظلم نہیں کیا لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خود ہمارے ظلم کو بلاتے ہیں۔ ہم اپنے عذاب کو ان سے ٹالتے ہیں۔ یہ ہمارے عذاب کو آوازیں دیتے ہیں کہ قہرالٰہی ہم پہ کیوں نازل نہیں ہوتا۔

دوستو! ہم نے کیا کیا ہے؟

آج ہماری اٹھی ہوئی گردنیں جھک گئی ہیں۔

آج ہمارے تنے ہوئے سینے سکڑ کر رہ گئے۔

آج ہماری آوازیں کجلا گئی ہیں۔

آج ہماری روحیں مرجھا گئی ہیں۔

آج ہمارے دل بیٹھ گئے۔

آج ہمارے اعصاب ٹوٹ گئے۔

آج ہمارے جسم چھلنی ہو گئے۔

آج ہمارے دل زخمی ہو گئے۔

اور آج ہمارے جگر پھٹ کر رہ گئے ہیں' آج یہ سب کچھ کیوں ہے؟ اس لئے کہ آج ڈھاکہ کی مسجد بیت المکرم ہمارے پاس نہیں رہی۔

آج ہم اس لئے اپنی آنکھوں کے سامنے جالے محسوس کرتے ہیں کہ آج چٹاگانگ کی عید گاہ ہم سے چھن گئی ہے۔

آج معصوم بچے کٹ رہے ہیں۔

آج بیواؤں کے نالے فضائے ارضی کو چیر رہے ہیں۔

آج کتنے مظلوم اور معصوم لوگوں کے گھر جل رہے ہیں۔

آج کتنے جوان' خوبصورت جوان اور رعنا جوان موت کے ہاتھوں بے کس اور بے بس ہو کر رہ گئے ہیں۔

یہ کیوں ہوا؟ ایسا کیوں ہوا؟ ہم نے یہ سوچا ہوتا تو آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ ہم نے کبھی اس بات پہ غور نہیں کیا کہ۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

آج اگر میرا گھر جل رہا ہے تو اس گھر کو آگ میں نے خود لگائی ہے۔

آج..... آج یہ پریذیڈنٹ کی تقریر نہیں جو لوگوں کو دھوکہ دے سکے' ورغلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سکے' ان کے ذہنوں پہ پردے ڈال سکے۔ اس کو کیا پتہ ہے کہ آج صرف مشرقی پاکستان کے مسلمان نہیں کٹے' ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان بھی بے آبرو ہو کر رہ گئے ہیں۔

آج کون ہے؟ جو ان سات کروڑ مسلمانوں کی خاطر یہ کہے کہ ہندو غنڈو! دیکھو ان پر تمہاری نگہ گستاخ نہ اٹھے ہم زندہ ہیں۔

آج کون ہے؟ جو ہندو غنڈوں کے ان کی عصمتوں کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو روک سکے.....!

ہم نہیں جانتے کہ آج کیا ہوا ہے اور تم نہیں جانتے کہ آج کیا بیتا ہے' اسی لئے..... رات تمہاری آواز میں کوئی لرزش نہ تھی' اسی لئے تمہاری آنکھ میں کوئی آنسو نہ تھا' اسی لئے تم بڑے طنطنے سے بول رہے تھے اور اسے اپنی بہادری اور شجاعت کی دلیل سمجھتے ہو' تمہیں کیا معلوم ہے کہ آج مکّہ اور مدینہ کے گھر میں کہرام مچا ہے۔ تمہیں کیا پتہ ہے کہ بیت المقدس آج لُٹا ہے۔

تمہیں کون بتلائے کہ آج فاروق اعظمؓ کی روح کتنی بے چین ہے' اسی فاروقؓ کی جس نے آتش پرستوں کے وجود کو مٹا دیا تھا۔ ان ہی آتش پرستوں کا ایک کمانڈر مانک شا آج مسلمانوں کی لاشوں پہ قہقہے لگا رہا ہے۔

تمہیں کیا خبر ہے کہ ہم پہ کیا گزری ہے؟ خدا کی قسم ہم یہ چاہتے تھے کہ آج ہم زندہ نہ ہوتے اور ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

کاش! آج سے پہلے ہم مٹ چکے ہوتے۔

اور تم اتنے بدبخت ہو' تم اتنے سنگدل ہو' تمہارا دل اس قدر پتھر ہو چکا ہے کہ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ آج اسلام پہ کیا بیت گئی ہے' تم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

آج تمہاری سنگدلی نے اسلام کو ڈبویا' مسلمانوں کو ڈبویا ہے۔ جاؤ! مجھے پھانسی پہ لٹکا دو۔ میں یہ کہتا ہوں اور بر سر منبر کہتا ہوں' شرابیوں نے اس ملک کو ڈبویا اور زانیوں نے ڈبویا ہے۔

کیا ہے ہم اس زندگی سے موت کو بہتر سمجھتے ہیں' یہ زندگی کوئی زندگی نہیں' اس زندگی سے موت ہزار درجہ اچھی ہے۔ کاش ہم اس دن سے پہلے مر چکے ہوتے'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے جسم مٹی کے نیچے دب چکے ہوتے تاکہ آج ہم اپنی عصمت مآب بہنوں کی سسکیاں نہ سن سکتے۔

آج تم نے یہ ظلم ڈھایا اور پھر تمہیں شرم نہیں آتی' پھر تم قوم کو بہکاتے ہو' پھر قوم کو دھوکہ دیتے ہوئے' پھر کہتے ہو ایک محاذ پہ شکست ہو گئی تو کیا ہوا' او ظالم! ایک محاذ پہ شکست نہیں ہوئی تم نے اسلام کا جگر کاٹ کے ہندوؤں کے حوالہ کر دیا ہے۔

تم کہتے ہو ایک محاذ پہ شکست ہو گئی' تم نے اس قوم سے کس بات کا بدلہ لیا ہے؟ اور اس کے باوجود اس قوم سے چمٹے رہنے کا تم عزم کیے ہو۔ جاؤ خدا کے لئے چلے جاؤ تمہیں معلوم نہیں تم نے کیا ستم ڈھایا ہے۔ تم نے کیا ظلم کیا ہے' یہ ظلم ہم کبھی بھول نہیں سکتے۔ ہماری نسلیں اس ظلم کو نہیں بھول سکتیں' ہم ان داغوں کو اپنے بچوں کے سینوں میں پرورش کر کے جائیں گے کہ اس طرح تم نے ہم کو داغ لگایا تھا اور اس طرح تم نے ہمیں چرکے دیئے تھے۔

آج تم نے محمد عربی علیہ السلام کی اُمّت سے ان کے سر کی اوڑھنی چھین لی ہے۔

آج مسلمان اُمّت' اس کی آبرو' اس کی حرمت مٹ چکی ہے اس کا وقار لُٹ چکا اور اس کی عفت کٹ چکی ہے۔

وہ لوگ غلط سوچتے ہیں جو کہتے ہیں بنگالیوں کا وطن گیا' بنگالیوں کا وطن نہیں گیا محمدؐ کی الاٹمنٹ پہ چھاپہ مارا گیا ہے..... سرورِ ہاشمیؐ کے دیس پہ ڈاکہ پڑا ہے۔

چٹاگانگ کی سرزمین! ربّ ذوالجلال کی قسم تو مجھے اتنی ہی پیاری ہے جتنا لاہور اور سیالکوٹ پیارا ہے۔

ہم ان واقعات کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں' جن سے ہمارے جسم زخمی اور ہمارے دل کٹ چکے ہیں' ہماری آنکھیں بے نور ہو گئی ہیں۔

آج بیت المکرّم کی جامع مسجد کعبہ سے کہہ رہی ہو گی میری ماں! آج مجھے تیرے رکھوالے اغیار کے حوالے کر کے بھاگ نکلے۔

آج ہم پہ جو گزر رہی ہے نہ آسمان اس کو جان سکتا ہے نہ زمین اس کو محسوس کر سکتی ہے۔ آج کون جانے کہ آج ہمارے دل پہ کیا بیت گئی ہے' آج ہماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روحوں پہ کیا بیت گئی ہے.....؟

کعبہ کے ربّ کی قسم! میرا ایک بچہ ہے اگر وہ مرجاتا' کٹ جاتا مجھے اتنا صدمہ نہ ہوتا۔ آج ہم کیوں زندہ ہیں؟ کاش! آج سے پہلے ہم مرگئے ہوتے۔

دوستو! آج میں تمہیں رونے سے نہیں روکتا' خوب زور سے روؤ۔ تمہارے گناہ مٹ جائیں۔ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے گناہوں کی سیاہی تمہاری بداعمالیوں کی تاریکی نے اس اُمّت پہ کس عذاب کو مسلط کیا ہے۔ آج روؤ' پوری قوم مل کر روئے۔ شاید اس سے ہمارے گناہ دھل جائیں۔

میں سوچتا ہوں آج ہم پہ کیا گزر گئی' پچھلے برس کعبۃ اللّٰہ میں بیٹھا ہوا ایک فلسطینی جس کا وطن چھن چکا' جس کی دولت لٹ چکی' جس کی ماں اور بہن کی آبرو کٹ چکی تھی۔ کعبہ کی چوکھٹ پہ سر جھکائے پاکستان کے لئے دعا مانگ رہا تھا۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرما' اللہ پاکستان کی مدد فرما.....میں نے اس سے پوچھا فلسطینی! تیرا اپنا گھر لُٹ چکا تو اس کے لئے دعا نہیں مانگتا پاکستان کے لئے کیا مانگتا ہے؟

جانتے ہو اس نے کیا کہا؟ آج تم ان کو کیا جواب دو گے اس نے کہا تھا مجھے اپنے گھر کی فکر نہیں۔ پاکستان زندہ ہے تو بیت المقدّس واپس مل جائے گا..... آج بتلاؤ..... آج بتلاؤ' آج بتلاؤ کہ ہم فلسطینیوں کو کیا جواب دیں گے؟ آج بتلاؤ ہم ان کو کیا کہیں؟ تم نے کیا ستم ڈھایا؟

ہم تمہیں پکارتے رہے۔ ہم تمہیں آوازیں دیتے رہے' ہم تمہیں بلاتے رہے' ہم نے کہا قوم کو مسلمان بناؤ۔ انہیں طوائفوں کے چکر میں مت ڈالو۔ انہیں شراب کا مسکر مت دو۔ ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھماؤ۔ اللہ نے ان کی انگلیاں بربط سے کھیلنے کے لئے نہیں رائفلوں کے ٹریگروں پہ چلنے کے لئے بنائی ہیں۔

او ظالمو! تم نے کیا کیا؟ تم نے عین ان ایّام میں جن ایام میں دشمن ہماری سرحدوں پہ دستک دے رہا تھا اور ادھر رمضان مبارک نے ڈیرے ڈال دیئے تھے' تم نے عین ان ایّام میں رقص اور موسیقی کی محفلیں بپا کیں۔ تم سمجھتے ہو یہ ویسے ہی ہوگیا۔ ماظلمنھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون ہم نے تو کبھی کسی بستی کو نہیں ستایا یہ خود ہمارے عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔ ہم نے کبھی کسی پہ تباہی مسلط نہیں کی..... آج کیا ہوگیا ہے' آج کیا بیت گیا ہے' آج کیا گزر گیا ہے۔ خدا کی قسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قیامت آچکی ہے۔ تم کو میں نے آج سے پہلے کہا تھا تم گواہ ہو' میں نے کہا تھا "مومنو! عذاب آچکا ہے" کہا تھا کہ نہیں کہا تھا۔ تم کو میں نے کہا تھا۔ اس سے بڑا عذاب کیا ہو سکتا ہے کہ عورتیں عالم اسلام پر مسلّط کر دی گئی ہیں۔ عجمیوں پہ اندرا گاندھی اور عربوں پہ گولڈا میئر' قسم اٹھاؤ کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا؟

ہماری آواز کون سنتا ہے۔ ہم نے رمضان میں تمہیں رو رو کر کہا۔ اس قوم کو نور جہاں کی ضرورت نہیں۔ خالدؓ ابن ولید کی ضرورت۔

اس قوم کو کنجروں کی ضرورت نہیں' طارق ابن زیادؒ کی ضرورت ہے۔

اس قوم کو گویّوں کی ضرورت نہیں' عمرو ابن العاصؓ اور ابو عبیدۃ ابن الجراحؓ کی ضرورت ہے۔

اس قوم کو میراثیوں کی ضرورت نہیں محمد ابن قاسمؒ اور محمود غزنویؒ کی ضرورت ہے۔ تم نے کیا ظلم کیا ہے۔

کون ہے جو ہمارے غم کو جانے؟

کون ہے جو ہمارے درد کو بٹائے؟

کون ہے جو ہمارے احساسات کو سمجھے؟

کون ہے جو ہماری آواز کو سُنے؟

کون سا کان ہے جس تک ہماری آواز پہنچے؟

ہم اس بات سے قاصر ہیں کہ تمہارے کانوں تک اپنی ننھی سی' پست سی آواز پہنچا سکیں۔ خدا کی قسم اگر ہم میں طاقت ہوتی تو اپنی آواز کو سیسہ بنا کر تمہارے کانوں میں پگھلا دیتے لیکن ہم میں طاقت نہیں۔

آج کیا ہو گیا ہے' یہ سمجھتے رہے ہم لڑیں گے' ہم نے بارہا کہا کہ مادیت سے مادیت لڑ سکتی ہے اور جب مادیت کے مقابلے میں فروتری ہو' کمتری ہو تو پھر مادیت نہیں روحانیت لڑتی ہے۔

ہم نے کہا' اللہ کو آواز دو۔ تمہیں قسم ہے عین اس دن' جس دن کہ جنگ چھڑنے والی تھی' اس جمعہ کو۔ اس جمعہ کو ہمیں نہیں پتہ تھا کہ آج..... کیا ہو رہا ہے۔ جمعہ ہم نے پڑھا یا اور رات کو جنگ ہوئی ہے۔ تمہیں قسم ہے ہم نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اسلام کو ایکسپلائٹ ــــــــــــــ کرنا چھوڑ دو۔ اسلام کو استعمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنا ترک کر دو۔ یہ تمہاری داشتہ نہیں ہے۔ جب جی میں آیا تم نے اسے پٹاری سے باہر نکال لیا۔ جب جی میں آیا تم نے پٹاری کے اندر داخل کر لیا۔

قسم اٹھاؤ ہم نے نہیں کہا تھا؟

ہم نے نہیں کہا تھا کہ چوبیس سال تم قوم کو کافر بناتے رہے۔ اب چوبیس دن میں یہ مسلمان کیسے بنے گی؟

آج تم کہتے ہو' یہ ظلم ہو گیا۔ آج ایک محاذ پر شکست ہو گئی۔ ایک محاذ پر شکست نہیں ہوئی۔ آج تم نے اسلام کے قلب میں خنجر گاڑ دیا ہے۔

خدا گواہ۔ ہم جانتے تھے' ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہونے والا ہے لیکن اپنے دل کو تسلّیاں دیتے تھے شاید اللہ راضی ہو جائے لیکن اللہ نے جان لیا یہ منافقوں کی قوم ہے' یہ مجھ سے نبیوں والا سلوک کرتے ہیں۔ جب دل میں آتا ہے سودے بازی شروع کر دیتے۔ جب کام نکل جاتا ہے منہ موڑ لیتے ہیں۔ کیا ہم نے یہ منافقت نہیں برتی؟ سوچو 65ء کی جنگ میں کیا ہوا ہو گا؟ 65ء کی جنگ میں حالات اس سے زیادہ ناگفتہ بہ تھے لیکن تم نے اللہ کو پکارا' اللہ نے تمہاری مدد فرمادی' پھر ہم نے تم کو کہا اب اللہ کی مدد کو سینے سے لگا کر رکھو۔ تم نے کہا' وقت تھا ضرورت پڑی تھی اب نکل گئی ہے۔ اب ضرورت کیا ہے' چنانچہ تم نے اسلام کو دیس نکالا دے دیا۔ تم نے کھلّم کھلا کہا اس ملک کا وجود اسلام کا مرہون منت نہیں ہے۔ کیا یہ نہیں کہا گیا اور جب تم کہتے ہو یہ اسلام کا رہین منت نہیں تو اسلام کے والی کو کیا ضرورت ہے کہ تمہاری مدد کرتا پھرے' یہ یحییٰ خان کہتا ہے اللہ اکبر کی ضرب لگاؤ۔ دو سال ہمارے کان پک گئے ہیں تمہاری تقریریں سنتے ہوئے تم نے پہلے تو کبھی اللہ کا نام نہیں لیا پہلے اللہ اکبر کہاں تھا؟ وقت پڑنے پر تم اللہ کو یاد کرتے ہو۔ نعوذ باللہ تم نے اللہ کو کوئی ضرورت کی گانٹھ سمجھا ہوا ہے' یہ ہماری منافقت ہے جو ہم کو ڈبو گئی ہے۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود سوکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

ہم نے خود اپنے آپ کو ڈبونے کے اسباب مہیّا کیے۔

ہم کہتے رہے تم نے اسباب زوال مہیّا کر لئے۔ اب اگر کوئی معجزہ ہو جائے تو تم بچ جاؤ ورنہ تباہی و بربادی کے تمام دوائی موجود ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آج کیا ہوا ہے؟ کل تک ہم عربوں پہ ہنسا کرتے تھے کہ وہ بھاگ گئے۔ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے' پاگلو! وہ تو جنگلوں اور صحراؤں کو چھوڑ کر بھاگے تھے تم نے تو بسے ہوئے شہروں کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے گولان کی پہاڑیوں اور صحرائے سینا کو چھوڑا لیکن تم نے چنا گانگ کو چھوڑا' نواکھلی کو چھوڑا' جیسور کو چھوڑا' تم نے ڈھاکہ کو چھوڑا' تم نے کھلنا کو چھوڑا' تم نے کومیلا کو چھوڑا' تم نے تو بسی ہوئی اور آباد بستیوں کو اجاڑ کر رکھ دیا۔

آج بتلاؤ تم دوسروں پر پھبتی کستے تھے' آج تم کیا منہ دکھاؤ گے؟ ہمیں عزت ملی تو محمد اکرمؐ کے نام گرامی سے ملی' ہمیں مقام ملا تو ربِّ قدوس کی رحمت سے ملا تھا تم نے سمجھا شاید یہ ہمیں اپنے زور بازو سے ملا ہے:۔

لقد نصر کم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئًا

فرمایا ہم نے تمہاری مدد کی' اللہ اپنے رسولؐ کو کہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی اور کی شخصیت نہیں ہو سکتی۔ اللہ اپنے حبیب کو فرماتا ہے۔ لقد نصر کم اللہ فی مواطن کثیرۃ

ہم نے بے شمار دفعہ تمہاری مدد کی۔ فرمایا و یوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئًا

فرمایا ہر وقت تمہیں اپنی کمزوری کا اپنی فروتری کا احساس ہوتا تھا اور تم ربّ کی برتری کا سہارا لیتے تھے۔ ہم تمہاری مدد کرتے تھے لیکن حنین کے دن آپ کے ساتھیوں کو اللہ کی رحمت پہ نہیں اپنی کثرت پہ ناز آگیا۔

وضاقت علیکم الارض بما رحبت

فرمایا زمین اپنی فراخیوں کے باوجود تنگ ہو کر رہ گئی۔ تمہیں تمہاری کثرت کوئی فائدہ نہ پہنچا سکی۔ تم سمجھتے ہو کہ کثرت سے فائدہ ہوتا ہے؟

تم نے قرآن کبھی پڑھنا ہی نہیں تھا' تم نے سوچنا ہی نہیں تھا' تمہیں کیا تم کہتے رہے ہماری فوجیں لڑیں گی۔ او ظالمو! فوجیں تب لڑتی ہیں جب اللہ کی رحمت آسمانوں سے اترتی ہے۔

ہمیں آج کس المیے سے دوچار ہونا پڑا۔ تم میں سے ہر شخص آنکھیں بند کرے اور سوچے کہ کل تک ہم تصور کر سکتے تھے کہ یہ ہو جائے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم نے 65ء کی جنگ میں جب دشمن نے اچانک اور یکایک حملہ کیا تھا' جب ہم سوئے ہوئے تھے۔ ہم نے رات کے پچھلے پہر سنا کہ دشمن نے حملہ کر دیا تب ہم نے اپنے سر سجدے میں رکھ دیئے۔ ہم بارگاہ الٰہی میں جھک گئے۔ ہم نے کہا' اللہ! دشمن سوتے ہوئے آیا ہے۔ اللہ نے کیا کہا۔ فرمایا۔ تم سو رہے تھے تمہارا اللہ تو جاگ رہا تھا اور پھر کیا ہوا۔ تم سو رہے تھے لیکن دشمن ان مقامات سے ایک انچ آگے نہ بڑھ سکا۔ جہاں تک وہ رات کے اندھیروں میں بڑھ آیا تھا۔

لاہور کے محاذ پر اس نے بھرپور حملہ کیا تھا۔ بی آربی اس کے لئے سمندر بن گئی۔ چھوٹی سی نہر دریا بن گئی اور آج ڈھاکہ کے درمیان سینکڑوں دریا سمٹ کر نالے بن گئے' جبکہ یہاں صرف ایک نہر تھی اور میں نے تب بھی کہا تھا بی آربی نہیں بچایا کرتی' تم نے کہا بی آربی سے بچ گئے۔ ہم نے کہا بی آربی کیا ہے۔ تین فٹ کی نہر بی آربی نہیں بچاتی۔ تمہیں کیا پتہ ہے کہ بی آربی میں پانی کا چلانے والا بچا رہا تھا۔ تم نے نہیں سوچا کہ بی آربی نے نہیں بچایا ہمیں تو اس ربّ نے بچایا ہے جس ربّ نے ہمیں یہ ملک دیا تھا۔ جس ربّ نے آزادی بخشی تھی۔ جس ربّ نے ہمیں عزت عطا فرمائی تھی۔ تم بی آربی کا تذکرہ کرتے رہے اور آج سینکڑوں بی آربی بہ رہی تھیں' لیکن مشرقی پاکستان میں کوئی بی آربی کام نہ آ سکی۔

جاؤ پوچھو مشرقی پاکستان کے لوگوں سے اور ان لوگوں سے جن لوگوں نے مشرقی پاکستان دیکھا ہے اور ان لوگوں سے جن لوگوں نے مشرقی پاکستان کا جغرافیہ پڑھا ہے۔ ان سے پوچھو کہ وہاں کوئی بستی ایسی نہیں جس کے گرد و پیش دریا اور نہریں نہ ہوں۔ آج کوئی دریا کام نہیں آئے کیوں؟ اس لئے کہ دریا کام نہیں آتے کام تو ربّ کی رحمت آتی ہے۔

تم نے اس بات کو نہیں سوچا۔ تم نے ہم سے نفاق برتا۔ اسلام سے نفاق برتا' قرآن سے منافقت برتی' خدا سے نفاق برتا' قرآن نے کیا کہا ہے۔

یخادعون اللہ والذین امنوا

قرآن میں کون سی چیز نہیں' مگر ہم نے قرآن پڑھا ہی نہیں۔ فرمایا اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں' مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ دیکھو قرآن کی صداقت کو دیکھو۔ قرآن ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے آج ہی نازل ہوا ہے' جب پڑھو قرآن تر و تازہ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن ابھی اتر رہا ہے۔ ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

یخادعون اللہ والذین امنوا

اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں' مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون

فرمایا ان پاگلوں سے کہہ دو تمہارا دھوکہ نہ اللہ کو فریب دے سکتا ہے نہ مومنوں کو۔ اس کا نقصان اگر پہنچے گا تو تمہی کو پہنچے گا۔ صاحبو! یہ کوئی مذاق ہے یا کھیل ہے کہ آدمی رات کو شراب کی بوتل پیئے اور ایک غیر عورت کو اپنے پہلو میں لے کے سوئے اور صبح اٹھ کر کہے۔ اسلام زندہ باد قرآن زندہ باد اللہ اکبر کی ضرب کاری لگاؤ۔ ہم فتح یاب ہوں گے۔ یہ مذاق ہے' یہ اللہ سے مذاق ہے' یہ اسلام سے مذاق ہے۔ یہ کیا۔ اس کا نام کیا ہے؟ تم خود بتلاؤ کہ اس کا کیا نام ہے۔ یہ اسلام ہے کہ تم شرابیں بھی پیتے رہو' تم زنا بھی کرتے رہو' تم کلبوں کو آباد بھی رکھو اور پھر کہو کہ خدا کی نصرت آرہی ہے۔ گویا تم نے خدا کی رحمت کو اپنا بھکاری سمجھ رکھا ہے' سوچو۔ اس جنگ کو شروع ہوئے پندرہ روز ہو گئے۔ تمہیں ربّ ذوالجلال کی قسم ہے۔ سوچو۔ کونسی شراب گاہ ہے جو ان پندرہ دنوں میں بند ہوئی ہو؟ کون سا سینما ہے جو ان پندرہ دنوں میں بند ہوا ہو؟ کون سی بے حیائی ہے جو ان پندرہ دنوں میں ختم ہوئی ہو؟ کون سی جوئے بازی ہے جس پر ان پندرہ دنوں میں قدغن لگی ہو؟ کون سی قمار بازی ہے جس پر ان پندرہ دنوں میں پابندی لگی ہو؟ بتلاؤ! تم نے اللہ کے غضب کو خود دعوت دی ہے۔ ریس کورس بھی کھلا ہے' رقص گاہیں بھی کھلی ہیں' جم خانہ بھی کھلا ہے' شراب کی بوتلیں بھی کھلی ہیں اور شراب کی دکانیں بھی کھلی ہیں اور کہتے ہیں اسلام لڑے گا۔ اللہ لڑے گا۔ گویا اللہ آسمانوں سے زمینوں پر اتر کر تمہارے لئے لڑے کہ تم تو شرابیں پیو' زنا کرو فجور و فسوق کے بازار گرم رکھو' اللہ کا مذاق اڑاؤ۔ رسول اللہؐ کا مذاق اڑاؤ اور کہو اللہ آ کے تمہاری مدد کرے۔ تم کن کو دھوکہ دیتے ہو؟ ہم تو بہکائے جا سکتے ہیں' ہم تو ورغلائے جا سکتے ہیں۔ اللہ کو کون ورغلائے وہ علیم بذات الصدور ہے۔ وہ تمہاری زبان سے نکلی ہوئی بات تمہارے ہاتھ سے کئے ہوئے کام ہی کو نہیں جانتا۔ تمہارے دل کی دھڑکن کو بھی جانتا ہے اس کو دھوکہ دیتے ہو؟

ہم نے کہا۔ چلو چھوڑ دو۔ جو ہوا سو ہوا۔ اب آجاؤ اللہ کو منالو۔ اللہ کو راضی کرلو۔ اللہ سے زیادہ ارحم الراحمین اور کون ہے جتنی جلدی وہ من جاتا ہے اور کوئی منتا ہی نہیں۔ قادسیہ میں ایک آدمی نے شراب پی۔

میدان جنگ ہے۔ ایک آدمی شراب پی لیتا ہے۔ سعد بن ابی وقاصؓ سالار اعظم کو خبر ہوتی ہے۔ فرمایا اس کو زنجیروں میں جکڑ دو۔ میدان جنگ سے واپس بلاؤ۔ ایک کمانڈر نے کہا۔ سپہ سالار میدان جنگ ہے۔ غلطی ہو گی۔ دلیر آدمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بہادر آدمی ہے۔ چھوڑ دیجئے اللہ کی راہ میں جنگ کرے گا۔ کسی کو مارے گا۔ مرجائے گا۔ اس کو زنجیروں میں جکڑنے کی ضرورت کیا ہے؟ سعد بن ابی وقاصؓ نے کیا جواب دیا۔ فرمایا۔ رسول اللہؐ کا صحابی تلواروں اور بازوؤں پر بھروسہ نہیں کرتا۔ اللہ کی رحمت پہ بھروسہ کرتا ہے۔ میں اس شرابی کو لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس کی وجہ سے میرے ربؐ کی رحمتیں منہ موڑ جائیں گی۔ جاؤ اسے زنجیریں پہنادو۔

تمہیں معلوم ہی نہیں کہ اسلام نے کیا سکھلایا اور کیا پڑھایا ہے۔ سعد بن ابی وقاصؓ اس کو زنجیروں میں جکڑ دیتے ہیں۔ اس نے دیکھا مسلمان لڑ رہے ہیں وہ آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہے کہ میدان جنگ میں ہولی کھیلی جارہی ہے۔ تڑپ اٹھا' کہنے لگا ہائے میری زنجیروں کو کھول دو میں نے اپنے گناہوں سے معافی مانگ لی ہے۔ کوئی کھولنے والا نہیں۔ مسلمان میدان جنگ پر چلے گئے۔ سعد بن ابی وقاصؓ کی بیوی موجود ہے۔ کہنے لگا سعدؓ کی بیوی میری زنجیروں کو کھول دو مجھ سے مسلمانوں کا گرتا ہوا خون دیکھا نہیں جاتا۔ اس نے کہا تم نے گناہ کیا اور سپہ سالار نے تمہیں زنجیروں میں جکڑنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم اگر زندہ رہا تو خود آ کے زنجیریں پہن لوں گا مجھے رہا کردو' میں نے اپنے اللہ سے معافی مانگ لی ہے۔ مسلمانوں کے لشکر پہ شکست کے آثار نمودار تھے۔ کافروں نے ایک صف پہ حملہ کیا۔ صف الٹنے لگی۔ ابو محجن کی آہوں اور سسکیوں کو دیکھ کر سعدؓ کی بیوی کا دل بھر آیا۔ اس نے زنجیروں کو کھولا۔ ابو محجن نے اپنی زرہ نہیں پہنی۔ بکتر بند نہیں پہنا۔ ننگے جسم کافروں کی اس صف پہ ٹوٹ پڑا۔ سعدؓ ایک بلند جگہ پہ کھڑے میدان جنگ کا نقشہ دیکھ رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک صف درہم برہم ہے لیکن ایک تنہا آدمی آیا کافروں کی صفیں اُلٹ گیا اور وہ جس طرف پہ گرتا ہے بجلی بن کر گرتا ہے اور خرمنوں کو جلاتا ہوا چلا جاتا ہے۔ جس طرف کا رخ کرتا ہے کافر کٹے جاتے ہیں سعدؓ ٹیلے پر بیٹھے ہوئے اپنا سر سجدے میں رکھ کے کہنے لگے۔

"اے اللہ! اگر یہ فرشتہ نہیں ہے تو میں اپنی تلوار اس کی نذر کرتا ہوں"۔ اس نے صفوں کو الٹ دیا۔ اللہ نے مومنوں کو فتح عطا فرمادی۔ مومن واپس ہوئے کمانڈر نیچے اترے۔ دیکھوں وہ جوان کون تھا؟ اب وہ صفوں میں نظر نہیں آتا۔ پوچھا وہ کون تھا جو اس بے جگری سے لڑ رہا تھا۔ ڈھونڈا' تلاش کیا ملتا نہیں۔ خیمے سے بیوی آواز دیتی ہے۔ سعدؓ جس کو تم ڈھونڈ رہے ہو۔ اس نے اب زنجیریں پہن رکھی ہیں۔ سعد ابن ابی وقاصؓ پلٹے۔ کہنے لگے۔ بیوی کیا کہتی ہو؟ کہنے لگی صحیح کہتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ یہ الی محجن ہے جس نے شراب نوشی سے توبہ کی اور تلوار کو تھام کے میدان جنگ میں چلا گیا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر زندہ لوٹا تو خود زنجیروں کو پہن لوں گا۔ اب یہ زنجیریں پہن چکا ہے۔ سعدؓ اس جنگ میں بیمار تھے' حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لئے ٹیلے پہ بیٹھے فوجوں کو لڑا رہے تھے۔ اپنی چھڑی کو ٹیکتے ہوئے اٹھے۔ ساتھیوں نے سہارا دینا چاہا۔ کہنے لگے مجھے چھوڑ دو۔ میں اس کے پاس اپنے پیروں سے چل کر جانا چاہتا ہوں جس کی توبہ نے اللہ کی رحمت کو آسمانوں سے زمین پر نازل کر دیا۔

لیکن ہائے افسوس! تمہیں تو تب بھی یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی۔

او ظالمو! تم نے اس کڑے وقت میں بھی یہ نہیں سوچا کہ اب ہی اللہ کو منالیں۔

تم نے کیا کیا؟ تم نے کیا ظلم کیا؟

جنرل نیازی! تم پہ قربان۔ تم نے شجاعت کے کیا معرکے سر کئے۔ ایک غیر ملکی ریڈیو کہہ رہا تھا۔ حقائق کا آپ کو پتہ چلے گا لیکن کچھ دنوں کے بعد ہمارے یہ بڑے ہمیں حقیقت بھی نہیں بتلاتے۔ جنرل نیازی آخری وقت تک کہتا رہا میں کٹ جاؤں گا ہتھیار نہیں پھینکوں گا کیونکہ میری روایات میرا ماضی ہتھیار ڈالنے سے خالی ہے۔

کاش! آج جنرل نیازی کے ٹکڑے ہو چکے ہوتے اور اس نے ہتھیار نہ ڈالے ہوتے۔

تم ان سسکیوں کا اندازہ نہیں کر سکتے جس وقت وہ اپنے بچوں کو اتار کر جنرل اروڑا کو پیش کر رہا تھا۔ تمہیں کیا پتہ ہے اس نے ایک غیر ملکی نامہ نگار کو کیا کہا تھا۔ اس نے کہا خدا کی قسم! اگر مجھ کو اوپر سے حکم نہ ہو میں آخری وقت تک ہتھیار نہ ڈالوں تمہیں پتہ ہے ان ظالموں نے کیا کیا ظلم کئے ہیں۔ اسے جبراً ہتھیار پھینکنے پر مجبور کیا گیا۔ جنرل نیازی وہ شخص تھا جس نے ایک غیر ملکی اخبار کے نمائندے کو کہا جبکہ اس نے کہا تھا۔ تمہاری حکومت نے یہ حکم دیا ہے کہ ہتھیار پھینک دو۔ لوگوں کی جانوں کو بچاؤ۔ اس نے کہا۔ کیوں ہتھیار پھینکوں؟ کہنے لگا کہ مغربی پاکستان بڑا دور ہے اور اس جوان نے جواب دیا۔ مغربی پاکستان بہت دور ہے لیکن جنت دور نہیں ہے۔ جنت بڑی قریب ہے۔ مغربی پاکستان تک نہیں پہنچا جا سکتا لیکن جنت میں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

اے کاش! آج ہم زندہ نیازی کا ماتم کرنے کی بجائے شہید نیازی کا ماتم کر رہے ہوتے.....!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمیں زخم تب بھی لگتے لیکن اس وقت ہمارے زخموں میں اتنی ٹھیس نہ ہوتی جتنی اب ہے۔

اس وقت ہمارے سینوں میں اتنی جلن نہ ہوتی جتنی جلن اب ہے۔

اس وقت ہماری روحیں اتنی کچلی ہوئی نہ ہوتیں جتنی آج ہیں۔ آج چودہ سو برس میں یہ پہلی مرتبہ ہے۔ آج محمدؐ کی امّت میں یہ پہلی مرتبہ ہے۔ عربوں نے میدان جنگ کو چھوڑا تھا۔ ہتھیار نہیں پھینکے تھے۔ ہم عربوں پر طعن کرتے رہے۔ آج چودہ سو سال میں پہلی مرتبہ ہے کہ مسلمانوں نے اس طرح اجتماعی طور پر ہتھیار پھینکے۔ ہم نے کبھی ہتھیار نہیں پھینکے تھے۔ ہماری روایات کو دھبہ لگایا گیا۔ ہماری اقدار کو کچلا گیا۔ ہمارے ماضی کو مسلا گیا ہے۔

آج میں صبح کہہ رہا تھا بانی پاکستان 48ء میں نہیں مرے۔ آج مرے ہیں اور آج انہوں نے انہیں قبر سے باہر نکال کر مارا ہے۔

تمہیں کیا پتہ ہے آج کیا کچھ نہیں ہوا۔ آج کا زخم ایک زخم نہیں۔ آج کے زخم ہزاروں زخم ہیں۔ آج تم نے بانی پاکستان کو ان کی قبر سے نکال کر ذبح کیا ہے۔

آج۔ آج ابھی میرے ایک دوست کا فون آیا۔ اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے، تم کل سے رو رہے ہو، صبر کرو تم نے لوگوں کو صبر کی تلقین کرنی ہے۔ میں نے کہا۔ خدا گواہ ہے۔ ہم ملکوں کے لئے نہیں روتے۔ ہم اس لئے روتے ہیں کہ آج کے بعد اسلام کا کوئی تجربہ کرنے پر بھی تیار نہیں ہوگا۔ یہ ایک ملک تھا جو اسلامی نظریہ پہ بنا۔ یہ ایک ملک تھا جو اسلامی نظریۂ حیات پر وجود میں آیا اور آج اس کے کٹنے سے دنیا مایوس ہو جائے گی۔ ہمارا رونا ایک ملک کا رونا نہیں۔

میں نے حج سے واپسی کے بعد تمہیں بتلایا تھا کہ میں سعودی عرب کے ہونے والے بادشاہ کو ملاؤلی عہد کو ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ پاکستان کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس وقت کچھ آپس میں نوک جھونک جاری تھی۔ اس نے بڑی تشویش کا اظہار کیا۔ میں نے کہا آپ کو تشویش کیوں ہے۔ تم کیا جانو کہ آج ہم کیوں روتے ہیں۔ تمہیں کیا پتہ ہے کہ آج چوٹ کہاں کہاں جا کے پڑی ہے۔ اس نے کہا مجھے اس لئے تشویش ہے کہ جب تک پاکستان زندہ ہے کعبہ اور مدینہ کے راستے محفوظ ہیں اور اگر پاکستان کمزور ہو گیا تو کعبہ اور مدینہ کے راستے غیر محفوظ ہو جائیں گے۔

آج تمہیں کیا پتہ ہے ہمارا رونا کس وجہ سے ہے۔ خدا گواہ ہے کہ 67ء کی عرب اسرائیل جنگ میں صرف ایک دن ایسا آیا جب مسجد نبویؐ کے میناروں کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گھڑسواری من پسند تفریح تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بجھادی گئی۔ نہیں تو کبھی مسجد نبویؐ بے نور نہیں ہوئی۔ ہمیشہ اس کے چراغ روشن رہے۔ انہوں نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ اگر بجلی پیچھے سے منقطع ہو جائے تو اندر جنریٹر لگا رکھے ہیں تاکہ مسجد نبویؐ کی روشنی گل نہ ہونے پائے۔ لیکن 67ء کی عرب اسرائیل جنگ میں ایک دن ایسا بھی آیا جبکہ مسجد نبویؐ کی بتیوں کو بجھا دیا گیا۔ مدینہ منورہ میں، رسول اللہؐ کی بستی میں کہرام مچ گیا۔ آج کیا ہوا رسول اللہؐ کے روضے کے گنبد کے بلب بجھا دیئے گئے۔ جواب ملا آج مدینتہ الرسولؐ کے بلب اس لئے بجھائے گئے کہ خطرہ ہے کہیں اسرائیل سعودی عرب پہ بھی بمباری نہ کر دے۔

جانتے ہو مدینہ کے باسیوں نے کیا جواب دیا کہنے لگے اسرائیل مدینہ پر بمباری نہیں کر سکتا۔ اس کو معلوم ہے کہ پاکستان کے مسلمان ابھی زندہ ہیں۔

اوددستو! آج مدینہ کے لوگ کیا سوچ رہے ہوں گے۔ آج ان کے دلوں پہ کیا بیت رہی ہوگی؟

میں نے آپ کو بتلایا کہ 65ء کی جنگ میں ہم نے مدینہ طیبہ میں دیکھا۔ اسلامی یونیورسٹی میں کہ ہندوستان کے طلبہ ہندوستان کی حمایت کرتے اور پاکستان کے طلبہ پاکستان کی حمایت کرتے لیکن ایک رات جنگ کے دنوں میں پچھلے پہر نیند اچاٹ ہوگئی۔ آنکھیں کھل گئیں، تو میں نے سنا میرے پڑوس سے سسکیوں کی آواز آرہی تھی۔ میں نے سمجھا شاید کسی بھائی کو تکلیف ہوگی۔ جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کا ایک طالب علم جو دن کی روشنی میں ہندوستان کی حمایت میں ہم سے لڑا کرتا تھا۔ رات کی تاریکی میں اپنا سر سجدے میں رکھے ہوئے کہہ رہا ہے، "اللہ پاکستان کو فتح عطا فرما" "اللہ پاکستان کو نصرت عطا فرما"۔ میں چپکے سے باہر نکل آیا۔ صبح ہوئی میں نے اس سے کہا، بھائی ہم نے تیرے راز کو پالیا۔ دن کی روشنی میں ہم سے لڑتے جھگڑتے ہو اور رات کی تاریکی میں پاکستان کی فتح کے لئے دعائیں مانگتے ہو۔

جانتے ہو اس نے کیا جواب دیا۔ کہنے لگا دن کی روشنی میں ہم اپنی جنم بھومی کے لئے لڑتے ہیں۔ ہندوستان کے لئے کہ میری ماں وہاں بستی ہے۔ میرا باپ وہاں رہتا ہے لیکن رات کی تاریکی میں پاکستان کے لئے اس لئے دعا مانگتے ہیں کہ میرا دل وہاں بستا ہے۔ میرا ایمان وہاں بستا ہے۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ ہندوستان کے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اگر پاکستان زندہ ہے تو ان کی آبرو باقی ہے۔ ہندو اس پہ ظلم نہیں کر سکتا۔

آج ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کے زخموں پہ کون پھاہا رکھے؟ آج ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو کون سہارا دے؟

آج ہم بارہ کروڑ نہیں رہے 5 کروڑ رہ گئے ہیں۔ آج ہماری تعداد ہندوستان کے مسلمانوں سے بھی کم ہو گئی ہے۔ ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان بستے ہیں اور آج ہم صرف 5 کروڑ مسلمان ہیں۔

ہم نے کس کس چیز کو یاد کرنا ہے۔ ایک بات ہو تو اس کو کہیں۔

دوستو! پتہ نہیں اب کتنے دن رونا ہے۔ لیکن یاد رکھو ہم مومن ہیں، ہم مسلمان ہیں۔ روتے اس لئے ہیں کہ ہمیں زخم لگا ہے لیکن ربّ کی رحمت سے اب بھی مایوس نہیں ہیں۔ اس لئے نہیں روتے کہ ہم مایوس ہو گئے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے تو وہ اس کو اپنے دل سے نکال دے کہ ہم مایوسی اور نا امیدی کی بناء پر روتے ہیں۔

ہم اس لئے روتے ہیں کہ ہمارے دل کٹ گئے ہیں۔

ہم اس لئے روتے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں ہمیں اپنے جیالوں' اپنے شہیدوں کے خون کے گرنے کی آواز آ رہی ہے۔

ہم اس لئے روتے ہیں کہ ہمیں اپنے معصوم بچوں کے کٹنے اور جلائے جانے کا غم ہے۔ مایوس ہم اب بھی نہیں ہیں۔ اس لئے کہ مومن اپنے ربّ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو، لیکن خدا کے لئے اللہ کی رحمت کو پکارو تو سہی۔ اللہ ٹوٹے ہوئے دلوں کے بہت قریب ہوتا ہے۔ ہمارے دل ٹوٹے ہوئے ہیں۔ دعا کرو اللہ اپنی رحمتوں کو ہمارے لئے نازل فرمائے۔

دوستو! آج ہم جہاں ماضی کا غم کر رہے ہیں۔ ہمیں مستقبل کو بھی دیکھنا چاہئے۔ ہم سوچیں کہ اب کیا ہو گا اور اب کیا کرنا چاہئے۔ اب کیا کہیں شرم آتی ہے کہ آپ کہیں گے کہ یہ یہی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ہم نے یہ کہا تھا' وہ کہا تھا۔ ہم نے اپنی طرف سے نہیں کہا تھا۔ قرآن اور سنّت کی روشنی میں کہا تھا۔ ہم نے کہا امریکہ اور برطانیہ کو مت دیکھو۔ تم نے مشرق و مغرب پہ نگاہیں لگائی رکھیں۔ تم آخری وقت تک قوم کو دھوکہ دیتے رہے کہ ساتواں بحری بیڑا چل چکا' چنا گانگ کا رُخ کر چکا' خلیج بنگال میں پہنچ چکا' مورچہ لگا چکا۔ اس بیڑے کا بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ وہ کہاں ہے؟ ہم نے تمہیں نہیں کہا تھا۔ بتلاؤ ہم نے نہیں کہا تھا کہ مشرق و مغرب کو مت دیکھو۔ پہلوں نے مشرق و مغرب کو نہیں مشرق و مغرب کے ربّ کو دیکھا ہے۔ ہم نے تم کو کہا تھا کہ نہیں کہا تھا اور اب بھی یہی کہتے ہیں۔ چھوڑ دو میں ربّ کعبہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں' مجھے اسی طرح یقین ہے جس طرح دن کی روشنی کا یقین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ امریکہ' روس' برطانیہ' فرانس ایسے ہی ہمارے دشمن ہیں، جس طرح ہندوستان ہمارا دشمن ہے اور آج ان کا اتنا ہی قصور ہے جتنا ہندوستان کا قصور ہے۔ یہ ہمارے مروانے میں پوری طرح شامل ہیں۔ تمہیں کیا پتہ ہے تم یہ کہتے رہے' فرانس ہمارے چچا کا بیٹا اور امریکہ ہمارے بابا کا بیٹا ہے۔ یہ ذلیل اور کمینے ہیں۔ یہ محمدؐ کی امت کے دوست نہیں ہو سکتے۔ علیہ السلام ہم نے تو تمہیں کہہ کہہ کر اپنے سینے کو چھلنی کر لیا ہے لیکن تمہارے کان پر جوں تک نہیں رینگی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہؐ کے دشمن رسول اللہؐ کی امتؐ کے بھی خواہ بن جائیں۔ خدا کا خوف کرو۔ ہم نے تمہیں مثال دے کر سمجھایا کہ تیرے باپ کا دشمن کبھی تیرا دوست نہیں ہو سکتا۔ بکواس کرتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ میرے باپ کا دشمن میرا دوست ہے۔ ہمارے آقاؐ کو گالیاں دینے والے۔ ہمارے مولیٰؐ کی توہین کرنے والے ہمارے دوست کیسے ہو سکتے ہیں۔ تم نادان ہو' امریکی بحری بیڑے نے اسی طرح ہمیں مروایا ہے، جس طرح روسی بحری بیڑے نے عربوں کو مروایا تھا۔ اپنی نگرانی میں' اور ہم تو پہلے دن سے قائل ہی نہیں ہیں کسی کی مدد کے۔ ہم مدد چاہتے ہیں تو ربّ جبریل کی مدد چاہتے ہیں، جس نے محمدؐ کے لئے جبریل کو نازل کیا تھا۔ تم نے ربّ کو کبھی آواز ہی نہیں دی۔ تم چین کو پکارتے رہے۔ پاگل بنایا ہے تم نے قوم کو۔ امریکہ آرہا ہے۔ فلاں آرہا ہے کہاں آرہا ہے۔ ایسے ایسے احمق لوگ ہیں۔ مجھے پرسوں ہی پتہ چل گیا تھا کہ حالات انتہائی خراب ہو چکے اور ڈھاکہ اب چند لمحوں کا مہمان ہے۔ میں نے ایک دوست کو کہا وہ میرے سر ہو گیا۔ میں نے کہا مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں تو اپنا غم چھپا نہیں سکا اس لئے تمہیں بتلا دیا۔ کہنے لگا امریکہ کا بحری بیڑا آگیا ہے۔ میں نے کہا تمہارے باپ کے گھر آئے گا امریکہ کا بحری بیڑا۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ رسول اللہؐ کے دشمن تمہیں بچانے کے لئے آئیں گے۔ آخری وقت تک ہمارے ریڈیو نے چھپائے رکھا۔ ہم اپنے ریڈیو کی مذمّت کرتے ہیں۔ ہم اپنے ٹیلیویژن کی مذمّت کرتے ہیں، جس نے ہمیں اندھیرے میں رکھا۔ یہ بکواس کرتے ہیں یہ کنجریوں کو نچا نچا کر ان کے بازو کھڑے کروا کر وا کے سمجھتے ہیں ہم جنگ جیت جائیں گے۔ ان کو شرم نہیں آتی بے غیرتوں کو۔ انہوں نے بے غیرتی کا نام بدلا ہے۔ بے غیرتی کو نہیں بدلا۔ کوئی ایک بات ہے۔ اگر ہمارے سینے میں زخم ہیں تو ہمارے سینے میں ناسور بھی ہیں۔ ہم کہیں گے اور اس بات کو واشگاف انداز میں کہیں گے۔ انہوں نے بے حیائی کو ختم نہیں کیا بے حیائی کا نام بدل دیا ہے۔ پہلے کنجریاں گانے گایا کرتی تھیں۔ اب کنجریاں بازو اٹھا اٹھا کر یا علیؓ کہتی تھیں۔ مقصد دونوں کا ایک تھا۔ پہلے بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کنجریوں کی چھاتیوں کو دکھانا تھا۔ اب بھی ان کی چھاتیوں کو دکھانا تھا۔ یہ بے حیا' یہ بد کار انہوں نے روپ بدل لیا۔ انہوں نے اپنی اصلیت کو نہیں بدلا۔ قوم کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ہم ترانے گا رہے ہیں' طوائفیں ترانے گا رہی ہیں۔

مجھے ایک دوست نے بتلایا کہ ٹیلیویژن میں آج چار طوائفیں اپنے بازو اٹھا اٹھا کر کہہ رہی تھیں ہم لال قلعہ پر جھنڈا لہرائیں گے۔ شرم کرو' بے حیاؤ! تم نے بے حیائی کو ہر رنگ میں فروغ دیا ہے۔ اس وقت جب دن رات ہمیں خدا کی بارگاہ میں جھکنا چاہئے تھا۔ تم نے اس وقت بھی عورتوں کی عصمتوں کو لوگوں کے سامنے نیلام کیا ہے اور شرک کا یہ عالم ہے۔ جاؤ ریڈیو سنو! یا علی یا علی۔ ایک بھی اللہ کا نام نہیں لیتا۔ یہ عالم ہے شرک کا۔

تم پہ عباس کا سایہ۔ تم نے ایک دفعہ نہیں کہا تم پر اللہ کا سایہ۔ یہ کسی عقیدے کی اشاعت کی بات نہیں۔ یہ ایمان کی بات ہے۔ تم پہ فلاں کا سایہ فلاں کا سایہ۔ رسول اللہؐ نے تو کسی کے سائے کو نہیں پکارا۔ رسول اللہؐ نے تو کہا۔ لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحذاب وحدہ جب سرزمین عرب کو پائمال کر دیا تو محمدؐ عربی نے یہ نہیں کہا کہ محمدؐ نے فتح کیا ہے۔ فرمایا میرے اکیلے ربّ نے فتح کیا ہے۔ تم شرم کرو بے غیرتو! تم نے ہمیں ڈبویا ہے۔ اگر آج ہمارے ہاتھ تمہارے گریبانوں تک نہیں پہنچ سکتے تو قیامت کو یقیناً پہنچیں گے۔ تم سب مجرم ہو۔ ریڈیو' ٹیلیویژن یہ بدمعاشی اور فحاشی کے اڈے ہیں۔ کوئی ایک بات ہے۔ تم نے قوم کو کٹوا دیا۔ تم نے پہلے غیر اللہ کو پکارا۔ چین اور امریکہ کو مدد کے لئے پکارتے رہے۔ کبھی تم عباس اور فلاں کو پکارتے رہے۔ تمہیں کیا پتہ آؤ اختلاف عقائد کی بات نہیں۔ ایمان کی بات بتلاتا ہوں۔ محمدؐ نے میدان جنگ میں صرف ایک نعرہ لگایا ہے۔ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ کے دشمن بہت طاقتور ہیں لیکن میرا اللہ ان سے بھی بڑا طاقتور ہے۔ ایک اللہ' دنیا کا کون ہے جس کو تم کہہ سکو کہ کائنات سے بڑا ہے۔ یہ کون کہہ رہا ہے۔ دنیا کا سردار کہہ رہا ہے۔ سیّد کونینؐ کہہ رہا۔ رحمت عالم کہہ رہا ہے رسول اکرمؐ کہہ رہا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوئی ایک بات۔

پیٹوں دل کو کہ روؤں جگر کو میں!.....!
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

ایک ماتم ہے۔ تم نے ساری قوم کو کربلا میں کھڑا کر دیا ہے۔ آج تم نے سارے پاکستان کو کربلا بنا دیا ہے۔ کہہ میں یہ رہا تھا کہ ہم نا امید نہیں ہیں۔ ہم مایوس نہیں ہیں۔ ہم مومن ہیں لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ ہم نا امید نہیں ہیں تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارے زخم مٹ گئے ہیں۔ یہ زخم قیامت تک ہرے رہیں گے اور ہم ان زخموں کو اپنی اولادوں کو ورثہ میں دے کے جائیں گے۔ ہمارے زخم نہیں مٹ سکتے۔

ربّ کلام مبین کی قسم۔ میں مشرقی پاکستان کا نام نہیں لے سکتا۔ مشرقی پاکستان کا نام لیتا ہوں میرا گلا رندھ جاتا ہے۔ یہ زخم کبھی مٹ سکتا ہے؟ رات کے اندھیروں میں ہم جب جاگیں گے مشرقی پاکستان ہمارے لبوں پر آئے گا۔ ہماری آنکھوں سے آنسو نکل آئیں گے۔ یہ زخم نہیں مٹے گا۔ ہم مایوس نہیں۔ ہم نا امید نہیں۔ ہم تمہیں کہتے ہیں کہ اب ہمارا پنڈ چھوڑ دو۔ اب ہماری جان چھوڑ دو۔ یحییٰ خاں صاحب جاؤ ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے یہاں سے چلے جاؤ۔ چھوڑ دو۔ محمد اکرمؐ کی امتّ کو اس سے زیادہ بے آبرو نہ کرو اور ہم یہ کہتے ہیں۔ حکومت یہ اعلان کرے کہ پہلی فوج ہم نے پانچ لاکھ کی فوج تیار کرنی ہے۔ مت دیکھو روس کی طرف۔ مت دیکھو امریکہ کی طرف۔ کسی کو مت دیکھو۔ اس دنیا میں آج ثابت ہو گیا ہے کہ اگر دیکھنا ہے تو اپنے قوت بازو کو دیکھو اور اللہ کی رحمت کو دیکھو۔ کافروں نے اپنی قوت بازو کو دیکھ کر تم پہ فتح حاصل کی ہے۔ تم نے نہ اپنے قوت بازو کو دیکھا نہ اپنے رب کو دیکھا۔ تم امریکہ اور چین کو دیکھتے رہے اور مجھے شرم آتی ہے یہ بات دہراتے ہوئے کہ اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ پاکستان کو بڑی طاقتوں کا سہارا ہے۔ ہمیں اپنی قوت کا سہارا ہے۔ نو مہینے سے جنگ جاری ہے تم بڑی طاقتوں کا سہارا لیتے پھرے جبکہ نو ماہ میں دس لاکھ انسانوں کو تیار کیا جا سکتا تھا۔

آج ایک ہی صورت ہے کہ پاکستان کے بچّے بچّے کو مجاہد بنا دو۔ پاکستان کے بچّے بچّے کو غازی بنا دو۔ پاکستان کے بچّے بچّے کو فوجی وردی پہنا دو۔ پاکستان کے بچّے بچّے کو سپاہی بنا دو اور ان کو کہو کہ اپنے زخم چاٹو اور تب تک چاٹتے رہو جب تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ احسان الٰہی ظہیر 1974ء میں تنظیم اہلحدیث کے ہمراہ تحریک استقلال کی ایک تقریب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ ہندوستان کو ذلیل نہیں کر لیتے۔ اسے بدلہ نہیں چکا دیتے۔ ایک حل ہے یقین کرو۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کی گئی تو آج مشرقی پاکستان کو رو رہے ہیں کل مغربی پاکستان کو روئیں گے۔ آج یاد کر لو۔ سوچو۔ اپنے رخوں کو بدلو۔ اپنی زندگیوں کو تبدیل کرو۔ توبہ کرو۔ معافی مانگو۔ کہو اللہ! ہم نے تجھ سے منافقت برتی تھی۔ اب منافقت چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہیں۔ آجاؤ' عیاشیوں کو چھوڑ دو اور فحاشیوں کو چھوڑ دو۔ ان طوائفوں کو نکال دو۔ ان کو گولی سے اڑا دو۔ ہمیں طوائفوں کی ضرورت نہیں ہمیں محمد بن قاسمؒ کی ضرورت ہے۔ ہمیں اداکاروں کی ضرورت نہیں' ہمیں طارق بن زیادؒ کی ضرورت ہے۔ ہمیں کسی گلوکار کی ضرورت نہیں ہمیں خالد بن ولیدؓ کی ضرورت ہے۔ قوم کو تیار کرو۔ قوم کو بتلاؤ کہ تمہارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے سامنے کٹنے کو ترجیح دی جھکنے کو پسند نہیں فرمایا۔ قوم کو تیار کرو۔ اس کے سینوں میں آگ بھر دو۔ ان کے دلوں میں چنگاریاں جلا دو۔ ان کے ذہنوں میں شعلے جلا دو۔ ان کو اس طرح بھڑکاؤ کہ جب یہ کفر کے خرمن پر گریں تو اسے خاکستر بنا دیں۔

یاد رکھو! ایک ہی حل ہے۔ ایک ہی حل ہے۔ ایک ہی علاج ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ ہم تب تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک مشرقی پاکستان کو آزاد نہیں کروا لیتے۔ ایک ہی حل ہے۔ ایک ہی علاج ہے ہم تب تک سکون سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کشمیر کو بھی ساتھ آزاد نہیں کروا لیتے۔ ان کو بتا دو' ہم تب تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان بھی محفوظ نہیں ہو جاتے۔ ان کو بتلاؤ اور کس طرح بتلاؤ۔ زمین پہ تیاری کرو اور آسمان پر اللہ کی رحمتوں کو آوازیں دو۔ ایک ہی علاج ہے۔ ایک علاج جو اس کے سوا دوسرا علاج کہتا ہے غلط کہتا ہے۔ تمہیں مٹانا چاہتا ہے۔ یاد رکھ لو ہم نے پہلے بھی تمہیں کہا کم از کم تم تو گواہ رہو گے کہ ہم تمہیں کہتے رہے اور آج تمہیں پھر بتلا رہے ہیں کہ تم زندہ رہنا چاہتے ہو اس کا ایک طریقہ ہے۔ ہر آدمی سپاہی بن جائے' کپڑے کی دکان کرے' جوتوں کی دکان کرے' سبزی بیچے' سکول میں ماسٹر ہو اور دفتر میں ملازم ہو لیکن چوبیس گھنٹے کے نوٹس پر وردی پہن کے سپاہی ہو' صوبیدار ہو لیفٹیننٹ ہو' کیپٹن ہو' میجر ہو' کرنل ہو صرف چوبیس گھنٹے کے نوٹس پر اس کی انگلیاں رائفلوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ٹریگروں پہ حرکت کرنے لگیں اور یہ کوئی لغوبات نہیں۔ ہم نے اسرائیل کو دیکھا۔ اس نے اسی طرح اپنی بقا کو اسی طرح اپنی زندگی کو بنا رکھا ہے۔ یقین کریں سارے اسرائیل میں بائیس لاکھ یہودی ہیں صرف۔ 10 کروڑ عربوں کو انہوں نے شکست دی۔ کس طرح کہ ان 20 لاکھ میں 15 لاکھ جوان' بچے اور بوڑھے فوجی ہیں۔ کوئی لون تیل بیچتا ہے' کوئی دوسرا کاروبار کرتا ہے' کوئی ہل چلاتا ہے لیکن ادھر سائرن بجتا ہے ادھر ہر آدمی اپنے آپ کو فوجی قالب میں ڈھال لیتا ہے۔

ایک ہی حل ہے۔ مسجد کا خطیب' مسجد کا مئوذن' مسجد کا طالب علم' کالج کا پرنسپل' یونیورسٹی کا چانسلر اور پاکستان کا ہر ہر فرد کاروبار کرنے والا' منڈی میں جانے والا' بازار میں رہنے والا' ہر آدمی اپنے آپ کو سپاہی کے قالب میں ڈھالے۔

حکومت اس بات کا اعلان کرے۔ ہر وہ شخص جس کے بازوؤں میں رائفل کے اٹھانے کی سکت ہے اس کو فوجی ٹریننگ دی جائے گی' اس کو فوجی تربیت دی جائے گی۔

سوچو! ایک ہی حل ہے۔ نیچے یہ کرو' اپنے بازوؤں میں زور پیدا کرو اور اپنے ماتھوں کو سجدوں سے سجاؤ' اپنے سینوں کو ایمان کی روشنی میں منور کرو' اپنے دلوں کو قرآن کریم کی قندیلوں سے روشن کرو' زبان پہ نعرہ تکبیر ہو' زبان پہ اللہ کی فتح و نصرت کی دعا ہو۔ محمد رسول اللہؐ نے تمہیں عملاً بتلایا کہ میدان بدر میں تلواروں اور تیروں سے بچوں کو سجا کے لے آئے۔ صدیقؓ کہتا ہے۔ رات کی تاریکی چھا گئی۔ میں نے اپنے آقا کے خیمے کو دیکھا' میرا آقا نہیں۔ میں نے ڈھونڈا اور ڈھونڈتا ہوا نکلا۔ میں نے کیا دیکھا' سرور کونینؐ' کونین کا بادشاہؐ' پوری اُمّت کا سرتاج' اللہ کا محبوب جس کے سامنے ساری کائنات ہیچ ہے' جس کے سامنے پوری دنیا ہیچ ہے' اس نے اپنی پیشانی مبارک کو ننگی زمین پہ رکھا ہوا ہے اور کیا کہہ رہا ہے۔ اللھم ان ھٰذہ العصابۃ فلن تعبد بعدہ

اللہ میری جتنی کائنات ہے میں لے کے آگیا۔ اب ان کی حفاظت کرنا تیرا کام ہے۔ اب ان کو بچانا تیرا کام ہے۔ تم نے کیا کہا۔ محمدؐ نے تمہیں کون سی چیز نہیں بتلائی۔ آؤ ظالمو! دیکھو! لبوں پہ اللہ کی رحمت کی دعائیں ہوں' ہاتھوں میں رائفلیں ہوں' پھر دیکھو کہ اللہ کے فرشتے تمہاری مدد کے لئے کس طرح اترتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک یادگار انٹرویو

سوال: آپ نے حال ہی میں سعودی عرب کا دورہ کیا۔ اس سے پہلے بھی اکثر و بیشتر آپ عرب ممالک کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ ان دوروں کے محرکات کیا ہوتے ہیں اور وہاں آپ کی مصروفیات کیا ہیں؟

جواب دیتے ہوئے: عرب دنیا کے ساتھ میرا ایک خصوصی تعلق ہے وہ یہ کہ میں نے عربی زبان میں متعدد کتابیں لکھی ہیں جو مختلف عرب یونیورسٹیوں میں شامل نصاب بھی ہیں۔ نیز مختلف اسلامی ادارے، تنظیمیں اور مکتبے ان کی نشرواشاعت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس ناطے وہ مجھے دورے کی دعوت دیتے ہیں۔ حالیہ دورہ سعودی عرب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔ امام محمد بن سعود ریاض یونیورسٹی کی جانب سے دنیا بھر کے اسلامی اشاعتی اداروں کی نمائش کتب منعقد ہوئی تھی۔ مجھے بھی اس نمائش کا دعوت نامہ ملا تھا۔ میری کتابیں وہاں موجود تھیں اور اللہ کے فضل سے ان کی فروخت کے اگلے پچھلے ریکارڈ ٹوٹ گئے۔

سوال: آپ کی تصنیفات کی اس مقبولیت کا راز کیا ہے؟ کیا آپ نے انہیں براہ راست عربی زبان میں لکھا ہے یا ان کا ترجمہ عربی زبان میں کیا گیا؟

جواب: میں نے یہ سب کتابیں عربی میں لکھی ہیں اور ان کی مقبولیت کا سب سے بڑا سبب بھی یہی ہے کہ انہیں کسی دوسری زبان سے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ ترجمہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو وہ اصل کی دلکشی اور رعنائی کا حامل نہیں ہو سکتا۔ ان کتابوں کی بہت زیادہ مقبولیت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ میں نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا ہے ان پر عربی زبان میں بہت کم لکھا گیا ہے اور پھر اسلوب اور انداز کا فرق ہوتا ہے۔ میں بنیادی طور پر خطابت سے دلچسپی رکھتا ہوں۔ اس لئے انداز تحریر میں بھی اس خطابت کی جھلک موجود ہے۔ عربی زبان کا شکوہ خطابت کے لئے بڑا موزوں ہے اور اگر یہ انداز تحریر میں اپنایا جائے تو اس سے دبدبے اور سطوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کی مقبولیت کا دوسرا سبب یہ ہے کہ میں نے ان کتابوں میں جدید انداز تحقیق کو پیش نظر رکھا۔ کوئی بات بھی بلا سند اور بلا حوالہ نہیں لکھتا۔ میری کتابوں کا موضوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اللہ سے دعا ہے۔ اللہ ہمیں اب بھی سدھار دے اور ہمارے زخموں کو مندمل فرمادے۔ (آمین) واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اختلافی ہے۔ اس لئے نقد و نظر کی روشنی میں مصادر و مراجع کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میری ایک کتاب کے جواب میں دنیا کے مختلف ملکوں میں پانچ کتابیں چھپی ہیں۔ ان میں میرے انداز گفتگو' اسلوب بیان - طرز اظہار' طریق استدلال پر تو متعدد اعتراضات کئے گئے ہیں' لیکن میرے کسی ایک حوالے' مصدر اور مرجع کو جھٹلایا نہیں جاسکا۔ مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے اختلافی موضوعات پر مدلل اور موثر پیرائے میں اظہار خیال کیا ہے۔ اس لئے عالم اسلام کی بڑی بڑی تنظیموں نے میری کتابوں کو مبلغین کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ میری کتابوں کی وسیع تر اشاعت کا ہلکا سا اندازاس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان کے علاوہ شام' بیروت اور سعودی عرب سے بھی ان کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

میری ایک تصنیف تو ایک لاکھ کی تعداد میں فروخت ہوئی۔ عالم عرب کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں میری کتابوں پر تحقیقی مقالے لکھے گئے۔ برّصغیر میں بھی بھارت کی دینی درسگاہوں اور پاکستان میں اسلام آباد کی اسلامی یونیورسٹی کی آخری کلاسوں میں میری کتابیں ریفرنس کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔

سوال: حیرت یہ ہے کہ پاکستان میں آپ کے خاص حلقہ احباب کے باہر کسی کو بھی آپ کی علمی اور تحقیقی کاوشوں کی خبر نہیں۔ ملک کے اندر آپ کی وجہ شہرت صرف خطابت کی وجہ سے ہے جبکہ بیرون ملک آپ اپنی تصانیف کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں اس فرق کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

جواب: آپ کی بات بالکل درست ہے کہ پاکستان میں چند مخصوص دوستوں کے سوا کوئی بھی میری علمی سرگرمیوں سے آگاہ نہیں۔

صرف وہی احباب جو عرب ممالک کا سفر کرتے ہیں اور علمی شوق بھی رکھتے ہیں' انہیں وہاں کی لائبریریوں اور بک سٹالوں پر میری کتابیں نظر آجاتی ہیں۔ اردو میں کوئی کتاب لکھی اور چھاپی جائے تو اس کا ایک ہزار کا ایڈیشن مدّتوں گھر میں پڑا رہتا ہے اور دیمک کی مدد کے بغیر ختم نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں علمی و تحقیقی کتابوں کے مطالعے کی رغبت اور مانگ کم ہے جبکہ عرب دنیا میں کتب بینی کا شوق متوسط اور عام طبقے تک پھیلا ہوا ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر بتایا ہے کہ میری ایک کتاب چار سال کے عرصے میں ایک لاکھ سے زائد چھپ چکی ہے۔ اس کے برعکس پاکستانی یونیورسٹیوں کے طلبہ علمی کتابوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اور اعلیٰ سے اعلیٰ امتحان بھی گائیڈوں اور گیس پیپروں کی مدد سے پاس کرتے ہیں۔ اس ماحول میں اردو میں لکھنے کا نہ مجھے خود خیال آیا اور نہ ہی کسی نے میری کتابوں کا اردو ترجمہ کرنے کی طرف توجہ دی۔

سوال: اسی مناسبت سے ایک اور ذاتی نوعیت کا سوال کرنا چاہتا ہوں بہت سے لوگوں کو تعجب ہے کہ آپ مولوی ہوتے ہوئے خوش اطوار' خوش پوش اور خوش چین ہیں۔ آپ کے رہنے سہنے کا ڈھنگ اور سلیقہ ایک خاص انداز کا ہے جبکہ عام پاکستانی عالم گزر اوقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے لئے ہر وقت محتاج نظر آتا ہے۔ آپ کے پاس دولت کی ریل پیل کیسے ہوئی ہے۔

جواب: شاید یہ بات بھی میرے حلقۂ احباب سے باہر کم لوگوں کو معلوم ہے کہ میں بنیادی طور پر پیشہ ور مولوی نہیں۔ اسی بناء پر بعض لوگوں کی نظروں میں آپ کے الفاظ میں میری خوش اطواری کھٹکتی ہے۔ میں ایک کاروباری طبقے سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرا سارا خاندان تجارت پیشہ ہے میرا دادا' میرا باپ' میرا بھائی' چچا' خالو' بہنوئی غرض تمام عزیز و اقارب کاروبار میں مصروف ہیں۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں ان کے تجارتی ادارے کام کر رہے ہیں۔ میں نے مولویت کو پیشے کے طور پر نہیں بلکہ خدمت دین اور نیابت محمدیہ کے طور پر اختیار کیا ہے۔ اس لئے میری گزر بسر کا مدار میرے اپنے کاروبار اور کتابوں کی رائلٹی پر ہے۔ میں نے خدمت دین کا کبھی معاوضہ نہیں لیا بلکہ اپنی بساط کی حد تک اللہ کے دیئے ہوئے مال سے کچھ خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ کاش کہ اس ملک میں اسلامی نظام رائج ہو اور علمائے کرام کو معاشرے میں باعزت اور پروقار مقام میسّر آئے اور انہیں لوگوں کا دست نگر بننے کی بجائے حکومت کی طرف سے معقول مشاہرہ ملے۔ اسی خوش اطواری اور خوش پوشی کی بات اپنے اپنے مزاج پر منحصر ہے۔

اس کے لئے تونگری اور امارت کا ہونا ضروری نہیں۔ بعض مالدار لوگ اُلجھے اُلجھے اور پریشان نظر آتے ہیں اور بعض متوسّط افراد تونگروں سے زیادہ غنی ہوتے ہیں۔

سوال: کیا اس وقت برّصغیر کے دیگر علماء بھی اپنی دینی کاوشوں اور علمی تحریروں سے عالم عرب میں متعارف ہوئے؟ کیا ان میں بزرگوں کے علاوہ نئی نسل کا کوئی دوسرا نمائندہ بھی عرب دنیا میں مشہور ہے؟

جواب: جہاں تک برّصغیر کے موجودہ دور کے علماء کا تعلق ہے ان میں دو بزرگ عالم عرب میں اپنی شہرت اور عزت کی بناء پر سرفہرست ہیں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (مرحوم) و مغفور ہو چکے ہیں ان کی تقریباً تمام کتب عربی میں موجود ہیں ان کے تراجم میں مولانا عاصم الحداد اور ہمارے محترم دوست مولانا خلیل حامدی کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ حضرت مولانا نے بذات خود عربی میں براہ راست کوئی تحریر نہیں چھوڑی' لیکن ان کے افکار تراجم کے ذریعے عالم عرب میں پھیل گئے۔ دوسری بڑی شخصیت جس سے پورا عالم عرب متعارف ہے انہوں نے براہ راست عربی میں لکھا ہے۔ یہ ہے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت گرامی۔ نوجوانوں میں سے میرے علم کی حد تک اور یجنل لکھنے والوں میں مولانا علی میاں کے بھتیجے محمد محمدؐ الحسنی تھے۔

اللہ کی رحمت سے میں اپنی بساط کی حد تک سرگرم عمل ہوں۔ کوئی اور لوگ بھی ہوں گے مگر وہ اپنی عربی تحریروں کی وجہ سے فی الحال عالم عرب میں کسی قابل ذکر شہرت کے حامل نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سوال: آپ نے خاص طور پر قادیانیت پر بہت کام کیا ہے۔ اسلام کو اس سے کیا حقیقی خطرات درپیش ہیں؟
پاکستان میں انہیں غیر مسلم قرار دے دینے کے بعد کیا یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے؟

ج: میں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ سعودی عرب کی وزارت عدل' وزارت مذہبی امور' مدینہ یونیورسٹی' ریاض یونیورسٹی اور رابطہ عالم اسلامی نے اب تک اس کتاب کے بیس ایڈیشن شائع کر کے یورپ اور افریقہ تک میں بلاقیمت تقسیم کئے ہیں۔ دنیا کا شاید ہی کوئی کونہ ہو جہاں یہ کتاب نہ پہنچی ہو۔ ایک دفعہ مجھے جنرل محمد ضیاء الحق کے ذاتی سٹاف کے ایک رکن نے بتایا کہ صدر مملکت آسٹریا کے دورے پر تھے وہاں اسلامی مرکز دیکھنے گئے تو لائبریری میں سب سے پہلے جس کتاب پر نظر پڑی وہ میری قادیانیت کے بارے میں یہی تصنیف تھی۔ عرصہ پیشتر جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ حضرت گرامی قدر مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی اس کتاب کے بہت سے نسخے خرید کر ماریشس اور جنوبی افریقہ بھجوائے۔ پاکستان میں مرکزی ختم نبوت تحریک کی طرف سے اسے انڈونیشیا اور ملائشیا میں تقسیم کیا گیا۔ شاہ فیصل شہید کے زمانے میں یوگنڈا میں سعودی عرب کے سفیر کے بارے میں انہیں لکھا کہ۔

> قادیانیت کے مقابلے اور اس کی تردید اور تکذیب کے لئے جس قدر مفید ہتھیار اس کتاب کی شکل میں میسر آیا ہے اس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔

یوگنڈا کے ہی ایک بڑے قادیانی لیڈر نے اس کتاب کو پڑھ کر اسلام قبول کیا اور اس کتاب کا افریقی زبان میں ترجمہ کیا۔

جہاں تک اسلام کو درپیش خطرات کا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حیثیت جھوٹے اور غلط مذاہب کی ہی نہیں بلکہ ان کا وجود اسلام کے خلاف ایک بین الاقوامی سازش کا نتیجہ ہے تاکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کی جا سکے اور اس کے سیل نور کے آگے تاریکی کا بند باندھا جا سکے۔ پاکستان میں اس کے خلاف جو ردِ عمل ہوا وہ سامراجی سازشوں کے خلاف ایک فطری اور منطقی چیز تھی۔ 1974ء کی عظیم عوامی تحریک کے نتیجہ میں اس سازش کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور ان لوگوں کی اصلیت بے نقاب ہو گئی۔ نہ صرف پاکستان کے اندر ان کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے بلکہ مختلف افریقی ریاستوں میں بھی ان کے تار و پود بکھر گئے۔ مسلمانان پاکستان کی بروقت گرفت اور ان کی چوکسی قادیانیوں کے ہر حربے کو ناکام کرتی رہی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ کرتی رہے گی۔

سوال: عالم عرب کے امور سے آپ کی واقفیت کے حوالے سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسلام کے احیاء کی تحریک آپ کے نزدیک اس وقت کس مرحلے میں ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غیر ملکی صحافی کو انٹرویو دیتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ج: آپ کے اس سوال کے جواب کے لئے ہمیں عالم عرب کے وسیع تر تاریخی تناظر کا جائزہ لینا ہو گا لیکن مختصراً عرض کرتا ہوں کہ ناصر کے دور میں اسلامی اقدار کی حوصلہ شکنی اس حد تک کی گئی کہ اسے ظلم و ستم قرار دیا جاسکتا ہے۔ سادات نے ابتدائی دور میں اور پھر آگے چل کر دینی قوتوں کی کھل کر حوصلہ افزائی کی اور انہیں پھلنے پھولنے اور پروان چڑھنے کا پورا پورا موقع دیا۔

مجھے یاد ہے میں ان دنوں مصر گیا تو گلی کوچوں، بازاروں، یونیورسٹیوں اور کالجوں میں نوجوانوں کی کھیپ دیکھنے کا موقع ملا۔ جنہوں نے اپنے چہروں کو ڈاڑھیوں سے سجا رکھا تھا اور طالبات کے گروہ کے گروہ نظر آئے۔ جامعہ اسکندریہ، جامعہ ازہر، جامعہ قاہرہ، جامعہ عین شمس میں جنہوں نے سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو چادروں میں لپیٹ رکھا تھا اور آداب اسلامی سے پوری طرح بہرہ ور نظر آرہی تھیں۔ مصری معاشرت سے آشنا کسی شخص کے لئے یہ منظر کسی طرح کم حیرت انگیز نہ تھا جہاں دنیا کے سب سے قدیم جامعہ کا شیخ اکبر کلین شیو ہو اور ڈاڑھی کو یہودیوں کی علامت اور پردے کو اہرامِ مصر قرار دیا جائے اور ان شعائر اسلامی کا استہزاء کیا جائے۔

سامراجی اور یہودی سازشوں کے نتیجہ میں کیمپ ڈیوڈ کا سمجھوتہ ہوا تو اس کے خلاف آواز سب سے زیادہ طاقتور اور مؤثر حلقہ کی طرف سے اٹھی جو احیائے اسلام کے لئے زندہ ولولوں اور مستحکم جذبوں سے سرشار تھا۔ حکومت وقت نے ان کی گرفت میں مستعدی دکھائی اور ایک بار پھر اسی پرانے ٹکراؤ کا آغاز ہو گیا جو ناصر کے زوال کا سبب بنا تھا۔

دنیا نے دیکھا کہ سادات کو گولیوں سے بھون دیا گیا اور قاتلوں کو اپنے اس فعل پر کوئی پشیمانی نہ تھی۔ عدالتوں میں ان کے بیانات سے مذہبی حلقوں میں ایک نیا جذبہ اور ایک نئی تڑپ پیدا ہوئی۔ حکومت کے جور و ستم کے باوجود مصر میں احیائے اسلام کی تحریک پوری دل جمعی کے ساتھ کام کر رہی ہے اور اس کے اثرات پورے عالم عرب میں محسوس ہو رہے۔ مصر ہمیشہ فکری قیادت کا مرکز رہا ہے اور اب بھی مصر میں برپا اسلامی تحریکیں قافلہ اسلامی کی حدی خواں ہیں۔

سوال: کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے نے عالم عرب کے معاملات پر اثر ڈالا ہے۔ آپ اپنے مشاہدات کی رو سے یہ بتانا پسند کریں گے کہ مستقبل میں عربی سیاست کا رخ کیا ہو گا۔ شرق اوسط کا تناؤ کس طرح دور ہو سکے گا؟

ج: جہاں تک کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے کا تعلق ہے قریباً ساری دنیائے عرب اور عالم اسلام نے اسے مسترد کر دیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس سمجھوتے کے نتیجہ میں اسرائیل کو اپنی 35 سالہ زندگی میں پہلی سیاسی کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نے عربوں کے اتحاد میں ایسا شگاف ڈال دیا اور ان کی عسکری قوت کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ وہ مصر کی طرف سے مکمل طور پر محفوظ ہو گیا اور باقی عرب ممالک مصر کی مدد کے بغیر اسرائیل سے مقابلے کی سکت نہیں رکھتے۔ اسرائیل کے حوصلے اور غنڈہ گردیوں میں بے حد حساب اضافہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوااور اس نے لبنان میں بسنے والے فلسطینیوں کو اپنے تابڑ توڑ حملوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

سادات کے قتل اور صحرائے سینا سے آخری اسرائیلی فوجوں کی روانگی کے بعد عرب دنیا میں یہ توقع پیدا ہوئی ہے کہ حسنی مبارک عربوں کی طرف پلٹ آئیں گے اور مصر پھر ان ملکوں کی صف میں شامل ہو جائے گا جو اسرائیل سے کسی سیاسی سمجھوتے کے قائل نہیں۔ مصر کو تیل پیدا کرنے والے عرب ممالک کی امداد کی بھی ضرورت ہے جس سے وہ محروم ہو چکا ہے اور پھر یہ کہ کرنل قذافی کی مصر کے خلاف ریشہ دوانیاں بھی ختم ہو جائیں گی۔ آثار بتاتے ہیں کہ حسنی مبارک نے عرب دوستوں سے مصالحت کے لئے پیشرفت کا آغاز کر دیا ہے اور ماضی کی غلطیوں کا مداوا کرنے کے لئے اسرائیل کے ساتھ اس وقت تک مذاکرات سے انکار کر دیا ہے جب تک بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت بنانے کا فیصلہ واپس نہیں لیا جاتا۔ مصری ذرائع سے دیگر عرب سربراہوں کے خلاف پراپیگنڈہ مہم بند کر دی گئی ہے۔ عرب اخبارات میں اس طرح کی خبریں آنے لگی ہیں کہ سعودی عرب اور خلیج کی ریاستیں مصر کی تباہ شدہ اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے امداد دیں گی۔ سب سے اچھا شگون یہ ہے کہ کیمپ ڈیوڈ کے بعد پہلی مرتبہ مصری صدر نے ٹیلیفون پر عرب سربراہوں سے بات کی ہے بلکہ سلسلہ جنبانی کے لئے سلطان قابوس کی خدمات حاصل کی گئیں ہیں۔ اس طرح اب نظر یہ آتا ہے کہ مشرق اوسط میں عرب ممالک کے درمیان تناؤ ختم ہو جائے گا۔

سوال: ایران عراق جنگ پر عرب دنیا کے تاثرات کیا ہیں اور اس کا عالم اسلام کو کیا نقصان پہنچا ہے؟

ج: جہاں تک عرب دنیا کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شام اور لیبیا کے سوا مسقط و عمان سے لیکر مراکش تک تقریباً ساری عرب دنیا ظاہراً و باطناً عراق کے ساتھ ہے اور شام اور لیبیا کی طرف سے ایران کی حمایت بھی عراق سے مخاصمت کی وجہ سے ہے۔ شام اور عراق میں بعث پارٹی اندرونی اختلافات کا شکار ہے۔

عرب دنیا کی طرف سے عراق کی حمایت کی وجہ صرف یہ نہیں کہ عراق ایک عرب ملک ہے بلکہ اس کا سبب یہ بھی ہے کہ گرد و پیش کے عرب ممالک آقائے خمینی کی حکومت کی طرف سے انقلاب کو "برآمد" کرنے کے خوف میں مبتلا ہیں، چنانچہ وہ اپنے تحفظ کے خاطر عراق کی مدد کر رہے ہیں ان کی کوشش یہ ہے کہ ایرانی انقلابیوں کی توجہ جنگ میں رہے اور ان کے ممالک کسی خطرے سے دوچار نہ ہوں۔ ایران عراق جنگ کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ عالم اسلام کو مجموعی طور پر بے اندازہ نقصان پہنچا ہے۔ بین الاقوامی مبصرین اس بات پر متفق ہیں کہ اگر یہ جنگ نہ ہوتی تو روس کو افغانستان میں قدم جمانے کے مواقع میسر نہ آتے۔

سوال یہ ہے کہ عراق نے عربوں کی حمایت کیسے جیت لی۔ ایک وجہ تو وہ خطرہ ہے جس کا ذکر اوپر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آچکا ہے کہ عرب ممالک ڈرتے ہیں کہ کہیں ایرانی انقلاب کے اثرات وسیع نہ ہوتے جائیں پھر عراق نے اسرائیلی حملے کے نتیجے میں ایٹمی ری ایکٹر کی تباہی کو عالم عرب کا نقصان قرار دیا تھا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ عراق کے ایٹمی ری ایکٹر سے عربوں کی بے حد توقعات وابستہ تھیں اور اس کی تنصیب میں تیل پیدا کرنے والے عرب مالدار عرب ممالک نے فنڈ فراہم کئے تھے۔ ایران عراق جنگ کا ایک نقصان یہ ہوا کہ مسلمان ممالک اپنے مشترکہ دشمن اسرائیل اور افغانستان میں روسی قابض فوج کی طرف سے غافل ہوگئے۔ میری حقیر رائے میں عالم اسلام کو فوری طور پر ان سنگین نقصانات کا احساس کر کے اس باہمی آویزش کو فوری طور پر ختم کرا دینا چاہئے۔

سوال: آپ اپنے مشاہدات کی رو سے یہ بتائیں کہ عرب دنیا میں پاکستان کا امیج کیا ہے؟

ج: پاکستان نے اپنے یوم وجود سے لیکر آج تک عربوں کے تمام مسائل پر ان کا ساتھ دیا ہے اور اس کی سزا بھی پاکستان کو کافی اٹھانا پڑی ہے۔ عرب دنیا نے پاکستان کے خلوص اور دوستی کو سراہنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ جس ملک میں بھی مذہبی اور دائیں بازو کی حکومت ہے وہاں کے عوام اور حکومت بھی پاکستان سے دوستی کے جذبات رکھتے ہیں، جن ملکوں میں بائیں بازو کی حکومت ہے وہاں کے عوام کی حد تک پاکستانیوں کے لئے قدر اور احترام کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ ایک افسوس ناک صورتحال کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ عرب دنیا میں اشتراکی اور ہندولابی بے حد سرگرم ہے اور پاکستان کا امیج تباہ کرنے میں ہر وقت کوشاں رہتی ہے۔ اس کے جواب میں پاکستانی سفارت خانے پوری طرح سرگرم نہیں اور پاکستان کے مؤقف کو عربوں سے روشناس کرانے میں غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عرب ممالک میں کام کرنے والے پاکستانیوں کا طرز عمل بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

بہرحال یہ ایسے مسائل ہیں جن پر تھوڑی سی محنت کرنے سے قابو پایا جاسکتا ہے۔ میں نے عربوں کے دلوں میں پاکستانیوں کے لئے محبت کا سمندر موجزن دیکھا ہے۔ آخر ہم مشترکہ مذہبی اور ثقافتی اطواری سے مستحکم تر رکھنا چنداں مشکل کام نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے صدر ضیاء الحق کی ہمیشہ مخالفت کی۔ ان کی طرف سے کئے جانے والے اسلامائزیشن کے اقدامات کو دھوکہ اور غیر اسلامی اقدامات قرار دیا۔ صدر ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کے شروع میں علماء سے رجوع کیا اور اسلامی نظام کے نفاذ کی بات کی تو بہت سے علماء نے شروع میں دست تعاون بڑھایا لیکن پھر کچھ علماء تو صدر ضیاء الحق کے اسیر ہو گئے مگر بہت سے علماء واپس پلٹ گئے۔ ان میں علامہ شہید بھی شامل تھے۔ صدر ضیاء الحق کی موجودگی میں علامہ صاحب کی ایک یادگار تقریر ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

جناب صدر!

حضرات گرامی!

میں سمجھتا ہوں کہ صبح سے اب تک مجھ سے زیادہ عالم، مجھ سے زیادہ بہتر کہنے والوں نے بات کو اچھے انداز میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ میں ان باتوں کو جو پہلے کی جاچکی ہیں، دہرائے بغیر دو ایک باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ آپ نے جو تین سوالات ہمارے سامنے رکھے ہیں، مجھے اس بات کو سامنے رکھ کر یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ ہمارے اکثر امور اس طرح سرانجام پاتے ہیں، جب ہم یہاں آئے تھے اس وقت تک معلوم نہیں تھا کہ کس موضوع پر گفتگو ہوگی۔ یہی سبب ہے کہ اذہان میں خلجان پیدا ہوتا ہے۔ طبیعتوں میں تشویش پیدا ہوتی ہے اور ایک ایسی بات جس میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا، اس میں یکایک اس بات کے سامنے آنے کی بناء پر اختلاف ہو جاتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ تینوں سوالات علمائے کرام کے یہاں تشریف لانے سے پہلے بھیج دیئے جاتے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ عام تقاریر کی بجائے اپنی گفتگو کو انہی تینوں سوالات پر مرکوز رکھا جاتا۔

اب ظاہری بات یہ ہے کہ علمائے کرام جس موضوع پر آپ کہیں گے اس پر بات تو کرنا جانتے ہیں۔ جس طرح شاعر مصرع پر گرہ لگانا جانتا ہے تو وقت تو گزارا جاسکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب تک بات کا پہلے علم نہ ہو علمی طور پر تحقیقی طور پر اس بات پر کوئی معقول اور مدلل بات نہیں کہی جاسکتی۔ میرے خیال میں جو ایک دو مسائل میں ہمارے معمولی اختلافات ہوئے ہیں اور آپ کے جو اعلانات ہیں ان کا بھی بنیادی سبب یہ ہے کہ ان کو اسی طرح یکایک لوگوں کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے۔ لوگوں کو اپنی اپنی رائے لیکر آنے کے لئے نہیں کہا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے ذہنوں میں اضطراب اور طبیعتوں میں تشویش پیدا ہوئی اور اچھی بات بھی چند خامیوں کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پوری طرح اس انداز میں نہ دیکھی گئی جس انداز میں آپ توقع رکھتے تھے۔

میں ایک بات اپنی گفتگو کی ابتداء میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عموماً عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کی راہ میں مولوی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ میرے خیال میں جتنے علمائے کرام یہاں تشریف لائے ہیں ان کو چونکہ پتہ ہی نہیں تھا کہ سوالات کیا ہیں؟ اس لئے ان کو باہم مشورے کا موقع ہی نہیں ملا ہو گا۔ اس کے باوجود سب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اسلام بہرحال آنا چاہئے۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ علماء اس ملک میں اسلام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بلکہ سب سے زیادہ متمنی ہیں کہ اس ملک میں اسلام کو ضرور آنا چاہئے۔ مختلف مکاتبِ فکر موجود ہیں۔ اختلافات موجود ہیں لیکن کسی ایک عالم نے بھی اب تک یہ بات نہیں کہی کہ یہاں اسلام نہیں آنا چاہئے۔

طریقۂ کار کے بارے میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں اس وقت شیعہ، سنی، بریلوی اور دیوبندی یا اہل حدیث کے فرقے نہیں بلکہ فرقے صرف دو ہیں۔ ایک فرقہ وہ ہے جو اس ملک میں اسلام کا نفاذ دیکھنا چاہتا ہے اور دوسرا فرقہ وہ ہے جو اس ملک میں اسلام کا نفاذ نہیں دیکھنا چاہتا۔ اصل بات یہ ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام مکاتبِ فکر کے علماء جن کو علماء کہا جا سکتا ہے وہ سب کے سب اس فرقہ میں شامل ہیں جو اس ملک میں اسلام کو نافذ دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے انہیں کتنی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ ہم اپنے احساسات کو، اپنے جذبات کو، اپنے تخیلّات کو، اپنی مختلف چیزوں کو اس مقصد کے لئے چھوڑ سکتے ہیں کہ اسلام آجائے ہماری کوئی بات نہیں۔ ہماری بات اونچی ہو یا نہ ہو۔ اگر اسلام آجائے گا سرورِ کائنات کا علم بلند ہو گا تو ہم سب خود بخود اونچے ہو جائیں گے۔

اس لئے یہ ایک مشترکہ بات ہے جو ذہن میں آجانی چاہئے کہ علماء کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جو اس ملک میں اسلام کو نہیں چاہتا۔ بات وہی ہے جس کی طرف مجھ سے پیشتر کچھ حضرات نے اشارہ کیا ہے کہ تفریق ہے۔ ایک جدید تعلیم یافتہ حضرات ہیں اور ایک قدیم تعلیم یافتہ حضرات ہیں۔ ان کے درمیان حالات نے اس قدر دوری پیدا کر دی ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے ساتھ مصالحت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ علماء حضرات جدید تعلیم یافتہ حضرات کو اس لئے ناگوار سمجھتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جدید تعلیم یافتہ حضرات ان کے علم کو ان کی فقاہت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ تفریق ختم کر دی جائے اور اس بارے میں کوئی مضبوط لائحہ عمل اختیار کیا جائے تو اسلام کے نفاذ کی راہ میں بہت سی رکاوٹیں از خود دور ہو جائیں گی۔

یہ امر واقعہ ہے اور اس وقت کوئی عام اجلاس نہیں ہے جس میں کوئی ایسی بات نہ کہیں کہ جس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ یہ ذرا مخفی بات ہے یا پوشیدہ بات ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں جس کو نہ کہا جائے' صدر محترم موجود ہیں۔ کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ ملک میں جو بھی حادثہ ہوتا ہے یا جو بھی واقعہ ہوتا ہے چاہے ایوان حکومت میں ہو' چاہے عوام میں ہو' حکومت والوں کو عوام کی بات کا کسی نہ کسی طریقے سے علم ہو جاتا ہے اسی طرح ایوان حکومت میں ہونے والی کسی نہ کسی بات کا علم عوام کو ہو جاتا ہے۔ عوام میں ایک بات پائی جاتی ہے کہ صدر صاحب نے شریعت کورٹ بنانے کے لئے جب یہ فیصلہ کیا کہ شرعی عدالت بنائی جائے تو اس میں علماء کو رکھنا چاہا لیکن جج صاحبان نے اس بات سے انکار کر دیا کہ ہم جو لوگ اتنی مدت تک قانون پڑھے ہوئے ہیں ہم اپنے مقابل کسی مولوی کو دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جو تقریباً پاکستان کے تمام پڑھے لکھے لوگوں کو معلوم ہے اور ؎

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اس طرح کی باتیں چھپی بھی نہیں رہتیں۔ اگر یہ بات غلط ہے تو اس کی تردید کی جائے۔ بہرحال اگر یہ بات قولاً نہیں ہوئی تو عملاً ضرور ہوئی ہے کہ شرعی عدالت بنی بھی ہے اور اس میں کسی عالم دین کو رکھا بھی نہیں گیا۔ اس طرح کی دوری کو جب تک دور نہیں کیا جاتا تب تک اس ملک میں اسلام کو مکمل طور پر اور صحیح طور پر نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے اب ہمارے ملک میں ایسے لوگ موجود ہیں جو قدیم علوم پر بھی نظر رکھتے ہیں اور جدید پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ اس فاصلے کو طے کرنے کے لئے جو قدیم اور جدید کے درمیان ہے ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں جو جدید بھی جانتے ہیں اور قدیم بھی جانتے ہیں تاکہ جدید لوگوں کو قدیم لوگوں کے ساتھ اور قدیم لوگوں کو جدید لوگوں کے ساتھ قریب کرنے کا سبب بنے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اخلاص کے ساتھ کوشش کی جائے تو یہ بات ناممکن نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسری بات یہ ہے کہ اسلام کے بارے میں آپ نے جتنے اقدامات یا اعلانات کئے ہیں میں ان کو اعلانات ہی کہتا ہوں۔ مجھے معاف کیجئے کہ یہ اعلانات کو عملی جامہ پہنانے میں نہ جانے کیا رکاوٹیں ہیں جو اب تک درپیش رہیں۔ میں اس بات کو نہیں سمجھ سکتا آپ زیادہ بہتر طور پر شاید اس کی آخر میں وضاحت فرمادیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اعلان جب تک اس پر عمل نہ ہو وہ اعلان نہ صرف اس بات کی عظمت کا اور اچھائی کا سبب نہیں بنتا بلکہ اس کے لئے غلط قسم کے ماحول اور پروپیگنڈہ کو جنم دیتا ہے۔

ایک اور بات یہ ہے کہ میرے نقطۂ نظر سے جو بھی نظام نافذ کیا جائے اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ عوام کو اس کی برکات اور اس کے ثمرات اور اس کے نتائج نظر آئیں۔ اسلام کے نظام کے سلسلہ میں جن حدود کا آپ نے اعلان کیا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر ان حدود کو صحیح طور پر نافذ کیا جاتا اور اب بھی نافذ کیا جائے تو اس ملک میں جرائم ڈھونڈے سے نہ ملیں۔ لوگوں کو پتہ چلے کہ اسلام کی برکات کیا ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ پاکستان کا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اسلام کو ناپسند کرتا ہو لیکن بعض لوگوں کو اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں ہیں۔ اگر اسلام کی برکات ان حدود کی وجہ سے لوگوں کے سامنے آئیں تو وہ لوگ جو غلط فہمیوں کی بناء پر ان حدود کی مخالفت کر رہے ہیں وہ بھی ان کی تائید و حمایت کرتے اور آپ کو اتنی بڑی تائید اور حمایت حاصل ہوتی جو آج تک کسی بھی حکمران کو اس ملک میں میسّر نہیں آسکی۔

یہ ایک امر واقعہ ہے' اعلانات ہوئے ہیں ان پر عمل نہیں ہوسکا۔ اس سلسلہ میں میری دو مثبت تجویزیں ہیں ایک تجویز یہ ہے کہ پرانی عدالتوں کو یکسر ختم نہیں کیا جاسکتا تو میں کہتا ہوں کہ بالکل ختم نہ کریں۔ اگر ہمارے جج صاحبان کے جذبات اس سے مجروح ہوتے ہیں تو ان کے جذبات بالکل مجروح نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ یہ کوئی مقابلے کی بات نہیں' کوئی مخالفت کی بات نہیں لیکن اگر مارشل لاء کے ضابطوں کے تحت فوجی عدالتوں کا قیام عمل میں آسکتا ہے اور اس پر کسی کو تکلیف نہیں ہوتی تو کیا سبب ہے کہ ایک ضابطے کے تحت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نافذ کرنے کے لئے ایک عدالت کا قیام عمل میں نہیں لایا جاسکتا؟ اس عدالت کو قائم کر دیا جائے۔ ایسی عدالت ہو جس میں تمام مکاتب فکر کے مسلّمہ' متقی اور پرہیزگار علماء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور ان کی معاونت کے لئے جج صاحبان میں سے کسی ایک کو یا جدید تعلیم یافتہ حضرات میں سے کسی ایک کو ان کے ساتھ لگا دیا جائے اور باقی عدالتیں اپنی جگہ کام کرتی رہیں۔

اگر باقی عدالتوں کے ساتھ فوجی عدالتیں بھی کام کر سکتی ہیں اور سپیشل ملٹری کورٹس چند اہم امور کے بارے میں قضا کا فیصلہ کر سکتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ شریعت کے بارے میں کوئی عدالت قائم نہیں کی جا سکتی؟ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان چیزوں کے نتائج لوگوں کے سامنے آئیں اور لوگ اسلام کی برکات اور اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہوں' انہیں اندازہ ہو کہ اسلام اگر آ جائے گا تو ان کو کس طرح تحفظ حاصل ہو گا تو میں برملا یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں روٹی' کپڑے اور مکان کے نعرے میں بڑی جاذبیت ہے۔ وہاں مال و جان اور ناموس کے تحفظ میں بھی بڑی جاذبیت ہے۔ اس ملک کا جہاں ایک بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ لوگ روٹی' کپڑے اور مکان کو ترستے ہیں وہاں اس ملک کا ایک بہت بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ لوگ اپنے مال' اپنی جان اور اپنے ناموس کے تحفظ کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں پاتے جو ان کو اس بات کا تحفظ اور یقین دلا سکے۔

آج ہمارے دیہاتوں میں امن عامہ کی جو صورتحال ہے میں ادب کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ صورتحال ایسی نہیں ہے کہ جس کو قابل فخر یا کسی مہذب معاشرہ کے لئے قابل قدر قرار دیا جا سکے۔ غنڈہ گردی عام ہے۔ ابتداء میں اگر مارشل لاء کی سختی کی وجہ سے جرائم میں کمی ہو گئی تھی تو کیا وجہ ہے کہ سرور کائنات نے جو جرائم کی بیخ کنی کے لئے قوانین اللہ کے حکم سے عطا کئے ہیں ان کے نفاذ سے جرائم میں کمی نہ آئے؟ علمائے کرام کا مجمع ہے' میں کوئی لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کی خدمت میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ان قوانین کا نفاذ ہوا تھا تو وہ قوم مہذب نہ تھی۔ مجھے معاف کر دیں وہ لوگ جو تدریج کے قائل ہیں' میں تدریج کا قطعاً قائل نہیں۔ ابھی تک 32 سال میں تدریج کا عمل پورا نہیں ہوا۔ 32 سال پاکستان کو بنے ہوئے ہو گئے لیکن اب تک تدریج' تدریج' پتا نہیں یہ تدریج ہماری زندگیوں کے ختم ہونے تک بھی ختم ہو گی یا نہیں۔ آخر کسی دن تو نقطۂ آغاز ہو گا' کسی دن تو پہل کی جائے گی' کسی دن تو ابتداء کی جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب بھی ابتداء کی جائے گی تو چور کا ہاتھ کاٹنے ہی سے کی جائے گی۔ جب بھی ابتداء کی جائے گی زانی کو سنگسار کرنے سے ہی کی جائے گی' جب بھی ابتداء کی جائے گی شراب پینے والے کو کوڑے مارنے ہی سے کی جائے گی کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلامی قانون اس وقت نافذ کئے جائیں گے جب معاشرہ اچھا ہو جائے گا۔ جب معاشرہ اچھا ہو جائے گا تو کوڑے مولانا عبدالرحمٰن کو مارے جائیں گے؟ یہ عجیب بات ہے۔ جب لوگ نیک ہو جائیں گے تو کوڑوں کی ضرورت کیا رہ جائے گی۔ مجھے یہ فلسفہ سمجھ نہیں آتا کہ جب معاشرہ درست ہو جائے پھر اسلامی سزا ہو گی سے مراد کیا ہے۔ بھائی جب معاشرہ درست ہو جائے گا تو کیا پھر صالحین کو کوڑے مارنے ہیں؟ معاشرے کو درست کرنے کے لئے ہی کوڑے مارے جاتے ہیں۔ معاشرہ میں سے عصمت کے لٹیروں کو مٹانے کے لئے سنگسار کیا جاتا ہے۔ معاشرے میں لوگوں کے مال سے کھیلنے والوں کے ہاتھوں کو کاٹا جاتا ہے۔ اگر کوئی بہتان باندھنے والا ہی نہیں رہے گا تو پھر کس کو ڈھونڈیں گے کہ آؤ بھائی ہمیں تھوڑی سی زبان دکھاؤ ہم زبان کاٹ لیں عجائب گھر میں رکھنی ہے۔

یہ ساری سزائیں جو ربّ کائنات نے رحمت کائنات کے ذریعے ہم کو عطا کی تھیں' وہ اس لئے تھیں کہ ربّ اپنے بندوں کے معاملات کو سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مارشل لاء کے ضابطے عارضی ہیں' وہ جانتا تھا کہ رومن لاء کے ضابطے جرائم کی بیخ کنی نہیں کر سکتے' وہ جانتا تھا کہ اٹلی' امریکہ اور روس کے قانون جرائم کو نہیں مٹا سکتے۔ وہ جانتا تھا کہ دنیا سے جرائم کا خاتمہ کر سکتا ہے تو ربّ کا دیا ہوا قانون جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دیا گیا ہے وہی کر سکتا ہے اور یہی بات عین حقیقت ہے۔ اسلامی معاشرے میں جرائم کا خاتمہ اس لئے ہو جاتا تھا کہ اسلام کا ایک دبدبہ تھا' اسلام کا ایک وقار تھا' اسلام کا ایک جلال تھا۔ اگر یہ نہ رہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے وہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ جو اسلامی قوانین کے نفاذ کا اصل مقصد ہیں۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کا مقصد یہ نہیں کہ لوگ کہیں اسلام کو نافذ کر دیا جائے بلکہ اسلامی قوانین کے نفاذ کا مقصد یہ ہے کہ معاشرہ میں برائیوں کا خاتمہ اسلامی نقطۂ نظر سے کیا جائے اور ایک ایسا ضابطہ دیا جائے' جس کے ذریعے اسلام بتاتا ہے کہ معاشرے سے برائیاں مٹ جاتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صدر محترم!

میں ادب سے کہتا ہوں، ہمیں آپ کی نیت پر کوئی شبہ نہیں ہے لیکن ہماری زبان میں یہ کہا جاتا ہے کہ بعض اقدامات خلوص نیت سے کئے جاتے ہیں لیکن بے دلی سے کئے جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ عساکر پاکستان کے سربراہ کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس نے کوئی اقدام کیا اور بے دلی کے ساتھ کیا۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ عساکر پاکستان کے سربراہ نے کوئی قدم اٹھایا ہے تو اسی عزم کے ساتھ اور اسی عزم بالجزم کے ساتھ کہ جو عساکر پاکستان کا خاصا رہا ہے اور جس پر قوم ناز کرتی ہے۔ اس لئے شرمانے کی کیا بات ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا۔ کتنے زانی ہیں، کتنے چور ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں ایک ہزار میں ایک چور بھی نہیں ہو گا۔ بات یہ ہے کہ چوروں نے پورے معاشرے کو گندا کر رکھا ہے۔ چھ سات مولویوں کے ہاتھوں میں چھری پکڑا دیجئے ان کو کہئے چوروں کے ہاتھ کاٹ دیں اور پھر مولویوں کی چھری دیکھ کر اگر کوئی چوری کرنے آگیا تو ہماری گردن کاٹ دیجئے۔ اصل میں بات کیا ہے۔ میں کسی قانون کا مضحکہ نہیں اڑاتا اگر اڑا بھی دوں تو کیا حرج ہے اس لئے کہ انگریزوں کا دیا ہوا قانون ہے۔ کوئی ہمارے باپ دادا کا قانون تھوڑا ہے۔ اس قانون میں یہی ہوتا ہے کہ چور چوری کرتا ہے اور اس کو اس بات پر جرأت یہ چیز دلاتی ہے کہ ایک اچھا وکیل کر لیں گے تو بچ جائیں گے، قانون کا ضابطہ کچھ ہلکا ہو جائے گا، معافی مل جائے گی، اس طرح کی باتوں سے جرائم پر انگیخت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جس معاشرے میں ایسا قانون نافذ ہو کہ جس قانون کے لانے والے نے یہ کہا تھا کہ

لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدھا

کائنات کی بڑی سے بڑی ہستی بھی اگر کسی جرم کا ارتکاب کرے گی تو محمدؐ اس پر بھی اللہ کی سزا کو نافذ کرے گا ——— پھر کسی کو جرأت نہیں ہوگی اس لئے میں ادب سے کہتا ہوں کہ آپ نے علماء کرام کی تقریریں سنیں، طرز ادا میں تعبیر میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس بارے میں کوئی اختلاف کی گنجائش نہیں کہ تمام مکاتب فکر یہ چاہتے ہیں اور کون نہیں چاہے گا کہ جس کی بیٹیاں موجود ہیں۔ جس کے گھر میں بچیاں موجود ہیں وہ چاہے گا کہ اس ملک کی رکھوالی خدا کا قانون کرے، کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کے قانون کے علاوہ کوئی قانون دنیا کے بھیڑیوں کو اس کی بیٹیوں کی عصمت کو لوٹنے سے نہیں روک سکتا۔ ہم چاہتے ہیں اس ملک میں قانون آئے اور میں آپ کو صاف بتاتا ہوں کہ یہاں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ فرقے صرف دو ہیں۔ ایک فرقہ وہ ہے جو اس ملک میں اسلام کو دیکھنا چاہتا ہے اور دوسرا فرقہ وہ ہے جو اسلام کو نہیں دیکھنا چاہتا۔ ہم متفقہ طور پر چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام آئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رکاوٹوں کے سلسلہ میں' میں نے یہ بات عرض کی تھی کہ اس کے لئے ذرا جرأت رندانہ' رندانہ کا لفظ کہوں تو شاید مناسب نہ ہو لیکن ذرا جرأت مومنانہ کی ضرورت ہے۔ آپ قدم اٹھایئے اور پوری توانائی اور قوت کے ساتھ اٹھایئے بصورت دیگر میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ نہ صرف آپ اور آپ کا اعلان مجروح ہوتا ہے' بلکہ لوگ اسلام کے بارے میں بھی گفتگو کرتے ہیں۔ عام لوگ جو اسلام اس ملک میں نہیں چاہتے وہ یہ نہیں کہتے کہ اسلام کے ضابطے ابھی اس ملک میں نافذ نہیں ہوئے' وہ یہ کہتے ہیں کہ دیکھئے اسلام آگیا ہے' پھر کیا ہو گیا ہے' چوریاں بڑھ گئی ہیں' زنا ہو رہے ہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالتے ہیں کہ اسلام آچکا ہے۔ دیکھو اسلام آنے کے بعد کیا جرائم میں کمی ہوئی ہے؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ اسلام جب آتا ہے وہ اپنی برکات ساتھ لیکر آتا ہے' لوگوں کو ثمرات نظر آنے چاہئیں۔ اس کے لئے میں نے ایک تجویز پیش کی ہے۔ علماء کرام ناموں پر بھی متفق ہیں' کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ بھی لوگوں نے بات بنائی ہوئی ہے کہ مولوی کسی دوسرے مولوی کے نام پر متفق نہیں ہو سکتے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ تمام مکاتب فکر اپنے اپنے مکتب فکر کے علماء کے برگزیدہ لوگوں پر متفق ہیں اور ان میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے بارے میں جو ڈاکٹر صاحب نے ارشادات ابتداء میں کئے اور اس کی کارکردگی جو بیان کی اس میں یہ کیا کہ کونسل مشورہ دیتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایسا ادارہ ہونا چاہئے جس میں یہ نہ دیکھا جائے کہ ایسے علماء کو لایا جائے جو حکومت کی ہاں میں ہاں ملا سکتے ہیں یا نہیں' بلکہ اس میں ان علماء کو رکھا جائے جن کے تقویٰ کے بارے میں اور جن کے علم کی وسعت اور گہرائی کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔ پچھلے ادوار میں یہی ہوتا رہا ہے' مجھے معاف کر دیں پچھلے ادوار میں بھی جو لوگ.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی کی طرف میرا اشارہ نہیں ہے لیکن ہوتا یہ رہا کہ جو حکومت کا مخالف ہے کسی وجہ سے ' کسی اچھی بات کو اچھی کہتا ہے اور بُری کو بُری۔ اس کو کہتے ہیں کہ ذرا دور رکھو' قریب نہ آجائے اور ایسے لوگوں کو لایا جاتا ہے وہ جو ہاں میں ہاں ملانے والے ہوں۔ ہاں میں ہاں ملانے والوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا' اس سے چند روز کے لئے تعریف تو ہو جاتی ہے لیکن عوام میں جو بے دلی' برہمی اور نفرت پھیلتی ہے اس کا وہ لوگ مداوا نہیں کر سکتے کیونکہ ان کا کوئی مقام عوام میں نہیں ہوتا۔

اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں اچھے لوگوں کو مشاورتی کونسل میں رکھا جائے' اچھے لوگ جو عالم بھی ہوں اور ساتھ ساتھ اہل تقویٰ بھی ہوں اور ان کی حیثیت صرف یہی نہ ہو کہ مشورہ دیدیا ہے مانیں یا نہ مانیں' بلکہ ان کی یہ حیثیت ہو کہ وہ حکومت پر اثرانداز ہو سکیں اور کہہ سکیں کہ ہم نے جو بات بتائی ہے وہ کتاب وسنّت کی روشنی میں بتائی ہے اور ایک حکمران جس نے کتاب وسنّت کی حفاظت کا حلف اٹھایا ہوا اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کیا ہو وہ کتاب وسنّت کے مقابلے میں اپنی رائے کو پیش نہیں کرے گا۔ اس کو بات ماننی پڑے گی۔ اس کی حیثیت صرف مشورہ دینے کی نہ ہو' بلکہ اس کے مشورے کی حیثیت افتاء کی ہونی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو دارالافتاء یا جو بھی اس کا نام لے لیجئے' اس کا مرتبہ اور اس کا عہدہ اس طرح ہونا چاہئے کہ کتاب وسنّت کی روشنی میں بحث ومباحث کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے اس کی رائے حرف آخر ہو اور اس میں کسی قسم کی کوئی گنجائش نہ ہو بات کرنے کی کہ حکمران کی مرضی ہو تو مان لے' مرضی ہو نہ مانے اور اگر حکمران چاہے تو کسی مسئلہ میں مشورہ مانگے یا نہ مانگے حکمران کی مرضی مقدّم نہیں ہونی چاہئے جس طرح کی عدالت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اسلام سے متصادم قوانین کو عدالت میں جا کر چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی آدمی بھی دارالافتاء کو خط لکھ کر ان کی توجہ مبذول کرا سکے کہ یہ بات کتاب وسنّت کے خلاف ہے اور وہ افتاء کا مرکز ہو وہ کتاب وسنّت کی روشنی میں علماء اکابر واسلاف اُمّت کے اقوال کی روشنی میں' ان کی تعبیرات اور ان کی توضیحات کی روشنی میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء سے مشورہ کر کے جو اس میں موجود ہوں یا باہر سے بھی چاہے تو مشورہ کر کے اس کے بارے میں فتویٰ دے کہ یہ بات غلط ہے یا صحیح ہے اور فتویٰ کو عدالت میں بھی چیلنج نہ کیا جا سکے۔ یہ

' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ'

www.KitaboSunnat.com

شریعت بل کے محرک

قاضی عبداللطیف اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شریعت بل پر رائے کا ایک انداز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ اسلام کے ایک قانون کے لئے برسوں گزر جائیں اور اس کا کوئی فیصلہ نہ ہونے پائے۔ اس سے بھی لوگوں کے اندر اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسلام ایک واضح اور روشن مذہب ہے۔

جہاں تک زکوٰۃ کے سوال کا تعلق ہے' میرے دوستوں نے اس سلسلہ میں کچھ غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کچھ کمیٹیاں تشکیل دے دی جائیں' جو ان امور کے بارے میں کسی حتمی نتیجے پر پہنچ کر آپ کو یا جس ادارے کو آپ چاہیں اس کو اپنا فیصلہ پیش کر دیں تو یہ بات اس سے بہتر ہوگی کہ عام مجمع میں یہ کہا جائے کہ حولان حول یا مقدار زکوٰۃ اور نصاب کے بارے میں اختلاف ہے۔ اگر ایک کمیٹی بن جائے تو وہ اس کے متعلق ساری گفتگو کر کے آپ کی خدمت میں یا کسی ادارے کی خدمت میں جس کو آپ کہیں پیش کر دے۔

تیسری بات فقہی اختلافات کی ہے۔ میں ایمان داری سے یہ بات سمجھتا ہوں۔ میں اس لحاظ سے اپنے آپ کو بہت کم تر محسوس کرتا ہوں کہ دین کی خدمت کے میدان میں میری مدت بہت ہی مختصر سی ہے۔ دین کی خدمت کے میدان میں میرا ایمان داری سے ایک نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ اگر حکومت اختلافات پھیلانے کی بات کو نہ چاہے تو اختلاف نہیں پھیل سکتے۔ یہ بات میں آپ کے بارے میں تو نہیں کہتا لیکن سابقہ حکومتوں کے بارے میں مجھے تجربہ ہے۔ تین حکومتیں ہم ہنڈا چکے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے یہ چوتھی حکومت چل رہی ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ بعض دفعہ حکمران اپنی مصلحتوں کے لئے اختلافات پیدا کرتے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ آپ ایسا کریں گے۔ میرا مطمحِ نظر یہ ہے کہ اختلافات پیدا کرنے کا بہت بڑا سبب حکمرانوں کی اپنی مصلحتیں ہوتی ہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ رموزِ مملکت خویش خسروان دانند۔

بہرحال ہم نے دیکھا ہے اور ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس میں اختلافات پیدا نہ ہوں تو میں یہ بات بالکل واضح طور پر کہوں گا کہ کسی بھی فرقے کو جو کہ اس لحاظ سے فرقہ نہ ہو کہ اسلام کے نفاذ کے مقابلے میں فرقہ ہو' جو بعض فروعی اختلافات ہیں یا حقوق کی بات ہے تو اگر حکومت تمام مکاتبِ فکر کے حقوق کا عدل و انصاف کے ساتھ جائزہ لے اور ان کے حقوق کو پورا کرے' کسی کی حق تلفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہواس سے چھین کر اس کو نہ دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی کے دل میں تلخی پیدا نہیں ہوگی۔ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں، جن پر اختلافات جنم لیتے ہیں اگر حکومت حزم و احتیاط سے کام لے تو وہ اختلافات بھی پیدا نہیں ہوسکتے۔

باقی بات وہ ہے جو قانون سازی کے سلسلہ میں کہی گئی ہے اور جو ہماری شیعہ بھائیوں کی طرف سے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے ذہنوں میں یہ بات ہے، نہ ہم تصوّر لیکر آئے ہیں کہ صدر محترم نے کوئی وعدہ کیا ہے تو وہ کیا ہوگا؟ انہوں نے وعدہ کیا ہوگا۔ ہمیں معلوم نہیں۔ میرے بھائی نے یہ اشارہ کیا تھا کہ شاید اس وعدہ سے ہٹانے کے لئے ہم تقریریں کر رہے ہیں۔ ہمیں پتہ ہی نہیں کہ وعدہ کیا ہے اور معلوم نہیں کہ وعدہ کیا گیا ہے یا نہیں۔ ہمیں کسی بات کا علم نہیں ہے۔ اس لئے ہم کوئی تحفظّات اپنے ذہن میں لیکر نہیں آئے۔ میں ایک بات کہتا ہوں اور وہ انصاف کی بات ہے اور سب کے لئے یکساں ہے وہ ہے کہ اگر یہاں ہم چاہتے ہیں کہ اسلام آئے تو خدا کے لئے اتنا تو سوچو کہ اگر ہم رومن لاء برداشت کرتے رہے ہیں، اگر ہم انگریز کا قانون یہاں برداشت کرتے رہے ہیں اور آج تک کر رہے ہیں تو سرور کائنات صلعم کا نام آجائے گا تو اگر کوئی بات میرے مسلک کے خلاف بھی ہوگی تو کوئی قیامت نہیں آجائے گی۔ یہاں نام تو مدینے والے کا موجود ہے۔ نام تو اسلام کا موجود ہے۔ نام تو قرآن کا موجود ہے۔ نام تو مصطفیؐ کا موجود ہے۔ پھر کیا اگر ہم میں اتنی رواداری ہے کہ ہم انگریز کے قانون کو ماننے کے لئے تیار ہیں اور اگر ہم ایک لمحے کے لئے تعصبات سے بالاتر ہو کر سوچیں۔ میں اپنے تعصّب سے الگ ہوتا ہوں، آپ اپنے تعصّب سے الگ رہیں تو یہ شرم کی بات ہے کہ وہ انگریز جس نے ہم سب کے اکابر کو پھانسیوں پر لٹکایا۔ جس نے اس ملک میں جلیانوالہ باغ کی تاریخ کو پیدا کیا۔ وہ انگریز جس نے ہمیں غلام بنایا۔ جس نے ہمیں ہی غلام نہیں بنایا ہماری ذہنیت کو بھی غلام بنایا۔ ہمارے جسموں کو بھی غلام بنایا۔ ہماری عقلوں کو بھی غلام بنایا۔ اس کا قانون تو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں، لیکن اللہ اور رسول صلعم کا قانون ماننے کے لئے ہم تیار نہیں ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ اس کی تعبیر میرے یا کسی اور مسلک کے خلاف ہے۔ تعبیر کا تو اختلاف ہے اور تو کوئی اختلاف نہیں۔ کوئی مومن اللہ اور رسول صلعم کے بارے میں اختلاف کی جرات نہیں کر سکتا۔ شافعی ہو، حنفی ہو، مالکی ہو،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث ہو' شیعہ ہو' بریلوی ہو یا جو مرضی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایک لمحہ کے لئے سوچیں کہ اگر اس وجہ سے ان لوگوں کو انگریزی قانون کو باقی رکھنے کا موقع ملتا ہے تو کیا ہم قیامت کے دن مجرموں کی صف میں تو کھڑے نہیں ہوں گے۔

آپ اسلامی قانون کو آنے تو دیں۔ آجائے گا تو پھر اس میں کچھ نہ کچھ اصلاح بھی ہو جائے گی۔ اب اگر ہم آنے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جائیں کہ ادھر سے گاڑی کو ہم گزرنے ہی نہیں دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم وہ لوگ جو اہل علم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کو سوچنا چاہئے کہ ربّ کی بارگاہ میں جب ہماری پُرسش ہوگی تو ہمیں پتہ نہیں کہ کس صف میں کھڑے ہوں گے۔ دین کو آنے تو دیں۔ تعبیر ہی ہے نا۔ ہم کہتے ہیں کہ تعبیر جو صحابہ کرامؓ کی ہے وہ معتبر ہے۔ جس میں اہل بیت بھی شامل ہیں۔ شیعہ بھائی کہتے ہیں کہ اہل بیت کی معتبر ہے۔ اختلاف کیا ہے۔ اہل بیت بھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں۔ پھر صرف نقطۂ نظر کے اختلاف کی بنیاد پر اس سلسلے میں رکاوٹ ڈالنا اور اس کو کھچاؤ اور تناؤ کا سبب بنانا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہوگا اس لئے کہ پھر وہی بات ہوگی جو مجھ سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے کہی ہے کہ پھر اعداد و شمار کے مطابق ہر چیز الگ ہوگی۔ پھر عہدے بھی الگ ہوں اور مناصب بھی الگ ہوں۔ اس سے تو اتنی بات پھیلے گی کہ کسی کے حق میں بہتر نہیں ہوگی' نہ ملک کے حق میں اور نہ ملّت کے حق میں۔

ہم اس لحاظ سے بدقسمت ہیں کہ پہلے ہی نسلی عصبیتوں میں اور لسانی عصبیتوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اب اگر ہم ان عصبیتوں کو لیکر ان کے ساتھ اور عصبیتوں کا اضافہ کر کے اسلام کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ہم ملک کی خدمت کریں گے یا ملّت کی خدمت کریں گے یا اللہ رسولؐ کی خدمت کریں گے۔ کسی کی خدمت نہیں ہوگی۔ اس لئے میں ادب کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں تھوڑی سی رواداری کا برتاؤ ہونا چاہئے۔ باقی رہا اکابر کا مجھ سے پہلے ایک بزرگ نے کہا تھا کہ کسی کے اکابر کو برا نہیں کہنا چاہئے۔ چاہے وہ کسی طرح کے ہوں۔ بہرحال پاکستانی ہونے کی حیثیت سے پاکستان کی طرف سے ہم پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ ہم پاکستان کے تحفظ اور بقا کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح برتاؤ نہ کریں' جس سے باہم جذبات مجروح ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری بات جو اس سلسلے میں میں عرض کروں گا صدر محترم! وہ بات براہ راست آپ سے متعلق ہے اور وہ یہ کہ جب یہ بات کہی جاتی ہے کہ اتنا خلاء نہیں ہونا چاہئے اصل میں اس میں بھی آپ کی تائید مقصود ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ آپ ایک کام کو خود نہیں کر سکتے یا آپ کے جو رفقاء ہیں وہ نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ٹیم کی ضرورت ہے چھوٹے چھوٹے جو قصبے اور دیہات ہیں ان میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ آپ کو ان سے آگاہی نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے ایک نظام حکومت بنایا جاتا ہے تاکہ جو حکمران ہیں ان کو تمام لوگوں کے حالات اور واقعات کی خبر پہنچتی رہے۔ میں اس کو بھی اسلام کا حصہ سمجھتا ہوں کہ جب تک صدر محترم آپ کی بیک پر کوئی جماعت نہیں ہوگی' آپ کے ساتھ کوئی گروہ نہیں ہوگا جو آپ کے اقدامات کی تائید و حمایت کے ساتھ ساتھ اس پر نگرانی اور احتساب بھی کرے۔ مواخذات کرے کہ آیا ان اقدامات کو روبہ کار لایا جا رہا ہے یا نہیں آپ کتنے اقدامات کر رہے ہیں۔ راولپنڈی اور اسلام آباد میں بیٹھ کر آپ چاہے کتنی نگرانی کر لیں دور دراز کے علاقوں میں آپ نگرانی نہیں کر سکتے۔ اس لئے ادب کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ جو بات آپ کے ذہن میں ہے اس کے بارے میں بھی آپ کو کوئی فیصلہ کرنا چاہئے اور یہ بات بھی میں اسلامی نظام کے ضمن میں کہہ رہا ہوں۔ آپ اگر خلوص کے ساتھ اسلام کو نافذ کرنا چاہتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ یہ عملاً نافذ ہو جائے اس لئے نہیں کہ آپ نافذ کریں اور اس پر عمل درآمد نہ ہو۔ ایک ایسا گروہ آپ کے ساتھ ہونا چاہئے جو آپ کو اس بات سے آگاہ کرتا رہے کہ آیا ملک بھر میں اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے۔ میں یہ بات اشارے میں عرض کر رہا ہوں کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر بات تفصیل کے ساتھ کہی جائے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہمیں وہ دن دیکھنا نصیب کرے کہ جب ہم اپنی آنکھوں کے سامنے ربّ کا عطا کیا ہوا اور سرور کائنات کا لایا ہوا دین اس ملک میں رائج اور نافذ دیکھیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مارشل لاء دور حکومت میں انگریز کی مشہور عالم پالیسی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے اصول کو پوری طرح اپنا یا گیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ کو ایک سازش کے ذریعے ناکام بنا دیا گیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ کی ناکامی مسلمانان پاکستان کے لئے اتنا بڑا نقصان ہے کہ جس کی تلافی ناممکن ہے۔ اس وقت کی لیڈر شپ کی نا اہلی اور خود غرضی اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ سیاسی رہنما ایک دوسرے کو ناکامی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں لیکن عوام کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ تو مولانا مفتی محمود، مولانا مودودی، مولانا شاہ احمد نورانی، ولی خان، نصر اللہ خان اور اصغر خان کے لئے ٹینکوں سے نہیں ٹکرائے تھے۔ پہیہ جام ہوا تو ٹرینوں کے سامنے ڈٹے ہوئے نہتے مسلم مسجد کے گنبد آج بھی گواہ ہیں۔ مسجد شہداء کے مینار آج بھی وہ مناظر نہیں بھولے۔ 9 اپریل اور 22 اپریل کو لیڈر بھولیں تو بھولیں پورے ملک کے عوام کیسے بھول سکتے ہیں۔ ناقابل یقین قربانیوں کی تاریخ .... کس کے لئے مرتب ہوئی۔ صرف اور صرف نظام مصطفیٰ کے لئے۔ پھر سیاسی زعماء آپس میں لڑے کیوں؟ عوام کی قربانیوں اور پذیرائی کو صرف اور صرف اپنے ہی لئے مخصوص کیوں سمجھنے لگے۔ اگر سیاسی مقاصد پورا کرنا مقصود تھا تو پھر سیاسی تحریک کو مذہبی تحریک کا رنگ کیوں دیا؟ راقم نے مرحوم مفتی محمود صاحب سے ایک دفعہ پوچھا کہ کیا تحریک نظام مصطفیٰ سی آئی اے کی تحریک تھی؟ انہوں نے پوری توجہ سے بات سنی اور گہری نظروں سے دیکھ کر ٹھنڈا سانس لیا اور خاموش ہو گئے۔ آخر عمر میں جلسوں میں برملا کہتے تھے کہ جماعت اسلامی نے ان کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی ہے۔ یعنی قومی اتحاد کو مارشل لاء حکومت میں شامل کرا دیا اور یوں قومی اتحاد وقت سے پہلے ٹوٹ گیا۔

قومی اتحاد کی جماعتوں کا مارشل لاء حکومت میں شامل ہونا ایک فاش سیاسی غلطی تھی۔ گیارہ سالہ مارشل لاء دور برقرار رہنے کی تمام تر ذمہ داری انہیں پر عائد ہوتی ہے۔ مرحوم مفتی محمود نے اس بات کو سمجھ لیا تھا مگر پانی سر سے گزر چکا تھا اور شاید اسی غلطی کی تلافی کے لئے وہ ایم آر ڈی کے قیام کے سلسلے میں تگ و دو کر رہے تھے کہ خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا۔

مارشل لاء حکومت نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ اس ملک میں اصل طاقت دینی جماعتیں ہیں۔ غیر مذہبی جماعتیں "ووٹ پاور" تو رکھتی ہیں لیکن "سٹریٹ پاور" ان کے پاس مفقود ہے۔ ان کے مقابلے میں دینی جماعتوں کے پاس مدارس اور مساجد قلعوں کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ ہر وقت ان کے پاس مدارس کے طلبہ کی صورت میں کارکنوں کی کھیپ موجود ہوتی ہے چنانچہ مارشل لاء حکومت نے پہلے تو ان دینی سیاسی جماعتوں کو حکومت میں شامل کر کے مشکوک کر دیا۔ اس کے بعد ایک ایک جماعت کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دینی جماعتوں کی قوت کو ختم کر کے رکھ دیا۔

"شریعت بل" بھی ایک ایسی ہی کوشش تھی۔ اس مسئلے پر علماء کو جس طرح آپس میں ٹکرا دیا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ سرکاری اور مراعات یافتہ علماء کے مقابلے پر صف اوّل میں علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولانا فضل الرحمٰن شامل تھے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر تو اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے صرف اور صرف "شریعت بل" ہی کا پوسٹ مارٹم کرتے رہتے تھے چنانچہ جب جنگ فورم میں جانبین کو بلانے کا فیصلہ ہوا تو شریعت بل کے خلاف مقدمہ علامہ صاحب نے ہی پیش کیا۔ یہ ایک عدالت کا منظر تھا جس میں سابق ججوں پر مشتمل ایک پینل جناب ایس ایم ظفر کی سربراہی میں بیٹھا تھا اور فریقین اپنا اپنا مؤقف پیش کر رہے تھے۔ شریعت بل کے حامیوں میں

(1) ..... ڈاکٹر اسرار احمد

(2) ..... قاضی عبداللطیف

(3) ..... قاضی حسین احمد

(4) ..... مولانا وصی ظفر ندوی

(5) ..... مولانا مفتی محمد حسین نعیمی

(6) ..... مولانا اجمل خان جیسے علماء شامل تھے۔ جبکہ مخالفت کرنے والوں میں علامہ احسان الٰہی ظہیر کے علاوہ

(1) ..... مولانا امیر حسین شاہ گیلانی

(2) ..... مولانا عبدالستار خان نیازی

(3) ..... علامہ ساجد نقوی اور

(4) ..... مرحوم پروفیسر وارث میر تھے جنہوں نے اپنا وقت علامہ صاحب کے اصرار پر انہیں دیدیا تھا۔ وارث میر مرحوم کی شریعت بل پر تحریریں اپنے مخالفین کو زچ کر دینے والی تھیں۔ علامہ صاحب مکمل تیاری سے آئے تھے۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں مخالف پینل ہی کے ممبران کے مختلف مواضع پر اخبارات میں شائع ہونے والے بیانات کے تراشے پیش کئے۔ جنگ فورم کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا، سب سے مشکل اور سب سے لمبا فورم تھا۔ جس کی وڈیو کیسٹ بھی بنائی گئی تھی۔ پورا مذاکرہ دو وڈیو فلموں میں تھا لیکن افسوس کہ شروع میں وڈیو فلم فورم کے دوران ہی سے غائب کرا دی گئی جو یقیناً شریعت بل کے کسی حامی کا کارنامہ تھا کیونکہ علامہ صاحب نے جو مقدمہ شریعت بل کے حامیوں پر پیش کیا تھا اس قدر جاندار اور پر دلائل تھا کہ شریعت بل کا حامی پینل بے بس نظر آتا تھا۔

شریعت بل پر جنگ فورم علامہ صاحب کی شہادت سے صرف دو ہفتے پہلے کی بات تھی۔ اس روز تیز بارش ہو رہی تھی لیکن موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

جنگ فورم جمعہ میگزین میں 14 تا 20 نومبر 1986ء کو شائع ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جنگ: علامہ صاحب آپ کو معلوم ہے کہ سینٹ میں دو سینیٹروں قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق نے شریعت بل پیش کیا ہے۔ اس کے بعد ایک اور شریعت بل آیا جو پھاٹ کی صورت میں شائع ہوا ہے پھر اب ایک جامعہ نعیمیہ نے شائع کیا آپ کا ان کے ساتھ اختلاف ہے یا ان میں سے کون سا ہے جس کے آپ حق میں ہیں؟

علامہ احسان الٰہی ظہیر: میرا سب سے پہلا اعتراض یہ کہ شریعت بل کو غیر آئینی اسمبلیوں کو تسلیم کروانے کے لئے پیش کیا گیا ہے جو بل سینٹ میں پیش کیا گیا وہ صدر کے ریفرنڈم کی بالادستی منوانے کی بھرپور کوشش ہے حالانکہ اس ریفرنڈم کی بھی کوئی آئینی حیثیت نہیں ہے۔ اب آپ اس بل کی تمہید کو پڑھیں اس میں لکھا گیا ہے کہ چونکہ موجودہ ریفرنڈم اور انتخابات میں عوام نے صدر مملکت اور پارلیمنٹ کو شریعت بل کے عملی نفاذ کے لئے منتخب کیا ہے یعنی اس میں ریفرنڈم کو بھی تقدس دینے کی کوشش کی گئی اور پارلیمنٹ کو بھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس حکومت نے آرڈیننس کے ذریعے اس ملک میں حدود اور تعزیرات کو نافذ کیا۔ اس سے شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کیسے کیا جائے۔ پورے ملک میں جو اسلامی دفعات اور حدود نافذ کی گئیں انہیں رشوت اور بدعنوانی میں اضافہ کرنے کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔ آپ نے اخبارات میں دیکھا ہو گا کہ ایک شہر کی طوائفوں نے رٹ دائر کی ہے کہ ہمارے قانونی کاروبار میں مداخلت کرتے ہوئے ایک تھانہ قائم کیا گیا جس سے ہمارے قانونی کاروبار میں خلل پڑتا ہے۔ ایک طرف یہ حکومت اسلامی حدود کی بات کرتی ہے دوسری طرف بازار حسن بھی قائم ہیں۔ یہ خبر بھی شائع ہو چکی ہے کہ بھٹو دور میں جوئے پر جو پابندی عائد کی گئی تھی موجودہ حکومت نے اسے ختم کر دیا۔ ریس کورس کے جوئے سے حکومت بارہ کروڑ روپے ماہانہ آمدن حاصل کرنے کا اعلان کرتی ہے۔ اس حکومت سے شریعت بل نافذ کروانا ہی اسلام کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس شریعت بل کو صدر ضیاء الحق کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہے اور اس کا اظہار بھی بر سرعام کر چکے ہیں اور کہہ چکے ہیں کہ ممبران اسمبلی پر شریعت بل کی منظوری کے لئے دباؤ ڈالنا چاہئے۔ یوں صدر صاحب اس بل کے ذریعے اپنے ریفرنڈم کی تائید کروانا چاہتے ہیں۔ پھر ایک اور بات یہ ہے کہ شریعت بل کے نفاذ میں وہی جماعتیں اور افراد پیش پیش ہیں جو صدر صاحب کے گروپ میں شامل ہیں۔ بنیادی طور پر یہ بل وزیر اعظم اور صدر کے اختلاف کی پیداوار ہے اور صدر اس کو وزیر اعظم کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں اس بل کو منظور کروانے میں ایسے مذہبی رہنما بھی شامل ہیں کہ جب صدر نے کہا انتخابات حرام ہیں تو ان رہنماؤں نے بھی کہا کہ یہ حرام ہیں جب صدر نے کہا اسلام میں جمہوریت نہیں ہے تو ان رہنماؤں نے کہا جمہوریت واقعی اسلام میں نہیں ہے اور یہ رہنما خود ہی ووٹ لینے بھی چل پڑے اور سینٹ اور اسمبلیوں میں بھی پہنچ گئے۔ صدر اگر کہتے ہیں کہ اسلام میں سیاسی جماعتیں نہیں ہوتیں تو یہ علماء بھی یہی کہتے ہیں مثلاً مولانا معین الدین لکھوی کا یہ مؤقف ہے کہ انتخابات اور جماعتیں حرام ہیں جبکہ خود وہ اپنے آپ کو ایک جماعت کے امیر بھی کہتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ شہید صلاحی کی ایک تقریب کے بعد متوازی گروپ کے میاں فضل حق اور کینیڈا کے شیخ محمود مراد کے ہمراہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتخابات کو انہوں نے شیطانی چرخہ قرار دیا اور پھر ان میں حصہ بھی لیا۔ یہی علماء اب شریعت بل کے حامی ہیں۔ شریعت بل پر میرا دوسرا بڑا اعتراض یہ ہے کہ یہ شریعت بل فرقہ واریت پھیلائے گا۔ اب اس میں آپ اس مسودہ کو بھی خواہ سامنے رکھ لیں جو جامعہ نعیمیہ کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس میں بھی فرقہ واریت پھیلائی گئی ہے۔ مثلاً اس میں لکھا گیا ہے کہ اجماع امت اور اجتہاد بھی شریعت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مختلف فرقے جو تشریحات کریں گے وہ بھی شریعت ہوگی اور یوں فرقوں میں آپس کی لڑائی بڑھے گی پھر ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اجماع امت کے ذریعے بھی شرعی قانون بنا سکتے ہیں لیکن جب اجماع کا ذریعہ اسمبلی موجود ہے تو پھر اس کے سر پر ایک اور قانون ساز ادارہ بھی بٹھانا چاہتے ہیں۔ جب اجماع کا فیصلہ خود شریعت ہے تو پھر وفاقی شرعی عدالت اسے چیلنج کیسے کر سکتی ہے۔

جنگ: لیکن جو ترمیمی مسودہ جامعہ نعیمیہ کی طرف سے شائع ہوا ہے اس کے بارے میں ان کا موقف یہ ہے کہ اس میں سے فرقہ واریت والی باتیں نکال دی گئی ہیں اور اب نیا ترمیم شدہ بل ہے جو منظور کروایا جائے گا؟

علامہ احسان الٰہی ظہیر: دیکھیں جامعہ نعیمیہ نے جو بل شائع کیا ہے اس کی تو کوئی حیثیت نہیں۔ اصل موضوع بحث تو وہ بل ہے جو سینٹ میں زیر بحث ہے۔ یہ پمفلٹ جو انہوں نے شائع کیا ہے وہ تو لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے کر دیا ہے پھر یہ کہتے ہیں کہ اس میں انہوں نے ترمیم کر دی ہے لیکن میں ان ترمیموں کا پردہ بھی چاک کر دیتا ہوں لیکن پہلی بات یہ ہے کہ جب قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ بنایا جا چکا ہے تو پھر کوئی نیا بل پیش کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ دوسری اور بہت ہی اہم بات یہ ہے کہ قرارداد مقاصد کی تائید کرتے ہوئے 1951ء میں 31 علماء نے 23 نکات پیش کئے تھے۔ ان پر عمل کرانا اصل مقصد ہونا چاہئے۔ ان نکات پر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے دستخط بھی موجود ہیں۔ اب جماعت اسلامی بھی ان 23 نکات کو چھوڑ کر صدر کے شریعت بل پر تلی ہوئی ہے۔ ترمیمی بل پر میرا پہلا اعتراض یہ ہے کہ بل تو دو سینیٹروں نے پیش کیا لیکن ترمیم کر رہے ہیں محمد عبدالقیوم صاحب، عبدالرحمٰن واصل صاحب، اسلم سلیمی صاحب، شیر عالم صاحب اور ڈاکٹر اسرار صاحب ان لوگوں کا سینٹ میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ جامعہ نعیمیہ بیٹھ کر کی گئی ترمیم کا کوئی اثر نہیں پڑے گا پھر بل پیش کرنے والے قاضی عبداللطیف نے تو ایک بار بھی یہ نہیں کہا کہ میں ان ترمیموں کو قبول کروں گا۔ نہ ہی مولانا سمیع الحق نے ان ترمیموں کو تسلیم کیا۔ اب جو ترمیمی شریعت بل متحدہ شریعت محاذ نے چھاپا ہے اس کے اندر ایک نوٹ بڑا دلچسپ ہے وہ یہ ہے کہ اس ترمیمی بل کو قاضی عبداللطیف صاحب کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اصل سوال یہ ہے کہ قاضی صاحب اس ترمیم پر دستخط کرنے والوں میں شامل نہیں ہوئے۔ انہوں نے پہلے ہی رضامندی کیوں نہ دیدی۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے یہ ترمیمی مسودہ رکھا ہوا ہے۔ اب

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھیں کہ سینٹ والا بل' جامعہ نعیمیہ والا بل' اخبارات میں شائع ہونے والا بل چار پانچ افراد عبدالرحمٰن اور اسلم سلیمی صاحب والا بل یہ سب ایک دوسرے سے مختلف ان کی دفعات ہی مختلف ہیں۔ یہ کھلا دھوکا ہے۔

جامعہ نعیمیہ والے بل میں دفعہ نمبر10 ہے ہی نہیں جبکہ سینٹ میں پیش کئے جانے والے بل میں یہ موجود ہے کیا یہ بد دیانتی کی علامت نہیں؟ رہ گئی فرقہ واریت والی بات تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ جو جامعہ نعیمیہ والا آخری مسودہ آپ کو دکھایا جارہا ہے۔ اس میں بھی فرقہ واریت موجود ہے کیونکہ اجماع امت اور اجتہاد کو شریعت قرار دیکر پہلے بل کی دفعہ ایک میں لکھ کر فرقہ واریت پیدا کی گئی۔ جامعہ نعیمیہ والے بل میں اس شق کو دفعہ نمبر2 لکھ دیا گیا ہے۔ صرف لفظوں کی بازی گری ہے لیکن مطلب وہی ہے جو سینٹ والے بل میں ہے۔ انہوں نے اگر لکھا تھا تو صرف یہ لکھ دیتے کہ شریعت سے مراد قرآن وسنت ہے لیکن اس کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ فرقہ اور فقہاء کی آراء کو بھی شامل کر لیا گیا۔ شریعت کے جو ماخذ لکھے گئے ہیں ان میں سنت خلفاء راشدین تعامل اہل بیت وصحابہ کرام اجماع امت مسلمہ فقہاء کی تشریحات و آراء مطلب یہ کہ انہوں نے سنت خلفاء راشدین کو قرآن وسنت سے الگ کر دیا حالانکہ خلفاء راشدین کی سنت بھی سنت رسولؐ ہے۔ پھر صحابہ کرامؓ کے تعامل کو الگ کر دیا گیا صحابہ اہل بیت نہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلم فقہاء کون ہیں مطلب اس کا ہوا حنفی فقہاء اگر آپ کہیں کہ مختلف فرقوں کے فقہاء کو شامل کر لیا جائے تو پھر کوئی تعزیرات قائم ہی نہیں ہو سکتی۔ امام بخاری' امام ترمذی یا امام مسلم کو تو حنفی فقہاء فقہاء میں شمار ہی نہیں کرتے نہ ہی اس میں اہل حدیث کے فقہاء شامل ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے فرقہ واریت مزید پھیلائی ہے پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ مولانا عبدالقیوم کا نام انہوں نے چھاپا ہے لیکن وہ شریعت محاذ میں شامل ہی نہیں ہوئے پھر جنہوں نے ترمیمیں کیں ان میں کوئی اہل حدیث نمائندہ شامل نہیں۔ اسلم سلیمی صاحب ہمارے دوست ہیں لیکن وہ خود بھی عالم ہونے کے دعویدار نہیں۔ عبدالرحمٰن صاحب کسی جماعت کی نمائندہ شامل نہیں۔ اسلم سلیمی صاحب ہمارے دوست ہیں لیکن وہ خود بھی عالم ہونے کے دعویدار نہیں۔ عبدالرحمٰن صاحب کسی جماعت کی نمائندگی نہیں کرتے۔ اسلم سلیمی صاحب خود عالم ہونے کے دعویدار نہیں ان سب کو مستند عالم قرار دیدیا گیا۔ پھر ڈاکٹر اسرار صاحب کا تازہ ترین موقف ان سب ترمیمی بلوں سے مختلف ہے۔ قاضی عبداللطیف کے مسودہ میں لکھا ہے کہ علماء کو شریعت کورٹ کا جج بنایا جائے گا لیکن اب ڈاکٹر صاحب یہ بات نہیں کہتے اب دیکھیں جید علماء سے جو 23 نکات بنائے ان پر اہل حدیث کی طرف سے مولانا داؤد غزنوی اور مولانا اسماعیل سلفی نے دستخط کئے۔ دیوبندی حضرات کی طرف سے مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ادریس کاندھلوی اور مولانا احتشام الحق تھانوی نے دستخط کئے۔ شیعہ حضرات کی طرف سے مولانا مفتی جعفر حسین اور حافظ طفیل حسین نے اور جماعت اسلامی کی طرف سے اس کے امیر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اس پر دستخط کئے۔ بریلوی حضرات کی طرف سے مولانا بدایونی اور امین الحسنات پیر مانکی شریف نے ان پر دستخط کئے۔ مولانا ظفر احمد انصاری نے بھی کئے۔ ان سب نے کتاب وسنت کی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ ان سب کی نیت نیک تھی لیکن اب فقہاء اور اجماع وغیرہ کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ اپنی مرضی کے افراد کے قوانین بنوائے جائیں۔ اس شریعت بل کا مقصد ان 23 نکات کو سبوتاژ کرنا ہے اور یہ نیتوں کا کھوٹ ثابت ہوتا ہے پھر اہل بیت کا جب ذکر کیا گیا ہے تو اس پر بھی لڑائی ہوگی کہ اہل بیت کون ہیں شیعہ حضرات کا موقف ہے کہ اہل بیت بارہ امام ہیں یوں سنّت کی تشریح پر ہی جھگڑا پڑ جائے گا۔ مجھے اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں کا پبلک لاء سنی ہونا چاہئے کیونکہ یہاں اکثریت سنی ہے۔ حنفی دوست کہیں گے کہ سنّت سے مراد وہ تعبیر ہے جو حنفی فقہاء نے کی ہے اور یہی فرقہ واریت کی تعبیر ہے پھر مشق نمبر 9 میں قرآن وسنت کا طریق کار بتاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہی طریق کار معتبر ہوگا جو مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر علم اصول حدیث وفقہ کے مسلمہ قواعد وضوابط کے مطابق ہو۔ اب یہ کون سی فقہ کی بات کر رہے ہیں کہ ان کے پیش نظر فقہ حنفی ہے۔ میں تو قرآن وسنّت کو فقہ کے تابع نہیں بنا سکتا۔ اس شق کا ہونا فرقہ واریت کو لازمی کرنے کے لئے ایک ٹھوس ثبوت ہے۔

جنگ: ڈاکٹر اسرار صاحب نے کہا ہے کہ شریعت محاذ میں جماعت اہل حدیث کے علماء بھی شامل ہیں؟

علاّمہ احسان الٰہی ظہیر: یہ درست بات نہیں ہے جماعت کہلانا اور بات ہے اور جماعت کا ہونا اور بات ہے اس وقت اہل حدیث کی نمائندگی صرف جمعیت اہل حدیث ہی کرتی ہے ہم اپنی اس جماعت کے تحت جو اہل حدیث جماعت کے نمائندے بن کر شریعت محاذ میں شامل ہیں تو وہ کسی کے نمائندے نہیں۔ انہوں نے سینٹ میں پیش کئے جانے والے پہلے بل کو بھی تسلیم کر لیا تھا۔ معین الدین لکھوی صاحب تو اس بل کو تسلیم کروانے والی کمیٹی کے کنوینر بھی بن گئے تھے۔ وہ تو صرف اپنا نام شامل کروانے کے شوقین ہیں۔

جنگ: دیکھنا یہ بھی ہے کہ کسی قانون کا قرآن وسنت کی رو سے جائزہ کون لے گا یہ اختیار کس کو ہوگا؟

احسان الٰہی ظہیر: شریعت بل والے کہتے ہیں کہ یہ اختیار شرعی عدالت کے پاس ہوگا۔ میں آپ کو شرعی عدالت کی دو مثالیں دینا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ شرعی عدالت نے گھوڑ دوڑ کو بدترین جوا قرار دیا اور یہ سارے جج صدر صاحب کے اپنے نامزد کردہ ہیں شرعی عدالت میں چونکہ ہمارا کوئی نمائندہ نہیں اس لئے میں اس عدالت کو مکمل اور نمائندہ ادارہ ہی تسلیم نہیں کرتا۔ بہرحال اس عدالت نے بھی گھوڑ دوڑ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواقرار دیا لیکن حکومت نے اس کے فیصلے کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ پھر اس شرعی عدالت نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ سنگسار کرنے یعنی رجم کی سزا نہیں ہونی چاہئے۔ یہ غیر اسلامی ہے' حالانکہ یہ سزا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی ہے۔ بعد میں شرعی عدالت نے اپنے اس فیصلے کو تبدیل کر دیا تھا۔ اب انہوں نے اس عدالت میں علماء کو جج بنانے کا بہانہ ڈھونڈ لیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کتنے علماء ہیں جو اس قابل ہوں گے کہ جج بن سکیں۔ مذہبی مدرسوں کی سندیں تو پیسوں کے عوض بکتی پھرتی ہیں اگر لگانا ہی ہے علماء کو تو متند علماء کو لگائیں یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ سیاسی طور پر ہم خیال لوگوں کو لگا دیا جائے۔ جج تو وہ بنتا ہے کہ جس نے قانون کا امتحان پاس کر رکھا ہو۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہم تو عالم کو شریعت کورٹ کا جج نہیں بنانا چاہتے' حالانکہ شریعت بل کی دفعہ نمبر 10 میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ مذہبی علماء کو شریعت کورٹ کا جج بنایا جائے گا اور جب اس عدالت کی حیثیت پارلیمنٹ کو منسوخ کرنے کی ہوگی اور اس کے فیصلے تمام امور پر قانون کی حیثیت سے غالب آئیں گے تو نتیجہ کیا نکلے گا۔ شریعت کورٹ' سپریم کورٹ سے بھی بالاتر ہے۔ یہ تذکرہ بھی بل میں نہیں کہ علماء کی تعلیم کتنی ہوگی۔ ان کی کون سی ڈگری ہوگی سب کچھ صدر کی مرضی پر منحصر ہے کہ جس قانون کو چاہیں کتاب وسنّت کے موافق قرار دلوا دیں۔ یہ شریعت کورٹ تو نہیں ہے۔ یہ تو ایک بالادست ادارہ ہے سیدھی طرح کیوں نہیں کہتے کہ علماء کا ایک بورڈ ہونا چاہئے جو تمام قوانین کو کتاب وسنّت کے مطابق کرنے کے لئے ان کا جائزہ لے اور پارلیمنٹ ان کو قرآن وسنّت کے مطابق بنائے۔

جنگ: ایک بات وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے جس قانون کو شریعت کورٹ قرآن وسنّت کے منافی قرار دے وہ فوری طور پر منسوخ ہو جائے گا۔ یہ بات مجھے ڈاکٹر اسرار صاحب نے کہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ وہ قانون اس فیصلے کے بعد نافذ العمل نہیں رہے گا اور پھر پارلیمنٹ سے دوبارہ قرآن وسنّت کے مطابق کر کے بنائے گی؟

احسان الٰہی ظہیر: پارلیمنٹ کا اجلاس ہمیشہ تو نہیں ہوتا رہتا۔ عدالت آج ایک قانون کو غیر اسلامی قرار دے دے۔ پارلیمنٹ چھ مہینے بعد اسے دوبارہ بنائے تو کیا چھ مہینے تک ملک اس قانون کے بغیر چلے گا۔

جنگ: ڈاکٹر اسرار صاحب کا مؤقف تو یہ ہے کہ شریعت کورٹ کی بجائے کوئی بھی عدالت ہو سکتی ہے اور اس عدالت میں غیر مسلم جج بھی بن سکتے ہیں جو کسی قانون کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا جائزہ لیں اور اس پر فیصلہ دیں؟

احسان الٰہی ظہیر: یہ تو بہت غلط بات ہے یہ ڈاکٹر صاحب کا ہی حوصلہ ہے کہ وہ ایسی بات کہہ سکتے ہیں کوئی عالم دین تو اس طرح بات کہنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ اگر غیر مسلم جج ہی لگاتے ہیں تو پھر پارلیمنٹ کے ممبروں نے کیا قصور کیا ہے جو مسلمان ہیں ان کے ہاتھ میں یہ اختیار کیوں نہ رہے۔ میرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ قرآن وسنّت کے مطابق جب پارلیمنٹ بھی قانون بنا رہی ہو تو اس کے اجلاس میں کوئی غیر مسلم رکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی شامل نہیں کرنا چاہئے پھر جس مسودہ شریعت بل پر ڈاکٹر اسرار صاحب نے خود دستخط کئے اس میں بھی لکھا ہوا ہے کہ شریعت کورٹ کے جج علماء دین کو بنایا جائے گا۔

جنگ: شریعت بل تو اقلیتوں کو سیکنڈ ریٹ شہری قرار دیتا ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر: میں ان کو دینی علماء کے 1951ء کے 33 نکات کے مطابق حقوق دینے کا حامی ہوں اور انہیں سیکنڈ ریٹ شہری قرار دینے کا مخالف ہوں۔ انہیں تبلیغ کا حق بھی ہو گا۔

جنگ: کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اسمبلی کا الیکشن لڑنے امیدواری کوئی ڈگری ہونی چاہئے؟

احسان الٰہی ظہیر: ضرور ہونی چاہئے ایک معیار مقرر کرنا چاہئے۔ پہلے جو معیار مقرر ہے اس میں کچھ اضافہ ہونا چاہئے اور تعلیم کی شرط لگانی چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ اپنے بچپن کے دوست کی نظر میں

——— پروفیسر وارث میر مرحوم

علامہ شہید اور وارث میر مرحوم دونوں بچپن کے دوست تھے۔ شروع دن ہی سے دونوں میں نظریاتی ہم آہنگی تھی۔ دونوں انقلابی ذہن کے راہنما و دانشور تھے۔ سیالکوٹ سے لاہور آنے کے بعد دونوں کا تعلق گردش ایام میں گم ہونے کی بجائے گہرا ہوتا چلا گیا۔ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے دور میں جب شرعی حدود اور شریعت کے نفاذ کا مسئلہ اقتدار کو طول دینے اور سیاستدانوں و علماء کو الجھانے کے لئے اٹھایا گیا تو سیاسی زعماء تو اس چال کو سمجھ گئے مگر علماء خال خال ہی بچ سکے۔ اس موقع پر مدارس میں زکوٰۃ تقسیم کرنے کا ہتھیار فوجی حکمرانوں کے لئے خوب کارگر ثابت ہوا۔ ایسے میں پروفیسر وارث میر نے ایک سچے عالم دین کا کردار ادا کیا اور جو علماء کے فرائض تھے وہ خود ادا کرتے نظر آئے ..... اس سارے سلسلے میں مَیں عینی شاہد ہوں کہ وہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید سے مسلسل رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ علامہ کئی دفعہ کہتے کہ جو کام مولویوں کا تھا وہ تو بھول کر زکوٰۃ حاصل کرنے کی دوڑ میں شامل ہو گئے مگر یہ بے داڑھی کا مولوی دین کا درد لئے پھرتا ہے۔ شریعت بل کی مخالفت میں وارث مرحوم نے جو کاٹ دار تحریریں لکھیں پورے ملک کے دانشور حلقوں میں اس کا جواب نہیں۔ علامہ احسان جو طوفان جلسے جلوسوں کے ذریعے پیدا کر رہے تھے وہی کام وارث میر مرحوم کے روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے کالم کر رہے تھے۔ اکثر ہوتا کہ ان کے کالم غائب کرا دیئے جاتے اور شکایت کرتے نظر آتے کہ میرے کالم یا تو غائب کر دیئے جاتے ہیں یا دیر سے باسی کر کے شائع کئے جاتے ہیں۔ شریعت بل کی مخالفت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک موقع ایسا بھی آیا کہ علامہ شہید وارث میر مرحوم کے گھر گئے وہ بڑے فکر مند نظر آتے تھے۔ انہوں نے اپنے بچپن کے دوست کو مشورہ دیا کہ وہ کہیں آنے جانے میں محتاط رہا کریں کیونکہ ان کی زندگی کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ مگر خطرات تو خود انہیں بھی چاروں طرف سے گھیر چکے تھے اور جب علامہ بیباکی و حق گوئی کی بھینٹ چڑھ گئے تو وارث میر دکھی ہو کر کہتے پھرتے تھے کہ

"مجھے محتاط رہنے کا مشورہ دیتے رہے اور اپنا کوئی انتظام نہ کیا"۔

ذیل میں وارث میر مرحوم کے اپنے بچپن کے دوست علامہ شہید کے بارے میں تاثرات ہیں۔

علاّمہ احسان الٰہی ظہیر میرے بچپن کے ہم جولیوں میں سے تھے ہم دونوں سیالکوٹ شہر کے ایک ہی محلّے کی گلیوں میں کھیلے۔ قریب قریب واقع درسگاہوں میں پرائمری تعلیم حاصل کی۔ علامہ مرحوم کے والد محترم، مولانا ابراہیم میر کے ارادت مندوں میں تھے اور اپنے ہونہار بیٹے کو مذہبی عالم بنانے کا شوق رکھتے تھے، چنانچہ طالب علم کے ابتدائی سالوں ہی میں ہمارا ساتھ چھوٹ گیا۔ علاّمہ کا رُخ شروع میں گوجرانوالہ اور بعد ازاں مدینہ منورہ کی مذہبی درسگاہوں کی طرف ہو گیا اور ہم فیض احمد فیض کے مرے کالج میں پڑھنے اور پڑھانے والے احباب کی صحبت میں جا پھنسے۔ ڈاکٹر جمشید راٹھور کے لائق فائق صاحب زادے تجمّل حسین جواں سال انقلابی انٹلکچوئل زمرد ملک اور حال میں ویانا میں میم انگریزی کے مشہور کالم نویس جناب خالد حسن سینئر طلبہ اور اساتذہ کی حیثیت میں کالج کی علمی اور ادبی فضا پر چھائے ہوئے تھے۔ یہ فضا میری تربیتی بنیادوں کو منہدم تو نہ کر سکی البتّہ لبرلزم کی "گھٹی" مجھے اسی کالج میں ملی۔ الحمدللہ گورنمنٹ ہائی سکول کے زمانے تک میں ان اثرات سے محفوظ رہا، کیونکہ جمعیت اہلحدیث کے موجودہ قائم مقام سیکرٹری جنرل پروفیسر ساجد میر میرے کلاس فیلو تھے۔ پنجاب یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد لاہور میں میری صحافیانہ اور معلّمانہ زندگی کا آغاز ہوا تو اس وقت تک علاّمہ احسان الٰہی ظہیر پاکستان کے مذہبی حلقوں میں ایک ممتاز مقام حاصل کر چکے تھے۔ ایک مذہبی جریدے کے مدیر تھے اور اہلحدیث مسلک کے کامیاب خطیبوں میں شمار ہوتے تھے۔ نوجوانی ہی میں علاّمہ اپنے کیریئر کے لحاظ سے مستحکم ہو چکے تھے۔ اس کے باوجود السنہ الشرقیہ کے امتحانات پاس کرنے کا آپ کو جنون تھا۔ علوم اسلامیہ میں تحقیق و تدریس سے تعلق رکھنے والے اکثر صاحبان علم ہمارے مشترکہ دوست تھے اور علاّمہ صاحب ان دوستوں کے درمیان ایک مضبوط پُل کی حیثیت رکھتے تھے۔ لاہور کے اکثر صحافیوں اور سیاسی رہنماؤں سے بھی علاّمہ صاحب کے قریبی دوستانہ تعلقات تھے جو سال میں دو تین مرتبہ آپ کے دسترخوان پر ضرور جمع ہوتے۔ عربی زبان پر آپ کو قابل رشک عبور حاصل تھا اور اپنے ہم وطنوں کے سامنے آپ اپنی اس صلاحیت کا گاہے گاہے مظاہرہ ضرور کرتے رہتے تھے۔ سعودی عرب اور عراق سے پاکستان آنے والی ہر قابل ذکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مذہبی یا سرکاری شخصیت قیام لاہور کے دوران شادمان کالونی میں آپ کے گھر ضرور قدم رنجہ فرماتی۔ آپ ان مہمانوں کو فصیح و بلیغ عربی میں خطاب فرماتے اور پاکستانی احباب کو ان دونوں ممالک میں اپنے اثرورسوخ کا ٹھوس جواز مہیا کرتے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہبی فرقوں کی تاریخ اور ان کے عقائد کے تجزیہ و تحلیل کے میدان میں علامہ صاحب اتھارٹی تھے۔ قادیانیت کے علاوہ شیعہ اور بریلوی مسالک کے بارے میں لکھی گئی ان کی کتابوں کے انگریزی تراجم میری لائبریری میں بھی موجود ہیں۔ وہ میرے بے تکلف دوست تھے اور ان کی اس شعبے میں کی گئی کاوشوں کے متعلق میں نے کبھی اطمینان کا اظہار نہیں کیا۔ میرا خیال تھا علامہ صاحب کی صلاحیتیں اس سے بھی بڑے کام میں صرف ہونی چاہئیں لیکن علامہ صاحبؒ ان کتابوں کو اپنا زبردست علمی کارنامہ قرار دیتے تھے اور اکثر فرماتے تھے کہ انہوں نے مذاہب اسلامیہ پر تحقیقی کام کرنے والوں کیلئے نہایت قیمتی اور راہنما لٹریچر فراہم کیا ہے۔ میں ان کتابوں میں استعمال ہونے والے مواد اور طرز تحریر پر بھی معترض رہا اور علامہ نے ہمیشہ یہی کہا کہ "میں نے اپنی کتابوں کا مواد ہر فرقہ کے مستند علماء کی تحریروں سے مستعار لیا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔" یہ ایک حقیقت ہے کہ اُمتِ اسلامیہ پر اتنی تعداد میں کتابیں لکھنے کی وجہ سے علامہ صاحبؒ عالم اسلام کی ایک جانی پہچانی شخصیت بن چکے تھے اور ان کی عربی تحریروں نے ان کیلئے قارئین کا ایک مخصوص حلقہ بھی فراہم کر دیا تھا۔ ان کی زیر تصنیف پندرہویں کتاب غالباً اسماعیلیہ کی دوسری جلد تھی۔ تصوّف پر بھی ان کی ایک کتاب مکمل ہو چکی تھی۔ آپ اہلحدیث مسلک کے متعلق ایک مبسوط اور جامع کتاب مرتّب کرنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے اس سلسلے میں علامہ صاحب کے تصنیفی پروگرام کا تھوڑا بہت علم مجھے اس لئے بھی رہتا تھا کہ ہمارے ایک مشترکہ دوست اور انگریزی ادب کے سینئر استاد پروفیسر افتخار احمد ان کی کتابوں کا ترجمہ کرتے رہتے تھے۔ علامہ صاحب مترجم سے ملاقات کے لئے کبھی کبھی بہ نفس نفیس ان کے گھر (نیو کیمپس) تشریف لاتے اور یوں میرے ساتھ گپ شپ اور تبادلۂ خیالات کا سلسلہ بھی قائم رہا۔ آج سے چند ماہ پیشتر علامہ صاحب نے ایک دوست کی وساطت سے میرے لئے پیغام بھیجا..... "خدشہ ہے کہ آپ کے لکھنے پڑھنے کی ترقی پسندانہ نہج آپ کو جانی نقصان نہ پہنچا دے۔ براہ کرم اپنے موضوع کو تبدیل کر لیں۔" میں ان دنوں حقوق نسواں کی حمایت اور مذہبی عدم رواداری کے خلاف مضامین لکھ رہا تھا۔ میں نے سوچا قومی مسائل کی طرف ہمارے علامہ صاحبؒ کا رویّہ عموماً سیاسی نوعیت کا ہوتا ہے لیکن بنیادی طور پر آپ ایک مذہبی جماعت کے سربراہ ہیں۔ ہو سکتا ہے میری تحریروں سے علامہ خود ہی ناراض ہوں اور دوسروں کے حوالے سے تادیبی پیغام بھیج کر میری "اصلاح" کرنا چاہتے ہوں (اس قسم کا مشورہ مجھے میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوست ڈاکٹر اسرار احمد بھی دے چکے تھے) میں اس مشورے پر پوری طرح عمل نہ کر سکا تو ایک روز نیو کیمپس چلے آئے اور ذاتی حیثیت میں بڑے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا "میر صاحب! آپ میرے بچپن کے دوست ہیں' میں آپ کے ساتھ سیاست نہیں کر سکتا۔ میری یوتھ فورس کی خبر رسانی کے سلسلے دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں ان کی اطلاع غلط نہیں ہو سکتی۔ آپ کے بارے میں بہت کچھ طے ہو چکا ہے۔ مجھے تشویش ہے خدارا سنبھل جایئے۔ " میں نے کہا "علاّمہ صاحب! میرا اللہ میرے ساتھ ہے اور پھر آپ کو میری نیّت کا پوری طرح علم ہے۔ آپ اور آپ کی یوتھ فورس کے ہوتے ہوئے مجھے مذہبی جنونیوں سے خائف رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ " علاّمہ صاحب اور میرے درمیان ہونے والی اس گفتگو کے بہت سے احباب شاہد ہیں۔ نیو کیمپس میں ہونے والی ایک اور ملاقات میں بھی علاّمہ مجھے محتاط رہنے کا مشورہ دیتے رہے۔ پروفیسر افتخار کے علاوہ ڈاکٹر امان اللہ خان صدر شعبۂ علوم اسلامیہ بھی اس موقع پر موجود تھے۔ ان مشوروں کی اہمیت اور اصابت کا اندازہ مجھے اس وقت ہوا جب چند ہفتے بعد ایک فوجداری مقدمے میں اُلجھ کر میں عدالتوں کی خاک چھاننے لگا۔ علاّمہ صاحب کو میری پریشانی کا علم ہوا تو بہت افسردہ ہوئے اور کہا " آپ اپنے فکری سفر میں بہت آگے نکل چکے ہیں ورنہ آپ کیلئے بہت کچھ ہو سکتا تھا۔ اب بھی میرا مشورہ ہے کہ اپنی تنقید کو صرف حکومت تک محدود رکھیں۔ " حکومت سے ان کی مراد صدر کی ذات تھی۔

علاّمہ احسان الٰہی ظہیر صدر کے ساتھ اپنے اختلافات اور " مکالمات " بیان کرتے ہوئے طائف کانفرنس اور علماء کنونشن سے لے کر خانہ کعبہ کی سیڑھیوں تک..... ایک پوری داستان سناڈالتے۔ فرمایا کرتے " یہ درست ہے کہ میں شروع شروع میں علماء پر مشتمل ایک ایڈوائزری کونسل کا رکن رہ چکا ہوں لیکن میں ہی وہ واحد شخص تھا جس نے ایڈوائزری کمیٹی سے استعفیٰ دیا۔ جنرل ضیاء الحق سے اختلافات کے بعد ایک دفعہ ان سے میری ملاقات کعبۃ اللہ کے اندر ہو گئی (علاّمہ صاحب نے یہ واقعہ اپنے مطبوعہ انٹرویو میں بھی بیان کیا ہے) صدر نے میری مخالفت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا " علاّمہ صاحب! کم از کم میں اسلام کا نام تو لیتا ہوں' جبکہ مجھ سے پہلے پاکستان کے سربراہانِ مملکت اسلام کا نام لینے سے بھی گریز کرتے تھے۔ آپ میرے اس قدر مخالف کیوں ہیں۔ " میں نے جنرل صاحب سے کہا " میرا آپ سے یہی تو اختلاف ہے کہ آپ اسلام کا نام لیتے ہیں' آپ اسلام کا نام لینا چھوڑ دیں' میں آپ کی مخالفت ترک کر دوں گا۔ " انہوں نے حیران ہو کر کہا " یہ کیا بات ہوئی؟ " میں نے جواباً عرض کیا " صاحب یہی تو بات ہے کہ آپ اسلام کا نام لے کر لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہے ہیں اگر آپ اسلام کا نام استعمال نہ کریں تو آپ کی ذاتی شرافت اور اچھے اخلاق کے باعث آپ کی مخالفت سے باز رہا جا سکتا ہے۔ میرا نقطۂ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظریہ ہے کہ شراب کو شراب کی بوتل میں پیش کیا جائے تو اس کی طرف وہی بدبخت متوجہ ہو گا جو خود کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی بغاوت پر آمادہ کر چکا ہو لیکن اگر آپ شراب کو شراب کی بوتل کی بجائے کوکا کولا کی بوتل میں بند کر دیں تو اس کو کئی ایسے افراد بھی پی لیں گے جو معصوم اور بے گناہ ہوں گے " میرے نزدیک بھٹو مرحوم کی خوبی یہ تھی کہ وہ اسلام کا نام نہیں لیتے تھے وہ ہر کام کو کرنے کیلئے خود کو سوشلسٹ "پوز" کرتے تھے۔ بھٹو نے جو اسلامی کام کئے وہ اسلام کی خاطر نہیں کئے۔ انہوں نے یہ کام اس لئے کئے کہ یہ عوام کا مطالبہ تھا اور وہ ایک عوامی لیڈر تھا۔

پورا پاکستان جانتا ہے کہ علاّمہ صاحب شریعت بل کے خلاف تھے اور اپنے مؤقف کی حمایت میں ان کے پاس ڈھیروں دلائل تھے جو انہوں نے جنگ فورم میں پیش کئے تھے۔ میں انہیں اکثر کہتا " آپ پاکستان میں اسلام کے مستقبل کو تباہی سے بچانے کیلئے دشمنان اسلام کے خلاف واقعی ایک جہاد کر رہے ہیں" ہنس کر فرماتے " آپ بھی تیغ بے نیام ہیں لیکن یہ تلوار سیاسی لحاظ سے ان لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ میں مولوی ہوں' انہی میں سے ہوں ان کی زبان میں بات کر سکتا ہوں۔ شریعت بل کے خلاف میری آواز زیادہ کاٹ دار اور مؤثر ثابت ہوگی۔ " شریعت بل پر جنگ فورم کی طرف سے قائم کردہ عدالت (مذاکرہ) میں علاّمہ صاحب اور دوسرے علماء کے ساتھ میں بھی مخالف پینل کی طرف سے پیش ہو رہا تھا۔ علاّمہ صاحب مذاکرے کے آغاز میں اپنی زوردار تقریر کر چکے تھے۔ ان کی تقریر کے دوران جنگ دفاتر سے باہر نعرے لگتے رہے۔ میں نے اپنے دلائل مذاکرے کے اختتام پر پیش کرنے تھے۔ علاّمہ صاحب میرے ساتھ والی نشست پر بیٹھے تھے۔ نماز ظہر کے وقفے کے بعد علاّمہ صاحب نے اچانک میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نہایت ملائمت سے میرے کان میں کہا " وارث صاحب! میری درخواست ہے کہ آج آپ اپنی تقریر نہ کریں۔ " "کیوں؟" میں نے مزاحیتی انداز میں سوال کیا۔ "بس میں نے کہہ دیا ہے آپ نہیں بولیں گے" ان کا لہجہ سخت ہو گیا پھر حتمی انداز میں کہا " آپ کی باری میں لوں گا میں نے علاّمہ صاحب کو بہت سمجھایا کہ اس مذاکرے کی بہت پبلسٹی ہو چکی ہے لوگ دور دور سے سننے کیلئے آئے ہیں' میں نے تیاری بھی کر رکھی ہے۔ میں نہ بولا تو اس کاغذ مفہوم لیا جائے گا۔ علاّمہ صاحب نے اپنے مطالبے پر اصرار کرتے ہوئے کہا " یہ مولویوں کا اجتماع ہے' آپ اس تالاب کی مچھلی نہیں ہیں۔ آپ زیادہ سے زیادہ آئین اور پارلیمنٹ کی بات کریں گے' میرے پاس ابھی بہت سا مواد ہے۔ میں ان کی "پھٹیاں" توڑ دوں گا۔ ہم دونوں کا "کاز" ایک ہے۔ مان جایئے اور اپنا وقت مجھے دے دیجئے۔ " پھر پیچھے مڑ کر ہال کی دیواروں کے ساتھ کھڑے سامعین پر ایک اچٹتی سی نگاہ ڈال کر کہا " کیا خیال ہے یہ لوگ آپ کو تقریر کرنے دیں گے؟" علاّمہ صاحب لاہور کے مذہبی حلقوں میں میرا بہت بڑا نفسیاتی سہارا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں کہیں جاتے مدّاح دیوانہ وار گھیر لیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ انہوں نے ہر جگہ اور ہر محفل میں میرا دفاع کیا تھا' وہ یاروں کے یار تھے۔ میں انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر اعلان کر دیا "شریعت بل پر میرے خیالات میرے مضامین کے ذریعے عوام تک پہنچ چکے ہیں۔ آج کے مذاکرے میں میری نمائندگی علاّمہ احسان الٰہی ظہیر فرمائیں گے، میں اپنا وقت انہیں دے رہا ہوں۔ مولانا وصی مظہر ندوی نے میرے "ایثار" پر با آواز بلند شکریہ ادا کیا۔ جماعت اسلامی کے قاضی حسین احمد نے کہا "مولانا ظہیر سے پوچھ لیں' وہ ان کی نمائندگی کیلئے تیار ہیں۔" علاّمہ صاحب نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "بالکل تیار ہوں اور تب آپ سٹیج پر پہنچ گئے اور شریعت بل کو فردِ واحد کی غیر آئینی حکومت کے استحکام کا خفیہ حربہ قرار دیتے ہوئے حسبِ روایت حکومت اور حکومت کے حلیفوں پر آتش و آہن کی بارش کر دی۔ انہوں نے مولانا وصی مظہر ندوی' قاضی عبداللطیف اور قاضی حسین احمد کی سنجیدہ گفتگو کی تعریف کی' البتہ ڈاکٹر اسرار احمد کے طرزِ استدلال سے شدید اختلاف کیا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ علاّمہ نے سماجی' مذہبی اور سیاسی حلقوں میں ہمیشہ میری وکالت کی۔ 70-1969ء میں جماعت اسلامی کی تبدیل شدہ سیاسی اور اقتصادی پالیسیوں کے بارے میں شائع ہونے والے میرے مضامین (روزنامہ امروز) پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا مودودی مرحوم نے علاّمہ صاحب کی موجودگی میں مجھے کمیونسٹ قرار دے دیا تو علاّمہ نے احتجاج کرتے ہوئے فرمایا "اس شخص کے بارے میں آپ کی رائے قطعی طور پر غلط ہے۔ میں وارث میر کو بچپن سے جانتا ہوں۔" علاّمہ صاحب نے مزید کہا کہ "وارث میر ایک مسلمان اور پاکستانی ہے اور کسی سیاسی گروہ سے وابستہ نہ ہونے کی بناء پر میں اس کی رائے کو وقعت بھی دیتا ہوں۔ حدِ ملکیت زمین کے حوالے سے جماعت اسلامی کے ترمیم شدہ مؤقف کے بارے میں اس کی پیش گوئی چند روز کے اندر اندر صحیح ثابت ہو گئی ہے۔" علاّمہ صاحب نے مودودی صاحب کی یہ رائے میرے گوش گذار کرتے ہوئے بڑے رنج کا اظہار کیا اور مجھے مشورہ دیا "آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں زندگی گزارنی ہے۔ یہاں تو وائس چانسلر تک ان کی اعانت کے طلب گار رہتے ہیں۔ مولانا مودودی آپ کو ذاتی طور پر نہیں جانتے۔ کسی روز ان سے مل آیئے گا۔" اور اب کچھ عرصے سے فرمایا کرتے تھے "افسوس! اب روز بروز آپ کا دفاع مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ کم از کم روشن خیال علماء کی دوستی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔" شریعت بل کے مذاکرے کے اختتام پر "جنگ" دفاتر کی بلڈنگ کے سامنے کھڑے ہم سب مذاکرے کی وڈیو فلم کے ایک اہم حصے کے بارے میں اظہار خیال کر رہے تھے کہ علاّمہ صاحب آئے اور جنگ دفاتر کی تیسری منزل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہ دیکھئے! میر شکیل الرحمٰن کے کمرے کی بتی جل رہی ہے۔ پروفیسر صاحب! ان کے پاس جایئے اور ان کا حوصلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمدہ کھانا دوسروں کو کھلانا اور کھانا محبوب مشغلہ تھا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بڑھایئے۔ میری تقریر کی رپورٹنگ ٹھیک ٹھیک ہونی چاہئے۔ " پروفیسر ساجد میر بھی ہمارے پاس ہی کھڑے تھے میں نے اپنے دوست فاروق قریشی کی مذہبی معلومات کا اعتراف کرتے ہوئے ازراہ تفنن پروفیسر صاحب کو بتایا کہ مذہبی ذوق وشوق سیاسی جماعتوں کے سخت نظم ونسق اور تربیت کے ہتھے چڑھ جائے تو بڑا خطرناک ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ یہ زنجیریں توڑ دیں وہ فاروق قریشی بن جاتے ہیں۔ " علامہ احسان الٰہی ظہیر فرمانے لگے " مجھے خطرہ ہے آپ بھی کہیں پٹڑی سے اتر نہ جائیں۔ " یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔ اس کے بعد ہسپتال میں زخمی حالت میں بستر پر انہیں دوستوں سے دعا کی درخواست کرتے اور شکریہ ادا کرتے ہوئے دیکھا۔

شریعت بل پر مذاکرے کے دو تین روز بعد سابق ججوں اور قانون دانوں نے جو فیصلہ لکھا اس پر سب سے زیادہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کے دلائل اثر انداز ہوئے تھے۔ واضح رہے کہ اس اخباری عدالت کی کارروائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ قاضی حسین احمد اور بعض دوسرے علماء نے اسے عدالت ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تھوڑی سی بحث کے بعد طے پایا کہ جیوری کا فیصلہ ارکان جیوری کی ذاتی رائے کہلائے گا اور کسی شخص پر اس رائے کی پابندی لازمی نہیں ہوگی۔ یہ پینل سابق وزیر قانون اور ملک کے ممتاز وکیل جناب ایس ایم ظفر، جسٹس ریٹائرڈ چودھری محمد صدیق، جسٹس ریٹائرڈ خلیل الرحمٰن، جسٹس ریٹائرڈ محمد سرور اور صحافی دانشور ارشاد احمد حقانی پر مشتمل تھا۔ ان بزرگوں نے اپنے متفقہ فیصلے کے آغاز میں واضح کر دیا کہ ہماری رائے کی پابندی کسی پر لازم نہیں ہوگی۔ فیصلے میں جس اہم نکتے پر زیادہ زور دیا گیا وہ علامہ صاحب کا مؤقف تھا یعنی یہ بل غیر آئینی حکومت کی طرف سے نافذ نہیں ہو سکتا۔ ان کا یہ مؤقف مذاکرے سے پیشتر بھی مطبوعہ صورت میں موجود ہے جو یوں ہے " میں ایمانداری کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ اس وقت شریعت بل پیش کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ ایک ایسی حکومت جس کی آئینی حیثیت متنازعہ ہو اور ایک ایسا سربراہ مملکت جو نو سال سے برسر اقتدار ہو اور جس کی پالیسیوں نے عوام کو اسلام سے برگشتہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی ہو ان سے شریعت بل کے نفاذ کیلئے کیا توقع رکھی جا سکتی ہے۔ اس ملک میں عملاً اس وقت بھی جنرل ضیاء الحق کی حکومت ہے۔ انہوں نے اپنی پارلیمنٹ کو تھوڑے بہت جو اختیارات دے رکھے ہیں، شریعت بل کی صورت میں وہ یہ اختیارات واپس لینا چاہتے ہیں۔ شریعت بل پیش کرنے والوں نے اخلاص سے کام لیا ہے لیکن جنرل ضیاء الحق کی تائید و حمایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اسے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ بل وزیر اعظم جونیجو کی حکومت کے خلاف ایک ہتھیار کے طور پر استعمال ہوگا۔ شریعت بل کے مسئلہ میں جماعت اسلامی نے جس طرح سرگرم کردار ادا کیا ہے اس کے بعد اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا کہ اس بل کو پاس کرانے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنرل ضیاء الحق کی کتنی دلچسپی ہے۔ جماعت اسلامی کا جنرل ضیاء الحق کے ساتھ جو تعلق ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے" (قومی ڈائجسٹ' فروری 1987ء)

جیوری کی رائے میں شریعت بل ایک سیاسی مسئلہ ہے اور سیاسی جماعتوں نے کوئی ہوم ورک نہیں کیا۔ سیاسی جماعتوں کو چاہئے کہ بل پر غور وخوض کریں اور اپنے نقطہ نظر اور تجزیہ سے عوام کو آگاہ کریں۔ اب تک سیاسی جماعتیں آئین اور دوسرے معاملات کو زیادہ اہمیت دیتی رہی ہیں اور اس اہم سیاسی مسئلہ کی طرف سے غفلت کا مظاہرہ کرتی رہی ہیں۔ سیاسی جماعتوں کو اپنا رویّہ تبدیل کر کے اس مسئلہ پر اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہئے۔ مذاکرے میں محترمہ نفیس نے بل کی مخالفت میں تقریریں کی ہیں۔ انہوں نے شریعت کی مخالفت نہیں کی' صرف بل کی مخالفت کی ہے۔ ان کا اختلاف طریق کار کا اختلاف ہے۔ شریعت اور شریعت بل دو مختلف چیزیں ہیں۔ بل کے بعض پہلوؤں کے بارے میں اختلافات کا اظہار کیا گیا ہے مثلاً

(1) اجماع کی اہمیت کم کر دی گئی ہے۔

(2) یہ واضح نہیں کیا گیا کہ پہلے دور کے اجماع اور دوسرے دور کے اجماع میں تضاد پیدا ہو جانے کی صورت میں بعد کے اجماع کو فوقیت حاصل ہوگی یا نہیں؟

(3) بل میں اجتہاد کا کوئی ذکر نہیں۔

(4) اس بل کے نفاذ سے عدلیہ کے مقابلے میں مقننہ بالکل کمزور اور معذور ہو جائے گی۔ مقننہ کا بنایا ہوا قانون صرف فیصلوں میں استعمال ہونے کیلئے عدلیہ کے پاس جائے گا۔ مقننہ سے اجتہاد کا حق چھن جانے کی صورت میں عدلیہ کے اختیارات اور فیصلوں میں ترمیم ناممکن ہو جائے گی۔

(5) بل سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اجماع صرف شرعی معاملات میں ہوگا یا غیر شرعی مسائل میں بھی۔

بل پیش کرنے والوں کی طرف سے کہا گیا ہے کہ بل کی شقوں کے مندرجات میں کمی بیشی پر بحث ہو سکتی ہے' چنانچہ جیوری کی رائے یہ ہے کہ تمام مکاتبِ فکر ایک جگہ جمع ہوں اور بل پر از سرِ نو غور کیا جائے۔ اس مشورے میں مذہبی علماء کے ساتھ ساتھ ایسے صاحب علم اور ماہر اصحاب کو بھی شامل کیا جائے جو عصر حاضر کی مسلم ریاستوں اور دساتیر کے بارے میں مکمل معلومات رکھتے ہوں۔ نفاذ شریعت کا کوئی پروگرام اسی وقت ممکن ہے جب اکثریت اس پروگرام کے ساتھ چلنے کو تیار ہوگی۔" جیوری کی رائے علامہ احسان الٰہی ظہیر کی جدوجہد کی صداقت پر دلیل ہے۔

قدرت نے علامہ کو بے پناہ توانائیوں سے نواز رکھا تھا اور اسی نسبت آپ ایک طاقتور انا کے بھی مالک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے جس کا اظہار ان کی تحریر و تقریر میں بھی ہوتا تھا۔ وہ ایک متحرک ' فعال اور مضطرب شخصیت تھے۔ جس جلسے سے خطاب کرتے ان کی گھن گرج اور بلند آہنگی کے سامنے کسی دوسرے مقرر کا چراغ نہیں جل سکتا تھا۔ اکثر و بیشتر ان کے بعد آنے والے مقرر کو سامعین کی طرف سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ علامہ صاحب جس بے باک لب ولہجہ اور غیر معمولی طور پر بے خوف "عوامی" زبان استعمال کرتے تھے اس کے اثر کو زائل کرنا کسی عام مقرر کے بس کی بات نہیں تھی۔ کافی عرصے سے آپ کی تقریروں کا بڑا ہدف صدر کی ذات اور ان کا نفاذ اسلام کا پروگرام تھا ان کی جس تقریر کے دوران بم پھٹا اُس کے آخری حصے میں بھی دورۂ بھارت کے دوران سونیا گاندھی سے صدر کے مصافحہ کرنے کے انداز پر نہایت سخت زبان میں تنقید کی گئی تھی۔ اہل تشیع ' قادیانیوں اور بریلویوں کے عقائد ان کی تحریروں اور تقریروں کی زد میں رہتے تھے۔ ایک تقریر آپ ربوہ کے جلسے میں کر آئے تھے۔ اپنی جماعت کے اندر بھی ان کی رقابتیں معروف تھیں۔ عناد اور دشمنی کی آگ علامہ صاحب کے چاروں طرف بھڑک رہی تھی اور کسی ایک فریق یا فرد پر ذمہ داری عائد کرنا مشکل تھا۔

علامہ صاحب جمعیت اہلحدیث اور خاص طور پر یوتھ فورس کی تنظیم نو کے ساتھ ساتھ آئندہ انتخابات میں بھرپور حصہ لینے کا فیصلہ بھی کر چکے تھے۔ تحریک استقلال میں کام کر کے آپ غیر مذہبی سیاستدانوں کے داؤ پیچ سے بھی آگاہ ہو چکے تھے۔ ان کی ذات مذہب کی مدد سے سیاست کرنے والی بہت سی قوتوں کیلئے چیلنج بنتی جا رہی تھی۔ لارنس روڈ پر اہلحدیث کے مجوزہ عظیم الشان کمپلکس کی تعمیر اور یوتھ لیگ کے تنظیمی منصوبوں کی بناء پر علامہ کے بارے میں یہ تاثر عام ہو رہا تھا کہ وہ سعودی عرب کی سیاسی توجہات کو مکمل طور پر اپنے دامن میں سمیٹ لیں گے۔ اجتہاد پر زور دینے کی وجہ سے ترقی پسند سیاسی عناصر کیلئے بھی علامہ صاحب "قابل قبول" مذہبی عالم کا مقام حاصل کرتے جا رہے تھے۔ آپ اہلحدیث کے پاکستان میں اجتہادی تحریک کیلئے سب سے بڑی قوت تھے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر فرمایا کرتے تھے (میرے پاس نوٹس موجود ہیں) کہ "اہل حدیث کا مسلک بنیادی طور پر حریّت فکر اور آزادی کا مسلک ہے۔ انسانوں کو انسانوں کی فکری غلامی سے قطعی طور پر آزاد رکھنے کا مسلک ہے۔ یہ مسلک کسی خاص عہد تک علم اور انسانی فکر کو محدود کر دینے کا قائل نہیں ہے۔ اسی لئے میرے نزدیک کسی خاص زمانے کے افراد کی تقلید کو نہ صرف یہ کہ جائز نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے نادرست اور ناروا بھی تصوّر کیا جاتا ہے۔ ثقاہت علمی اور فقاہت علمی ' وسعت و عمق علم کا نام ہے اور جوں جوں علم بڑھتا جاتا ہے توں توں اس کے حاملین میں بھی وسعت اور گہرائی آتی جاتی ہے۔ ابتدائی فقہا اور آئمہ کے دور میں ایک فقہ اپنی تگ و دو میں صرف ایک میدان تک محدود رکھ سکتا تھا۔ ابھی بہت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ احسان کوریا کے صدر سے محو گفتگو ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علوم مدون نہیں ہوئے تھے۔ علم ' تاریخ ' کتب حدیث ' اصول فقہ ' فن رجال ' علم کلام اور مغازی مدون نہیں تھے۔ قواعد لغت بھی مرتب نہیں تھے۔ اسی طرح منطق و فلسفہ کی جولانیاں اور علم کلام کی موشگافیاں موجود نہیں تھیں۔ علم العقائد بھی نہیں تھا اسی لئے اس زمانے کے بڑے بڑے آئمہ ' کاملین فن اور ماہرین کسی ایک فن کے حوالے سے مسلّم تھے۔ حدیث کے آئمہ مختلف تھے اور فقہ کے مختلف تھے۔ قواعد و بلاغت کے ماہرین الگ تھے۔ تاریخ و سیر کے لوگ اور تھے۔ رجال و مغازی کا علم رکھنے والے بھی مختلف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ چار مشہور مکاتب فکر میں آئمہ ثلثہ کے پیروکار (حنفی ' شافعی ' مالکی) فروغ میں اپنے اپنے اماموں کی طرف منسوب ہیں لیکن اصول..... یعنی عقائد میں کسی دوسرے امام کی پیروی پر مجبور ہیں۔ حنفی اصول میں..... ماتریدی ہیں یا اشعری۔ پھر فروغ میں بھی امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ نے دو تہائی مسائل میں اپنے امام سے اختلاف کیا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ کتب احناف میں فتویٰ قول امام پر نہیں بلکہ تلامذہ امام پر ہے۔ اسی لئے اہلحدیث کے نزدیک اس عہد کے بزرگوں کے اقوال کو وحی و الہام قرار دینا جائز نہیں۔ اس سے انسانی عقل کی توہین ہوتی ہے۔ اہلحدیث کے ہاں تقلید کے مقابلے میں اجتہاد پر زور ہے۔ ان کے نزدیک قرآن و سنّت کی عطا کردہ بصیرت اس کی روح اور زمانے کی مقتضیات کے مطابق مسائل پر نئی سوچ کو پروان چڑھانا چاہئے۔ اس کیلئے تحقیق اور آزادیء فکر لازمی ہے یعنی ہمارا مکتب فکر دراصل تحقیق و جستجو کا مکتب فکر ہے۔ ہمیں پروٹسٹنٹ سمجھ لیجئے ' ہمارے ہاں تھیاکریسی کا کوئی تصوّر نہیں ہے۔ ہم پرستش کے قائل نہیں ہیں۔ نبی کے سوا ہر شخص کو غیر معصوم سمجھتے ہیں ' عملاً بھی اور اعتقاداً بھی۔ " ان سطور کو اہلحدیث کے بارے میں ان کی مجوّزہ کتاب کا تعارف سمجھ لیجئے گا ' میرے نوٹس میں ہر فرقہ کے بارے میں ان کی عالمانہ رائے موجود ہے۔ یہ نوٹس ان کے ساتھ ایک طویل نشست کے نتیجے میں تیار ہوئے تھے۔ اس تاثراتی مضمون میں ان تمام آرا کا ذکر کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اجتہاد کے بارے میں ان کی رائے کا ذکر کر کے فی الحال میں صرف اس نکتے کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے خیالات اور نظریات علاّمہ صاحب کیلئے کیونکر قابل برداشت تھے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوم پاکستان پر منعقد ہونے والے ایک دینی اجتماع میں لاتعداد دوسرے لوگوں کے ساتھ زخمی ہونے والے علامہ احسان الٰہی ظہیر ایک ہفتہ تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد آخر کار گذشتہ روز سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں انتقال کر گئے اور انہیں جنت البقیع میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے ہیں کیونکہ وہ اس حالت میں تشدد اور تخریب کاری کا نشانہ بنائے گئے جب وہ اللہ کے دین کی باتیں کر رہے تھے اور انہیں ظلماً موت کے منہ میں دھکیلا گیا۔ احادیث کے مطابق ایسی حالت میں اپنی جان' جان آفریں کے سپرد کرنے والا شہید کہلاتا ہے۔ علامہ صاحب کی پوری زندگی دین اسلام اور اپنے عقائد و نظریات کی خدمت اور تبلیغ و اشاعت کیلئے وقف رہی' وہ اپنے بچپن اور نوجوانی ہی میں اپنی غیر معمولی ذہانت' حیرت انگیز قوت حافظہ اور دینی علوم میں انہماک اور ان پر عبور کی وجہ سے نمایاں اور ممتاز ہو گئے تھے۔ اس لحاظ سے انہیں ایک غیر معمولی انسان بلکہ نابغہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ اس دنیا میں آنے والے ہر انسان اور ہر ذی روح کو آخر کار موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور علامہ کا سفر حیات بھی ایک دن ختم ہونا تھا لیکن انہوں نے جیسی مجاہدانہ زندگی اور جس طرح اعلیٰ اور ارفع مقاصد کیلئے اپنی بصیرت کے مطابق جدوجہد کی' اس نے انہیں ایک قابل رشک مقام کا حامل بنایا اور وہ ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہو کر زندہ جاوید ہو گئے جن کے بارے میں قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

(جو لوگ اللہ کی راہ میں کام کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ علامہ احسان الٰہی ظہیر کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ ان کی بشری لغزشوں سے در گزر فرمائے اور ان کے لواحقین' مداحوں' پیروکاروں اور ساتھیوں کو ان کے نیک کام جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ علامہ صاحب کو ان کی شہادت پر پورے ملک کے ہر مکتبہ فکر نے جو پُرجوش خراج عقیدت پیش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے وہ واقعی اس کے مستحق اور اہل تھے اور یہ کہنا غلط نہیں کہ ان کی وفات سے ملک کے دینی' سیاسی حلقوں میں ایک عظیم خلاء پیدا ہو گیا ہے جسے پُر کرنا آسان نہیں ہے۔ بالخصوص جمعیت اہلحدیث ایک ایسے رہنما سے محروم ہو گئی ہے جو اس کی زبان بھی تھا' اس کا دل اور دماغ بھی تھا اس کا قلم اور اس کا بازوئے شمشیرزن بھی تھا اور جس کی قیادت نے جمعیت کو امور ملکی وقومی میں ایک اہم کردار کا حامل بنا دیا تھا' جمعیت کی حرکت اور فعالیت میں علامہ مرحوم سے بڑھ کر کسی دوسری شخصیت کا عمل دخل نہ تھا اور اس تنظیم کی قیادت کو اپنا معیار کارکردگی برقرار رکھنے کیلئے غیر معمولی محنت' لگن اور جذبہ ء جہاد کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔ علامہ مرحوم نے حالیہ سالوں میں اسلام کے ساتھ ساتھ جمہوریت کا پرچم بڑی جرأت اور بے باکی سے تھامے رکھا بلکہ وہ اکثر برملا کہا کرتے تھے جس تصوّر اسلام میں اسلام کے عطا کردہ جمہوری و سیاسی حقوق کا احترام نہ ہو' انہیں وہ تصوّر اسلام قابل قبول نہیں۔ جمہوری آزادیوں کے ساتھ ان کی وابستگی اس قدر مستحکم شعوری مخلصانہ اور جاندار تھی کہ ان کی خطابت کے تمام جوہر ان کے تذکرہ اور مطالبہ کیلئے وقف ہو گئے تھے۔ انہوں نے مارشل لاء اور آمریّت کو کبھی قبول نہیں کیا۔ ان کا شمار اس ملک میں مارشل لاء کے خلاف اٹھنے والی اہم ترین اور مؤثر ترین آوازوں میں ہوتا تھا۔ راقم کا علامہ احسان الٰہی ظہیر سے دوستی اور نیازمندی کا تعلق خاصا دیرینہ تھا ان کے شدید زخمی ہونے سے صرف چار روز قبل جنگ فورم میں شریعت بل پر بحث و غور کیلئے جو محفل برپا کی گئی تھی' اس میں انہوں نے بھرپور شرکت کی تھی اس روز ان کے ساتھ پانچ چھ گھنٹے تک ایک ہی مجلس میں بیٹھنے اور ان کے خیالات دو مرتبہ سننے کا موقع ملا ان کا جوش خطابت اور ان کا استدلال اس روز دیدنی تھا۔ وہ اس اجلاس کیلئے بڑی محنت سے تیاری کر کے آئے تھے۔ مجلس کے تمام شرکاء میں وہ واحد مقرّر تھے جنہوں نے اپنی بریات اور ہر دعویٰ کیلئے بطور دلیل اخباری حوالہ جات بھی پیش کئے۔ حالیہ سالوں میں مجھے جب ملتے تو کہتے کہ انقلاب ایران کے حوالہ سے آپ کے نقطہ ء نظر سے مجھے کچھ اختلاف ہے اور میں کسی وقت اس موضوع پر آپ سے ایک تفصیلی نشست کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ کی اور میری فکری و ذہنی ہم آہنگی مثالی ہے۔ خاص طور سے جمہوریت کیلئے جدوجہد کے معاملہ میں وہ مجھے اپنے خیالات کے بہت قریب پاتے تھے' وہ چونکہ ایک شعلہ نوا خطیب اور آتش باز مقرّر تھے' ان کے ہاں شدّت احساس بھی غیر معمولی تھا' اس لئے جمہوریت کے حق میں آواز بلند کرنے کا ان کا اپنا ایک مخصوص انداز تھا۔ میرا میدان چونکہ صحافت ہے' جس کے اپنے آداب اور تقاضے اور محدودات ہیں' اس لئے جمہوریت کیلئے کام کرنے کی میری نہج قدرے مختلف تھی' لیکن اشتراک مقصد بہرحال پایا جاتا تھا اور یہی چیز حالیہ سالوں میں ان سے تعلقات میں زیادہ گرمجوشی اور محبت پیدا کرنے کا باعث تھی۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت جس المیّہ اور جس حادثہ کے نتیجہ میں ہوئی ہے' ابھی تک اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میاں فضل حق کو گلے لگا رہے ہیں مگر وہ ساری عمر حریف بنے رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر پراسراریت کا پردہ پڑا ہوا ہے اور تا حال یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ مذموم کارروائی کس نے کی اور اس کے محرّکات کیا تھے۔ حادثہ کے فوراً بعد گورنر اور وزیر اعلیٰ پنجاب اور دوسرے اعلیٰ حکّام نے مجرموں کی جلد از جلد گرفتاری کا وعدہ کیا تھا لیکن ایک مدت گزر جانے کے باوجود ابھی تک ایک بھی مجرم گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ تحقیقات میں پیش رفت کے قطعاً کوئی آثار نہیں ہیں۔ ایک ذمہ دار پولیس آفیسر نے واشگاف لفظوں میں اعتراف کیا ہے کہ بات آگے نہیں بڑھ رہی اور ابھی تک انہیں معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کا کوئی خیال نہیں رکھتی جو علاّمہ کے جلسہ میں بم کے دھماکہ کے فوراً بعد کئے گئے تھے۔ جمعیت اہلحدیث کے بعض رہنماؤں نے بھی پولیس کارروائی پر شدید عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود مکمل ناکامی اور علاّمہ احسان الٰہی ظہیر کی رحلت کے اندوہناک واقعہ کے بعد اب ضروری ہو گیا ہے کہ تحقیق و تفتیش اعلیٰ ترین سطح پر کرنے کا فیصلہ کیا جائے نہ صرف پولیس کی کارروائی کے نئے خطوط متعیّن کئے جانے چاہئیں بلکہ اب ضروری اور ناگریز ہو گیا ہے کہ اس المیہ کی عدالتی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے' مسئلہ صرف دس قیمتی جانوں کا نہیں ہر انسانی جان قیمتی ہے لیکن یہ جانی نقصان جن حالات میں ہوا ہے اور ان کے جو مضمرات ہیں ان کا تقاضا ہے کہ اس معاملہ پر کسی تساہل یا لاپرواہی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ یہ بات طے ہے کہ یہ تخریب کاری ایک سنگین واقعہ تھا اور پنجاب کی حد تک اسے اہمیت دی جانی چاہیے تھی اس ضمن میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ مرحوم علاّمہ صاحب کا کوئی باقاعدہ بیان پولیس نے تو ریکارڈ نہیں کیا اور اس کی وجوہ یقیناً ناقابل فہم ہیں یہ کہنا کہ جی وہ زخمی تھے اور کوئی بیان نہ دے سکتے تھے کسی طرح قابل قبول عذر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ علاّمہ احسان الٰہی نے حادثہ سے لے کر ریاض روانگی تک اپنی حالت میں ذرا بھی سدھار آنے کے وقت اخبار نویسوں' اپنے دوستوں اور تیمارداروں سے متعدد بار گفتگو کی ہے۔ انہوں نے ایک سے زائد بار شدید زخمی حالت میں ان خطرات کی طرف توجہ دلائی جو دینی و سیاسی دائرے میں دہشت گردی کے رجحان کے فروغ کی وجہ سے ملک و قوم کو پیش آ سکتے ہیں اور اس بات پر بار بار زور دیا۔ پیشتر اس کے کوئی دوسری دینی سیاسی شخصیت اس قسم کے حملہ کا نشانہ بنے۔ اس واقعہ کے اسباب کا کھوج لگایا جانا چاہئے اور مجرموں کو بے نقاب کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جانا چاہئے ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد اس مطالبہ اور مشورہ کی اہمیت کئی گنا بڑھ گئی ہے اور اب اگر ایک طرف پولیس کی تفتیش کو نتیجہ خیز اور کامیاب بنانے کیلئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے تو دوسری طرف ایک عدالتی تحقیقات اہتمام انتہائی ناگزیر ہے ورنہ صرف شکوک و شبہات میں اضافہ ہو گا بلکہ اس طرح کے المناک واقعات کا اعادہ بھی بڑھ جائے۔ علاّمہ کی وفات پر صدر پاکستان اور سابق وزیر اعظم جونیجو اور دوسرے اکابر نے تعزیت کے پیغامات جاری کئے۔ یہ قابل قدر اور لائق تحسین روّیہ ہے لیکن ضرورت اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کے علماء کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بات کی ہے کہ اکابرین صرف بیان دینے پر اکتفانہ کریں بلکہ مسئلہ کی سنجیدگی اور سنگینی کا احساس کرتے ہوئے اس کی پوری چھان بین اور تحقیقات کرانے کا اہتمام کریں۔ معاملہ اگر دب گیا اور مجرموں کا سراغ نہ لگایا جاسکا تو یہ ایک قومی المیہ ہوگا جس کے نتائج انتہائی خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں معمول یہی ہے کہ جب کوئی سانحہ یا المیہ ظہور پذیر ہوتا ہے تو اس وقت اس پر تشویش اور اضطراب کا اظہار کر دیا جاتا ہے۔ تحقیقات اور مجرموں کو بے نقاب کرنے کے وعدے بھی کر دیئے جاتے ہیں لیکن اول تو مناسب تحقیقات کا اہتمام ہی نہیں ہوتا اور ہوتا بھی ہے تو اس کے نتائج عوام کے سامنے نہیں آتے۔ یہی وجہ ہے کہ احتساب اور غلط حرکات کے انسداد کی کوئی روایت تاحال مستحکم نہیں ہو سکی۔ اخبار بین حضرات جانتے ہیں کہ کراچی کے اکتوبر اور دسمبر 86ء کے واقعات کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ پرزور عوامی اصرار پر مان لیا گیا تھا لیکن کوئی تحقیقاتی رپورٹ اہل ملک کے سامنے نہیں آئی۔ اس کے بعد پی آئی اے کے کم از کم تین حادثات کی انکوائری کرائی گئی لیکن اہل پاکستان کو کچھ نہیں بتایا گیا علاوہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت کے اسباب اور عوامل پر بھی تاریکی کا پردہ پڑا رہے گا۔ اہل ملک کو حقائق سے آگاہ کرنے کی کوئی ٹھوس اور سنجیدہ کوشش نہ کی گئی تو عوامی شکوک و شبہات کا ازالہ کرنا ممکن نہیں ہوگا اور ایسے المناک واقعات کے اعادہ کے امکانات بھی باقی رہیں گے ہم بطور تقابل یہ حقیقت بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ایران سے امریکی روابط کے حالیہ انکشاف کے بعد اس سارے واقعہ کی مختلف سطحوں پر تحقیقات اور چھان بین ہو رہی ہے۔ اس ضمن میں بہت کچھ ہو چکا ہے اور بہت کچھ ہونا ابھی باقی ہے ایک مرحلہ پر بعض متعین امور کی کھوج کرید کیلئے خود صدر ریگن کو جو تمام تحقیقات کا اصل ہدف ہیں ایک کمیشن مقرر کرنا پڑا۔ اس کمیشن نے مقررہ مدت کے اندر اپنا کام مکمل کیا اور کئی سو صفحات پر مشتمل رپورٹ پیش کی۔ یہ فوری طور پر شائع کر دی گئی صدر ریگن نے اس پر اپنا ردِ عمل اور موقف بیان کیا۔ اس کے نتائج سے ساری امریکی قوم اور ساری دنیا آگاہ ہو چکی ہے۔ اب یہ اعلان بھی کیا جا چکا ہے کہ کمیشن کا سارا ریکارڈ وائٹ ہاؤس کے متعلقہ محکمہ کے سپرد کر دیا گیا ہے اور کمیشن ختم ہو گیا ہے یعنی کمیشن قائم بھی ہوا۔ اس نے رپورٹ تیار بھی کی وہ شائع بھی ہو گئی کمیشن ختم کرنے کا اعلان بھی ہو گیا اور یہ سارا کام چند ہفتے کے دوران تکمیل پذیر ہو گیا۔ یہ آزاد اور زندہ قوموں کے طریقے ہیں انہی طور طریقوں پر عمل کرنے سے احتساب اور جواب دہی کی روایت پروان چڑھتی ہے اور قانون کی بالادستی کا عملی اہتمام ہوتا ہے نیز آئندہ کیلئے قومی امور میں غلطیوں کے اعادہ کے امکانات سے بچا جاتا ہے۔ اس حالت کا مقابلہ اپنی حالت سے کیجئے۔ فرق واضح ہے اگر ہم واقعی اصلاح احوال کے متمنی ہیں اور ایک زندہ اور آزاد قوم ہونے کے دعویدار ہیں تو ہمیں اپنے طور طریقے تبدیل کرنے ہوں گے۔ ہم بار دیگر مطالبہ کرتے ہیں کہ قلعہ لچھمن سنگھ کے المیہ کی تحقیقات ایک جج سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعلہ بیانی کا ایک انداز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرائی جائے انہیں اپنا کام مکمل کرنے کیلئے مناسب مہلت دی جائے اور ساتھ ہی اعلان کر دیا جائے کہ جو رپورٹ بھی موصول ہوگی اسے شائع کیا جائے گا۔ تحقیقاتی جج کی تقرری سے پہلے جمعیت اہلحدیث اور علاّمہ کے پسماندگان سے مشورہ کیا جائے اور ان کے اطمینان کے مطابق تحقیقات کا انتظام کیا جائے۔ یہ عدالتی افسر جس نتیجہ تک بھی پہنچیں گے اگر اسے من وعن عوام تک پہنچا دیا گیا تو ان تمام سوالات کا جواب ملے یا نہ ملے۔ کم از کم حکومت یہ کہہ سکے گی کہ اس نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اور عوام اور سیاسی و دینی حلقوں کیلئے کوئی وجہ شکایت باقی نہ رہے گی۔ ہماری تجویز پر عمل کر کے حکومت پنجاب ایک اچھی روایت قائم کرنے کا دعویٰ کر سکے گی اور ان حلقوں کا منہ بند ہو جائے گا جو طرح طرح کے شکوک و شبہات کا اظہار کر رہے ہیں۔

ہم اس مرحلہ پر جمعیت اہلحدیث کے کارکنوں اور رہنماؤں سے بھی گذارش کریں گے کہ ان کا دکھ اور غم اور صدمہ سراسر قابل فہم ہے اور ساری قوم اس میں شریک ہے لیکن وہ صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے اور اپنے آئندہ لائحہ عمل کا تعیّن اور اعلان کرتے وقت امن و امان اور قومی سلامتی کے تقاضوں کو پوری طرح ملحوظ رکھیں۔ بدقسمتی سے ملکی سیاست بلکہ دینی امور میں تشدد اور طاقت کے استعمال کا رجحان روز افزوں ہے۔ دو جماعتوں کی صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والی شاخوں کے درمیان ان دنوں کشیدگی پورے عروج پر ہے اور دونوں طرف سے ایک دوسرے پر "ہٹ لسٹ" تیار کرنے کے الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ حالیہ ہفتوں میں حصول مقصد کیلئے سڑکیں سرخ کر دینے اور خون کا نذرانہ پیش کرنے کی بھی بہت زیادہ باتیں ہوئی ہیں غالباً انہی کا اثر زائل کرنے کیلئے علامہ احسان الٰہی ظہیر کے زخمی ہونے کے بعد ایک دینی جماعت کے سیکرٹری جنرل نے کہا ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول اور مطالبات کی تکمیل کیلئے جو تحریک چلائیں گے وہ پرامن ہوگی "لیکن حکمرانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گی۔"

یہ یقین دہانی گذشتہ چند ہفتوں کے بیانات کے تناظر میں خیر مقدم کی مستحق ہے سیاسی اور مذہبی معاملات میں تشدد کا عنصر جس قدر آ چکا ہے اسے قابو میں لانے کی کوشش نہ کی گئی اور یہ لے اسی طرح بڑھتی رہی۔ تو اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔ اس خطر کا سدباب کرنے کیلئے سیاسی و مذہبی حلقوں کے علاوہ حکومت کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور ہر دائرے میں افہام و تفہیم، تحمل و رواداری، وسعت قلب کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ رجسٹریشن کے قانون کی آڑ میں سیاسی جماعتوں کو انتخابی عمل سے باہر رکھنے کی کوشش بھی سیاست میں تشدد اور عدم رواداری کو دعوت دینے کے مترادف ہوگی ہمیں امید ہے کہ قومی زندگی کے جملہ حلقے پرامن طرز سیاست اور طرز حکومت کی افادیت کا اعتراف کریں گے اور مل بیٹھ کر ملک و قوم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیرون ملک اسلامی سفری سنگ بنیاد کی ایک تقریب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گولی اور بندوق اور بم کی سیاست سے پاک کرنے کی راہ نکالیں گے۔ ایسا ہو سکا اور علامہ احسان الٰہی ظہیر اور ان کے محترم ساتھیوں کی جانوں کی قربانی نے مذکورہ حقیقت کا احساس دلایا تو ہم سمجھیں گے کہ ان کی قربانی رائیگاں نہیں گئی لیکن اگر ہم نے اب بھی اپنی روش کی اصلاح نہ کی تو اس سے ظاہر ہو گا کہ ہم کسی بھی المیہ سے سبق حاصل کرنے کی استعداد سے محروم ہوتے جا رہے ہیں اور یہ ایک تشویش ناک بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے سبق حاصل کرنے کی توفیق دے۔

(آمین)

علامہ کے بغیر

یہ عیدالاضحیٰ جو گزری ہے' وہ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے گذشتہ عیدالفطر ہی کی طرح اپنے گھر والوں اور مداحوں کے ساتھ نہیں منائی۔ کئی برس سے عید کا دن علامہ صاحب کی گھن گرج کے ساتھ گزرتا تھا۔ عیدالفطر پر بھی ان کا خطبہ زور دار ہوتا' اور عیدالاضحیٰ پر بھی۔ اگر حج یا کسی اور مصروفیت سے بیرون ملک نہ ہوتے تو شہر میں تقریر کی عیدی ضرور تقسیم کرتے ... ان کا اپنا ایک اسلوب تھا۔ ہر بات سے سیاسی بات نکالنے اور ہر بات کو سیاسی بات پر ختم کرنے کا فن انہیں آتا تھا .. بھرپور فقرے اور بھرپور انداز۔ حکمرانوں کو للکارنے کے بادشاہ تھے۔ منبر پر ہوتے تو خدا کو حکمران سمجھ لیتے اور حکمرانوں کو جمہوری پارٹی ٹائپ کسی جماعت کا کارکن ... وہ لتے لیتے کہ خدائی پناہ۔ جو لوگ عید کی نماز ان کے بجائے کسی اور علامہ یا مولانا کی اقتدا میں ادا کرتے' ان کیلئے کیسٹ موجود رہتا۔ جب چاہیں اس کے ذریعے عید گاہ میں پہنچ جائیں۔ نماز کے بعد عید مبارک کیلئے ٹیلیفون کی خدمات حاصل کی جاتیں تو علامہ صاحب اپنی تقریر کے نشے میں مست ہوتے۔ دلچسپ اور طوفانی نکات سے آگاہ کر کے رہتے۔ کبھی ان کے نکتے سُن کر رونا آجاتا اور کبھی ہنسی روکے نہ رکتی۔

آغا شورش کاشمیری کے بعد عوامی خطابت کے میدان پر سناٹا چھا جانے کا ڈر تھا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر اگرچہ آغا صاحب کی زندگی ہی میں تقریر کرنے اور ان سے داد پانے لگے تھے تاہم "سیاسی عوامیت" سے زیادہ ان پر مذہبی بلکہ "اہل حدیثی" رنگ غالب نظر آتا تھا۔ آہستہ آہستہ اپنے رنگ میں آغا صاحب کا رنگ ملاتے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے کہیں سے کہیں نکل گئے... سترہ' اٹھارہ برس پہلے لاہور میں قدم جمانے شروع کئے تو حافظ احسان الٰہی کہلاتے اور کہے جاتے تھے۔ بعض کہنے والے اس وقت بھی علامہ کہہ جاتے تھے لیکن سننے والوں کا دل نہیں مانتا تھا کہ تیس برس سے بھی کم عمر کا نوجوان علامہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر اسرار اور سید امیر حسین گیلانی کے ساتھ جنگ فورم میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے یا اسے علامہ بنا دیا جائے۔ لیکن وہ دھن کے پکے تھے' بالآخر حافظ کی جگہ علاّمہ کے لفظ نے یوں لی کہ کوئی سیاسی کارکن کسی کو علاّمہ صاحب کہہ کر یاد کرتا تو کم از کم پنجاب کے اہل سیاست اس سے احسان الٰہی ظہیر ہی مراد لیتے۔

ایک زمانے میں کوثر نیازی بھی خطیب بن کر ابھرے تھے... لیکن جماعت اسلامی سے ان کی رحلت، پھر کنونشن مسلم لیگ کی قربت' پھر عوامی لیگ کی رغبت اور پھر پیپلز پارٹی میں شمولیت نے انہیں خطیب کی بجائے کچھ اور بنا دیا..... اس میں کیا شک کہ بات کرنے اور بنانے کا ڈھنگ انہیں اب بھی آتا ہے' لیکن اب ان کی شناخت خطابت سے نہیں ہوتی وہ وزیرانہ اور غیر وزیرانہ کارناموں سے پہچانے جاتے ہیں۔ اسے اتفاق کہئے یا بے اتفاقی کہ آغا شورش کی زندگی میں ان کی جگہ لینے کی شدید کوشش کے باوجود ان کی وفات کے بعد انہوں نے ان کی جگہ لینے کی خواہش نہیں کی۔ اسلام آباد کے ہو کر رہ گئے تھے' اسلام آباد ہی کے ہو کر رہے لاہور علاّمہ کیلئے خالی چھوڑ دیا۔

علاّمہ اہل حدیث تھے' انہوں نے اپنے فرقے کو مٹھی میں بند کر لیا... ایک زمانے میں وہ اس طاقت سے اپنی طاقت بنانے کے قائل نہ تھے۔ سیاسی جماعتوں سے طاقت حاصل کرنے اور ان کی طاقت بن جانے میں لگے تھے..... لیکن شاید "اتحادی سیاست" نے انہیں اپنا جتھہ بنانے پر مائل کیا..... انہوں نے جمعیت اہلحدیث کو روایتی قیادت سے یوں چھینا کہ یہ دو حصوں میں بٹ گئی' علاّمہ صاحب نے علماء کا گروہ بھی جمع کر لیا اور نوجوان بھی گروہ در گروہ ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ ان کی جمعیت نے میدانوں پر اپنا پرچم لہرا دیا... علاّمہ کے الفاظ کا جادو اپنے مخالفین کے سر چڑھ کر بول رہا تھا... وہ بعض معاملات میں خالص "مولوی" تھے' مخالف فرقوں کے خلاف کتابیں لکھ کر نام اور دام کمائے..... لیکن سیاسی سرگرمی کی وجہ سے ایک ایسے شخص کے طور پر نمایاں ہوتے گئے جو سب کا ہو اور سب کیلئے ہو..... اپنی تقریروں میں وہ اقتدار کو نشانہ بنا کر اہل اختلاف کے دل میں سما گئے..... ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ مسٹر بھٹو کے شدید مخالف کے طور پر ابھرے تھے اور فضاؤں پر چھا گئے تھے..... جنرل ضیاء الحق کے ساتھ کئی قدم بڑھے۔ بھٹو مخالف جذبات نے انہیں جنرل ضیاء کا قدرتی حلیف بنا دیا تھا لیکن یہ رومانس زیادہ دیر نہ چل پایا..... دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی توقعات پر پورا نہ اترا..... نوبت یہاں تک پہنچی کہ علاّمہ نے جنرل ضیاء کو نشانہ بنا لیا..... وہ ان پر اسی طرح برسنے لگے جس طرح کبھی مسٹر بھٹو پر برسا کرتے تھے' پیپلز پارٹی کے حامی بھی ان کی کڑک دار آواز سے حوصلہ پاتے اور سب کچھ بھول کر تالیاں بجانے لگتے۔

علاّمہ احسان الٰہی سے کوئی اتفاق کرے یا اختلاف... یہ حقیقت ہے کہ ان کی تقریر دلوں سے خوف کو نکال باہر کرتی تھی..... طاقتوروں کے خلاف لڑنے کا حوصلہ دیتی تھی..... کمزوروں کے دل سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کمزوری کا احساس ختم کر دیتی تھی..... خوف کا یہ دشمن ' بے خوف آدمی رخصت ہوا ہے تو اب تک خاموش خاموش سا ہے اس شخص نے بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزاری۔ لگتا ہے یہ امیرانہ آن بان اس زندگی میں بھی برقرار ہوگی۔ اب شہادت کے انعامات سے لطف اٹھایا جا رہا ہو گا لیکن اے بھائی علاّمہ ' جو چاہو عیش کرو ' جس قدر چاہو مزے اڑاؤ ' مگر ہمیں یاد نہ آیا کرو .... تم جو یاد آتے ہو تو جینے کا کوئی لطف نہیں رہتا..... زندگی میں کوئی کشش نہیں رہتی ۔ موت کا کوئی ڈر نہیں رہتا ' دھماکوں کا کوئی خوف نہیں رہتا..... عجیب دوست ہو ' اس قدر دور جانے کے باوجود ' اس قدر قریب رہتے ہو..... ہمیں بے خوف بنانے سے اب بھی باز نہیں آتے؟ تمہاری تازہ زندگی نے تو گذشتہ زندگی کو بھی مات دیدی ہے.....

گنبدِ خضریٰ کا پڑوسی

پست ہمت نہ ہو اور نہ غم کر اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

علاّمہ احسان الٰہی ظہیر نے آخر 30 ر مارچ کو عین نماز فجر کے وقت اپنی جان ربّ کائنات کے حضور پیش کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جب ریاض رابطہ پیدا کیا گیا تو معلوم ہوا کہ علاّمہ احسان الٰہی ظہیر کی نماز جنازہ ظہر کو مسجد کبیر ریاض میں ادا کی جائے گی اور بعد میں ان کی میّت تدفین کیلئے مدینہ طیبہ لائی جائی گی۔ مسجد نبویؐ میں نماز مغرب کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی جائے گی اور پھر ان کو بقیع میں دفن کر دیا جائے گا۔ یاد رہے قبرستان بقیع کا نام صحیح احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک میں " البقیع الغرقد " ثابت ہوئے۔

جب مدینہ منورہ میں مقیم پاکستانیوں کو اطلاع ملی کہ ان کی میّت پونے چار بجے مدینہ ایئرپورٹ پر لائی جائے گی تو لوگ دیوانہ وار تین بجے ہی مدینہ ایئرپورٹ پر پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ شیخ عبدالقادر سندھی اور دوسرے احباب پیش پیش تھے۔ ایئرپورٹ پر معلوم ہوا کہ علاّمہ زماں کی میّت کو سعودی حکومت کی طرف سے سرکاری اعزاز کے ساتھ مدینہ طیبہ لایا جا رہا ہے۔

جبکہ علاّمہ مرحوم کے والد شیخ ظہور الٰہی ' ان کے برادر محترم جناب ڈاکٹر فضل الٰہی ' جناب عابد الٰہی اور دیگر احباب بھی مدینہ طیبہ میں ان کی نماز جنازہ اور البقیع غرقد میں ان کی تدفین کیلئے آ رہے ہیں۔ حکومت سعودی عرب کے ایک خاص طیارہ کو جس کو ایک لیفٹنٹ پرواز کر کے لائے تھے۔ جب مدینہ ایئرپورٹ پر اترا تو علاّمہ زماں کی میّت کو بذریعہ ایمبولینس ایئرپورٹ سے مدینہ طیبہ کی جنازہ گاہ کی طرف لے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے لگے تو ایئرپورٹ کے گیٹ کے بعد مقیم پاکستانیوں اور مدینہ یونیورسٹی کے طلبہ کے ہجوم کے باعث ایمبولینس کو رکنا پڑا۔ مجتمعین علاّمہ کی میّت کی ایک جھلک دیکھنے کے مشتاق تھے جس علاّمہ کو مدینہ ایئرپورٹ پر لوگ ان کی زندگی میں ان کا استقبال کیا کرتے۔ آج ان کی میّت کو دیکھ کر غم سے نڈھال ہو رہے تھے۔

علاّمہ احسان الٰہی مرحوم کے یوں تو مدینہ طیبہ میں بے شمار دوست و احباب تھے مگر اس دوستی کا حق مدینہ یونیورسٹی کے رئیس جناب شیخ صالح عبید نے ادا کر دیا۔ مدینہ ایئرپورٹ پر علاّمہ کی میّت کا استقبال کرنے والوں میں وہ پیش پیش تھے۔ ایمبولینس میں وہ بنفس نفیس سوار ہو کر ان کی میّت کو بقیع کے جنازہ گاہ میں لائے۔ مدینہ طیبہ کی جنازہ گاہ جہاں مردوں کو غسل اور کفن دیا جاتا ہے۔ قبرستان میں بقیع مرقد کے جنوبی کونہ میں موجود ہے۔ یہاں پر علاّمہ زماں کا جنازہ عصر کی نماز کے وقت پہنچا چنانچہ جنازہ یہاں پر رکھا گیا اور پھر نماز مغرب سے پہلے پون گھنٹہ جناب ڈاکٹر عبید اللہ صالح چانسلر مدینہ یونیورسٹی اور خالد مدنی بذریعہ ایمبولینس جنازہ مسجد نبویؐ کے باب السلام کے سامنے لائے۔ مسجد نبویؐ کے باب السلام کے سامنے ڈاکٹر فضل الٰہی علاّمہ کے برادر، مولانا شمس الدین افغانی، فضل الرحمٰن، مولانا عبداللہ مومن آبادی اور دیگر احباب جنازہ کے لئے منتظر کھڑے تھے۔ مسجد نبویؐ کے امام عبداللہ زاہم نے نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ کے بعد ان کے جنازہ کو قبرستان بقیع میں تدفین کیلئے لایا گیا۔ ان کی تدفین اور جنازہ کو کندھا دینے کیلئے بڑا ہجوم تھا جب بقیع مرقد میں جنازہ داخل ہوا تھا تو لوگوں کی خواہش تھی کہ ان کے چہرہ کی زیارت کی جائے مگر اژدھام اتنا تھا کہ اکثر لوگوں کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اگرچہ بعض حضرات دیدار میت کر چکے تھے۔ تدفین کے موقع پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے رئیس ڈاکٹر صالح العبید صاحب نائب رئیس شیخ عبداللہ عنیمان ہائی کلاسز کے پرنسپل شیخ عمر فلاتہ، اعلیٰ افسران اور دنیا بھر کے طلبہ اور سفیر پاکستان موجود تھے۔

مسجد نبویؐ کے امام عبداللہ زاہم جنہوں نے نماز جنازہ پڑھائی تھی وہ بھی علاّمہ مرحوم کی تدفین کے موقع پر بقیع غرقد میں موجود تھے۔ علاّمہ کو اس قبر میں دفن کیا گیا جو امام مالک محدّث مدینہ کی قبر کے نزدیک تھی۔ بقیع غرقد مسجد نبوی سے قریب ہی ہے مگر بے پناہ رش کی وجہ سے تدفین عشاء سے صرف دس منٹ پہلے ہو سکی۔

پونے چار سال کا واقعہ ہے کہ مدینہ یونیورسٹی کے ایک پاکستانی طالبعلم امان اللہ شاہد انتقال کر گئے جو عارف والا کے کسی قریبی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ ان دنوں علاّمہ احسان الٰہی ظہیر مدینہ طیبہ دورہ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، ملک محمد قاسم، ملک حاکمین، راؤ عبدالرشید، سلمان تاثیر، رب نواز ایڈووکیٹ اور فاروق قریشی
مارشل لاء کے خلاف ایک مضبوط ٹیم

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے ہوئے تھے اس واقعہ کی خبر مدینہ یونیورسٹی کلیتہ الحدیث کے حالیہ چوتھے سال کے ایک طالبعلم جناب حافظ محمد اسلم صاحب جو الجامعۃ المحمدیہ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان سے ہیں اور ضلع رحیم یار خاں کی جمعیت اہل حدیث کے نائب امیر بھی ہیں نے علامہ کو دی کہ فلاں طالبعلم فوت ہو گئے ہیں چنانچہ وہ اس طالبعلم موصوف کے ہمراہ فوراً بقیع غرقد گئے اور امان اللہ شاہد کی تدفین کے بعد جب واپس آئے تو حافظ محمد اسلم کے بقول انہوں نے میرا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا میں نے ان سے غنیمت جان کر بقیع میں اصحاب رسولؐ اور معروف محدثین کی قبروں سے متعلق معلومات سے متعلق عرض کیا تو انہوں نے چلتے چلتے اپنے بائیں ہاتھ کے اشارہ سے بہت سے اصحاب رسولؐ کی قبروں کی نشاندہی کرائی تھی کہ جس جگہ اب ہم کھڑے ہیں (یہ تدفین علامہ کے بقیع میں کھڑے ہوئے دن کا واقعہ ہے کہ علامہ صاحب آگر رک گئے اور مجھے اپنے بائیں ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ یہ قبر امام زین العابدین اور یہ قبر امام مالکؒ محدث دار الہجرۃ کی ہے اور پھر فرمایا کہ " کاش کہ مجھے بھی یہاں جگہ مل جائے " اس وقت تو میں نے ان الفاظ پر کوئی خاص توجہ نہ دی مگر آج پورے چار سال بعد علامہ کی صدق بھری تمنا جب پوری ہوئی تو اللہ کے اس ولی کی بات مجھے یاد آتی ہے)

علامہ مرحوم کی والدہ نے سچ ہی تو فرمایا ہے کہ میرا بیٹا مدینہ طیبہ کی گلیوں کا عاشق تھا لہٰذا وہ بقیع غرقد میں دفن ہوا۔ یہ تو ہر مسلمان کی خواہش ہے مگر کیا فی الواقع یہ اعزاز ہر مسلمان کو نصیب ہو سکتا ہے؟ ناموس رسول محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ناموس صحابہ کا پاسبان آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عین قدموں کے سامنے اور اپنے چودہ ہزار صحابہ کرام لاتعداد تابعین، محدثین اور صلحاء امت کی رفاقت نصیب ہوئی۔ کسی نے سچ کہا "کل شی یرجع الی اصلہ" ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے ان کی اصل واساس مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرف لوٹا دیا۔ چانسلر مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ جناب ڈاکٹر صالح العبید نے جامعہ کے ایک طالب علم فضل الرحمٰن کی ڈیوٹی لگادی کہ وہ پاکستانی اخبارات میں علامہ مرحوم کی خبروں کا یومیہ ترجمہ کر کے سنائیں۔ موصوف روزانہ پاکستانی اخبارات کی خبروں کا ترجمہ اپنے دفتر میں سنتے۔ عبداللہ مومن آبادی جو کلیہ الدعوہ فیکلٹی آف دعوت اسلام کے آخری سال کے طالب علم ہیں۔ علامہ مرحوم کے خدمت گاروں میں سے ہیں۔ گزشتہ روز مسجد نبوی میں نماز مغرب کے بعد انہوں نے علامہ مرحوم کی جلیل القدر صفات پر بہت ہی معلومات فراہم کیں۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر عبیداللہ صالح چانسلر مدینہ یونیورسٹی نے علامہ مرحوم کو جامعہ اسلامیہ میں تمام کالجوں میں اسلامی فرقوں سے متعلق لیکچرز دینے کی پیشکش کی مگر علامہ مرحوم نے ملکی اور جماعتی تقاضوں کے پیش نظر یہ پیشکش قبول نہ فرمائی۔ مرحوم نے تبلیغی و ملی خدمات کو پاکستان اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نوابزادہ نصراللہ خان اور ایئرمارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان
میو ہسپتال لاہور میں علامہ کی عیادت کے لئے آئے

سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو
جناب جہانگیر بدر کے ہمراہ
عیادت کے لیے آرہی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالم اسلام کے مسائل سلجھانے میں صرف کیا۔ بلاشبہ وہ عظیم بلکہ عظیم تر خطیب' نامور مصنّف' منتظم اور گوناگوں صفات کے حامل تھے۔ حکومت وقت کے ایوانوں میں ان کی گھن گرج سے لرزہ طاری ہو جایا کرتا تھا۔

وہ پاسبان قرآن وسنّت تھے وہ ملک میں فی الوقع قرآن وسنّت کی حکمرانی کے داعی تھے۔ انہوں نے جمعیت اہل حدیث کو شعور و مردانگی اور ولولہ تازہ بخشا۔ وہ موجودہ شریعت اور کسی فقہ کے ملک میں نفاذ کے حامیوں کے لئے ایک صاعقہ مرسلہ تھے۔حقیقت تو یہ ہے کہ اس علاّمہ جیسی شخصیتیں روز روز تو پیدا نہیں ہوتیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شہنشاہ خطابت زخمی حالت میں — پرسکون — صابر چہرہ — راضی برضا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچی وہیں پہ خاک

اپنے قائدین کے آخری دیدار اور جنازہ میں شرکت سے ہم ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے محروم رہے 'البتہ حرم نبوی میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کیا گیا جو حاضری کے اعتبار سے مثالی تھا۔ امامت کے فرائض حضرت مولانا شمس الدین صاحب افغانی نے انجام دیئے۔ تمام سلفی ساتھی یزدانی صاحب کی شہادت کی وجہ سے بڑے پریشان اور غمگین تھے اور ہر وقت آہوں کے ساتھ اپنے قائدین کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ لیکن حوصلے کافی حد تک قائم تھے کہ بحمد للہ قائد اہل حدیث زخمی ہیں 'جلد صحت یاب ہوں گے 'ان کی زندگی میں ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

ٹیلی فون کے ذریعے بار بار یہی معلوم ہوتا کہ حضرت قائد رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پہلے سے بہت اچھی ہے اور جلد صحت یاب ہو رہے ہیں اور ٹانگ کے کاٹنے کی خبریں غلط ہیں۔ اسی اثناء میں خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز حفظہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت علامہ کو علاج معالجے کی پیشکش کی خبریں بھی اخبارات میں پڑھیں اور حضرت مولانا فضل الٰہی سے ریاض میں مسلسل ٹیلیفون پر رابطہ بھی قائم رکھا اور دل کو کافی تقویت حاصل ہوئی کہ چلو علاج سے رب انہیں جلدی شفا دیں گے۔ لیکن وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے کہ جب انتہائی اہتمام و انتظام کے ساتھ حضرت کو لاہور سے ریاض منتقل کیا گیا تو ریاض میں صرف بائیس گھنٹے گزارنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے 'انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صبح میں نے مدینہ طیبہ ان کی خیریت دریافت کرنے کے لئے فون کیا تو کان میں یہ وحشت ناک آواز سنی کہ حضرت تو اپنے ربّ کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر حیران ہو گیا۔ عقل نے تصدیق کرنے سے انکار کیا۔ دوبارہ پوچھا تو وہی جواب ملا۔ یہ خبر کیا تھی قیامت تھی۔

ساتھیوں تک یہ خبر پہنچائی تو ساتھی انا للہ کی سسکیوں میں اشک بار ہوئے۔ جامعہ کے چانسلر شیخ عبداللہ صالح العبید کے پاس گیا تو وہ میری حالت کو دیکھ کر صبر و تحمل کی تلقین کرنے لگے۔ ہر طرف مجھے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا۔ دوبارہ ریاض فون کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی خطیب ملّت کا جنازہ ریاض کی سب سے بڑی جامع مسجد میں ادا ہو گا اور پھر عصر کے قریب مدینہ طیبہ پہنچیں گے اور مغرب کی نماز کے بعد مسجد نبوی میں جنازہ ہو گا اور جنت البقیع میں دفن کیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد اور علامہ شہیدؒ

دو شخصیات ـــــ مگر سوچنے کا اپنا اپنا انداز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدینہ طیبہ میں کفن دفن کا اہتمام مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر کے سپرد تھا۔ انہوں نے میری موجودگی میں فون پر ضروری انتظامات کرائے۔

مدینہ یونیورسٹی کے تمام شیوخ اور اساتذہ پچاس سے زائد ممالک کے طلبہ کو آناً فاناً خبر پہنچی اور تمام حضرات علامہ رحمتہ اللہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے اور آپ کی شہادت کو عالم اسلام کا ایک عظیم نقصان اور حزن گردانتے اور ان کی تصنیفات کا حسن بیان کرتے اور ہمیں صبر کی تلقین کرتے۔

آخر ظہر کی نماز کے بعد ساتھی ایئرپورٹ پر جانا شروع ہوئے اور عصر کی نماز سے قبل پونے چار بجے کے قریب خصوصی سرکاری انتظامات کے تحت تین طیارے مدینہ ایئرپورٹ پر پہنچے جن میں ریاض سے اپنی جماعت کی ایک خاصی تعداد کفن دفن میں شرکت کے لئے آئی تھی۔ ایئرپورٹ سے سرکاری اعزازات کے مطابق حضرت علامہ رحمتہ اللہ علیہ کا مسجد نبوی کے قریب شون المولیٰ پہنچایا گیا۔ ایئرپورٹ پر تمام پاکستانی ساتھی موجود تھے۔ ہر ایک اشک بار تھا اور ہر ایک آنکھ پر نم تھی۔ کئی سسکیاں بھر بھر کر رو رہے تھے۔ ایک مہینہ سات دن قبل میں نے اپنے ملکی اور غیر ملکی سلفی دوستوں کے ہمراہ اسی ایئرپورٹ پر حضرت علامہ کی مدینہ آمد کے موقع پر استقبال کیا تھا۔ لیکن آج ان کی میت یہاں آرہی تھی' اس کا انتظار تھا' پھر ہم سیدھے مسجد نبوی پہنچے۔ عصر کی جماعت چند منٹ پہلے ہو چکی تھی' ہم نے نماز ادا کی۔ مسجد نبوی میں پروفیسر فضل الٰہی صاحب ، علامہ صاحب کے چھوٹے بھائی عابد الٰہی صاحب اور ان کے بھانجے بھتیجے پاکستانی ڈاکٹر اور جناب رندھاوا صاحب موجود تھے۔

نماز کے بعد میں شون المولیٰ گیا تاکہ حضرت علامہ رحمتہ اللہ کا آخری دیدار ہو جائے مگر ہجوم کی وجہ سے ناممکن ہو گیا اور پھر آپ کی قبر کو دیکھنے جنت البقیع کے دروازے پر پہنچا۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ کی قبر امام مالکؒ کے پہلو میں بنادی گئی ہے۔

پھر دوبارہ مسجد نبوی میں آیا اور سنا کہ حضرت علامہ مرحوم کے بچے پروگرام کے مطابق مدینہ میں نہ پہنچ سکے۔ اگر ممکن ہو تو تاخیر کر لیں۔ اگرچہ علامہ صاحب کے بچوں نے نماز جنازہ ادا کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ جنازہ چونکہ مسجد نبوی میں پہنچ چکا تھا اس لئے ہماری تدابیر کامیاب نہ ہو سکیں۔

مغرب کی نماز سے چند منٹ قبل سرکاری اعزاز کے ساتھ یونیورسٹی کے چانسلر (سرکاری گاڑی) پر میت لے کر مسجد کے دروازے "السلام" پہنچے۔

مسجد نبوی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی لیکن آج یونیورسٹی کے پچاس سے زائد مشرق و مغرب شمال و جنوب سے تعلق رکھنے والے مختلف ممالک کے طلبہ' علماء اور شیوخ بھی حاضر ہوئے تھے۔ جنازہ پڑھتے وقت اتنا اژدھام تھا کہ صفیں سیٹ کرنی بھی ممکن نہ تھیں۔ جنازہ کی حاضری کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں' جنہوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جنازہ کی ادائیگی کے بعد ہم میت کو لے کر جنت البقیع کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ شہید اور نوابزادہ نصراللہ خان جدوجہد میں دو دیرینہ ساتھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طرف چلے تو انتارش اور اتنی بھیڑ کہ ہمارے لئے چلنا مشکل ہو گیا۔ دور دور تک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ حالانکہ مدینہ میں تدفین کے وقت چند آدمی ہی جایا کرتے ہیں۔ لیکن آج لیکن مسئلہ بڑا عجیب تھا۔ جنت البقیع میں داخل ہونے کے بعد ہجوم کی کثرت کی وجہ سے جنازہ دکھانا ناممکن تھا۔ آخر میری مولانا عبدالمالک صاحب مجاہد' مولانا شمس الدین صاحب افغانی' مولانا عبدالعزیز صاحب اور مولانا فیصل آبادی کی زبردست کوشش کے بعد تھوڑی سی جگہ خالی ہوئی اور قائد کی زیارت ممکن ہوئی۔ حسرت بھری اور اشک بار نگاہوں سے قائد کے چہرے کو دیکھا تو وہ مسکراتا ہوا علیم وجیہ بارعب اور خوبصورت چہرہ ایسے معلوم ہوا جیسے اس پر سکرات کی گھڑیاں آئی ہی نہیں ہیں اور ابھی اٹھ کر قوم سے خطاب کریں گے۔ پھر وہاں اتنا ہجوم تھا کہ مجبوراً ہم کو جنازہ اٹھانا پڑا اور قبر میں اتارنے کے لئے لے کر چلے۔ رش اتنا کہ قبر تک پہنچنا ناممکن ہو گیا۔ پولیس کی مداخلت سے ہم قبر تک پہنچے۔ جنازہ کو قبر میں اتارنے کے بعد مرحوم کے والد محترم نے قبر میں اتر کر اپنے لخت جگر کا آخری دیدار کیا۔ میں نے بھی اور کئی دوسرے ساتھیوں نے بھی زیارت کی۔

عرب وعجم کے انسان رو رہے تھے اور ناز و نعمت میں پلے ہوئے اسلام کے اس عظیم مفکر اور دانش ور جس نے ساری زندگی اسلام کی خدمت کی جس کا اقرار ساری دنیا کرتی ہے اور جس نے ساری دنیا کے باطل فرق کی دشمنی صرف اسلام کے لئے مول لے لی تھی' حتیٰ کہ اپنی قیمتی جان بھی شہادت کے لئے پیش کر دی۔

مٹی ڈالنی شروع کر دی گئی۔ سب سے پہلے ان کے والد محترم نے اور پھر راقم الحروف نے سنّت کے مطابق مٹی ڈالی۔ مٹی ڈالنے کے بعد میں نے ایک پتھر آپ کے سر کی جانب علامت کے لئے گاڑا۔ حضرت علامہ رحمتہ اللہ علیہ کی قبر امام مالکؒ کی قبر کے پہلو میں ہے اور دائیں طرف ازدواج مطہرات اُم المومنین کی قبریں ہیں اور تھوڑے فاصلے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ بعض دوستوں نے بتایا ہے کہ حضرت علامہ مرحوم آج سے چار سال قبل اس قبرستان میں ایک جنازے کی تدفین میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا تھا " کاش ہمیں بھی جنت البقیع میں جگہ مل جائے "

آپ کی چاہت اور تمنا رب کریم نے پوری فرما دی۔ ربّ نے انہیں لاہور سے اٹھایا اور جنت البقیع پہنچایا۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آہ! علاّمہ ظہیر

علاّمہ احسان الٰہی ظہیر ایک دھڑلے دار انسان تھے۔ اپنے دوستوں کا بھرپور ساتھ دیتے تھے اور مخالفین کا دور دور تک تعاقب کرتے تھے۔ دینی معاملات ہوں یا سیاسی وہ جس دھڑے میں شامل ہوتے تھے اس کے لئے وہ مدافعت کی چٹان بن جاتے تھے اور جس دھڑے کو شومئی قسمت سے ان کا مدمقابل ہونے کا حوصلہ ہوتا تھا۔ اس کے بخیے ادھیڑنے میں وہ کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے تھے، اس بناء پر علاّمہ مرحوم ایک بہت بڑی متحرک اور فعال شخصیت کے سانچے میں ڈھل گئے تھے۔

ان کی آواز میں شیر کی گرج اور سمندر کا طغیان ہوتا تھا۔ وہ جب تقریر کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو الفاظ قطاریں باندھ کر ان کے سامنے کمتر ہو جاتے تھے اور برجستگی' بے ساختگی اور بے باکی سے اپنے مافی الضمیر کو بیان کرتے ہوئے مجمع کو جب چاہتے رلا سکتے اور جب چاہتے زعفران زار بنا سکتے تھے۔ تقریر کرتے وقت وہ مصلحتوں کی زنجیروں کو توڑ کر پرے پھینک دیا کرتے تھے اور ان کے خطابت کے طوفان میں بڑے بڑے حاکم اور عہدیدار خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے تھے۔

ان کی سیاسیات میں جمہوریت سے والہانہ وابستگی ان کی مختصر سی زندگی کا سب سے زیادہ قابل فخر پہلو تھا۔ انہوں نے ہر قسم کی ڈکٹیٹرشپ کے خلاف اپنی زبان اور قلم سے ہمیشہ بھرپور جہاد کیا اور اس بناء پر حکمرانوں کے عتاب کا نشانہ بھی بنے۔ لیکن انہوں نے جمہوریت کو اسلام کے سیاسی نظام کی اساس سمجھتے ہوئے کبھی بھی جمہوریت کی پاسبانی سے گریز نہ کیا۔

ان کی موت جن المناک حالات میں واقع ہوئی وہ بجائے خود معاشرے کے لئے ایک اہم چیلنج کا درجہ رکھتے ہیں۔ ایک شاداب شخصیت' ایک علم و عمل کی شمع' ایک لہلہاتا ہوا خوشبودار پھول یکایک ایک خوفناک سازش کا شکار ہو کر مسلا گیا۔ یہ ایک ایسا چیلنج ہے جسے حکومت کی مشینری کو اپنے تمام ذرائع کے ساتھ پوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری سے قبول کرنا چاہئے اور اس وقت تک چین سے بیٹھنا نہیں چاہئے جب تک مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچا نہ دیا جائے۔

ایک لحاظ سے علامہ مرحوم کی موت قابل رشک ہے۔ انہیں مرنے کے بعد یوم حشر برپا ہونے تک جو جگہ نصیب ہوئی ہے۔ اس کی آرزو کس کس نے نہیں کی۔ مشیت ایزدی نے انہیں پاکبازان امت کے پہلو بہ پہلو ابدی نیند کی راحتوں اور نعمتوں سے بہرہ یاب ہونے کے لئے چن لیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

جنگ